قدمی هذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ

نزہۃ الخاطر الفاتر فی مناقب

سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

تالیف لطیف

رئیس المحدثین ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب و ترجمہ

پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی ایم اے

قادری رضوی کتب خانہ: لاہور

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ

انتساب

شیخ الاسلام نائب غوث الاعظم فی الھند
امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت دانائے حکمت

امام الشاہ احمد رضا خان

محدث بریلوی قدس سرہٗ

کے نام

جن کی ہستی افکارِ سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ کی ترجمان اور فیضانِ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی امین ہونے کے ساتھ ساتھ عالم اسلام کیلئے قابلِ فخر سرمایہ تھی۔ اور...... جن کی توجہات وفیوضات کے چشمے افق تا افق متلاشیان حق اور رہروان راہ طریقت کے علم وعمل کو سیراب کر کے انہیں لذتِ بندگی سے سرشار کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی باطنی توجہات اور روحانی فیوضات کا سایہ ملک و ملت کے سر پر ہمیشہ قائم رکھے۔

(آمین)

پیر پیراں میر میراں اے شہ جیلاں توئی
انس جانِ قدسیان و غوثِ انس و جاں توئی

(اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ')

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ

حالات .... تصانیف

پیرزادہ اقبال احمد فاروقی

علی بن سلطان محمد القاری الہروی المکی الحنفی المعروف بہ ملا علی قاری گیارہویں صدی ہجری کے جید علمائے کرام میں سے مانے جاتے ہیں۔ آپ کے علمی کارنامے اور تحقیقی تشریحات احادیث نے علمائے عصر اور مابعد سے خراج کمال حاصل کیا۔ آپ وحید العصر' فرید الدھر' محقق' مدقق' منصف مزاج' محدث' فقیہہ' جامع علوم عقلیہ ونقلیہ' مفتاح سنت نبویہ ہیر اعلام اور مشاہیر اولی الحفظ والافہام میں سے تھے۔[1] آپ نے خاص طور پر تحقیق فقہ وحدیث اور دریافت علوم کلام ومنقول پر بڑا کام کیا ان موضوعات پر آپ کی علمی کوششیں آج تک اہل علم کیلئے مشعل راہ کا کام دے رہی ہیں۔ آپ کی علمی مقبولیت کا اندازہ صرف اس بات سے ہی ہوتا ہے کہ آپ کی تصانیف پر ۱۸۲ فقہا ومحدثین (مولفین ومعلقین) نے خراج عقیدت پیش کیا۔ اور آپ کی تشریحات کو اپنی تصانیف کی بنیاد قرار دیا۔[2]

آپ ہرات میں پیدا ہوئے۔ اور تحصیل علم دین کیلئے مکہ مکرمہ میں قیام پذیر ہوئے۔ تحصیل علم وفن کے بعد ساری زندگی اسی مکرم شہر میں گذاردی اور علمی دنیا میں نام پیدا کیا۔ آپ نے زمانہ طالب علمی میں جن

---

[1] حدائق الحنفیہ از فقیر محمد جہلمی صفحہ نمبر ۴۰۱ مطبوعہ نولکشور لکھنو

[2] المنجد (لغات عربی) صفحہ ۳۰۲ مطبوعہ بیروت

اساتذہ سے علمی اور روحانی استفادہ کیا۔[1]

ان میں سے علامہ احمد[2] بن حجر الہیتمی المکی ابی شیخ ابی الحسن البکری،

---

[1] مرقات جلد اول صفحہ ۸ مطبوعہ بیروت

[2] احمد بن علی بن الہیتمی السعدی الانصاری رجب ۹۰۹ھ میں محلہ الہیتم قاہرہ (مصر) میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں قرآن حفظ کیا والد کا انتقال ہوگیا تو دادا نے پرورش کی۔ مگر تھوڑے عرصہ کے بعد وہ بھی واصل بحق ہوگئے تو شیخ شمس الدین محمد الشناصری نے سرپرستی کی۔ اور ابتدائی کتابیں پڑھائیں۔ ۹۲۴ھ میں جامع ازہر میں داخلہ لیا۔ جہاں شیخ الاسلام قاضی زکریا انصاری۔ شیخ عبدالحق سنباطی۔ شمس الدین مدلجی۔ شمس الدین لقانی، شمس الدین سمہوری شہاب الدین رملی طبلاوی۔ ابوالحسن بکری۔ شہاب الدین بن النجار النبلی اور شہاب الدین ابن الضیائح جیسے مشاہیر علمائے کرام سے علوم منقولہ ومعقولہ کی تکمیل کی آپ کی ذہانت واتقاء کے پیش نظر بہت سے علماء حدیث نے آپ کو افتاء وتدریس حدیث کی اجازت عطا فرمائی، ۹۳۳ھ میں آپ نے حج کیا۔ کچھ عرصہ حرم میں رہے۔ اور پھر مصر لوٹ آئے، اور قابل قدر تصانیف سے علمی دنیا میں شہرت حاصل کی کہتے ہیں ۹۳۷ھ میں کسی عالم نے آپ کی کتاب ''روض مقری'' کی شرح چرا کر اپنے نام سے شائع کردی، تو آپ دل برداشتہ ہوکر مع اہل وعیال مکہ شریف چلے آئے اور تاحیات وہاں ہی رہے۔

ابن حجر کو تفسیر، حدیث وفقہ، اصول، کلام اور تصوف میں یدطولیٰ حاصل تھا۔ آپ کی قابلیت کا اعتراف شیخ نجم الدین غزنی، علامہ خفاجی (المتوفی ۱۰۴۹ھ) قاضی شوکانی المتوفی ۱۲۵۰ھ) اور محدث اسمٰعیل یمانی (المتوفی ۱۱۸۲) جیسے علمائے کرام نے بڑے اچھے انداز میں کیا ہے۔ ''ہدیۃ العارفین'' کی جلد (بقیہ اگلے صفحہ پر)

مولانا[3] عبداللہ سندھی مولانا قطب الدین مکی شیخ علی برہانپوری[4] عطیہ

(حاشیہ بقیہ از صفحہ گذشتہ) اصفحہ ۱۴۶ پر آپ کی تصانیف کی ایک مفصل فہرست دی گئی ہے۔ آپ کے نامور شاگردوں نے آگے چل کر فقہ و حدیث کی تدوین و تشریح میں بڑی خدمت کی۔ آپ رجب ۹۷۴ھ میں واصل بحق ہوئے اور مکہ مکرمہ جنۃ المعلاۃ میں دفن ہوئے۔

۳ محمد بن عبد الرحمن بن احمد البکری الشافعی ۱۱ جمادی الاولیٰ ۸۹۹ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے اپنے زمانہ کے نامور محدثین اور فقہا سے تعلیم حاصل کی۔ روایت حدیث کی اجازت لی۔ اور متعدد صوفیائے وقت سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ آپ کا معمول تھا کہ ایک سال مصر میں قیام فرماتے اور دوسرے سال حجاز مکرم میں تشریف لے جاتے حجاز و مصر کے اکثر علمائے کرام نے آپ سے استفادہ کیا۔ جوانی کے عالم میں ہی آپ کی شہرت عالم اسلام کے گوشے گوشے تک پہنچ گئی۔

شیخ عبدالقادر عید روسی لکھتے ہیں۔ علامہ کے والد شیخ ابوالحسن بکری جید علماء میں سے تھے۔ اور بعض کے نزدیک نویں صدی ہجری کے مجدد مانے جاتے تھے۔ آپ نے منصب قضا کے اہل ہونے کے باوجود قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ متفقہ علیہ حال و قال علم معرفت میں یکتائے روزگار مانے جاتے تھے مسجد حرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ اور ازہر کی جامع مسجد میں بیٹھ کر درس دیتے تو اہل علم کے ٹھٹھ لگ جاتے۔ آپ کے قلم سے چار سو سے زیادہ کتابیں تصنیف ہوئیں تفصیلی حالات کیلئے ملاحظہ ہو۔ (۱) شذرات الذہب جلد ۸ صفحہ ۲۹۲ (۲) ہدیۃ العارفین جلد ۲ صفحہ ۲۳۹ (۳) النور السافر صفحہ ۲۱۴ (۴) ریحانہ الالبار صفحہ ۲۳۷ (۵) الکواکب السائرہ جلد دوم صفحہ ۱۹۴ (۶) بستان المحدثین (۷) بعجالہ نافعہ معہ فوائد جامعہ صفحہ ۳۵۲۔ آپ کا انتقال قاہرہ میں ۹۵۲ء میں ہوا۔

۴ حضرت مولانا عبداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ شیخ علی متقی (بقیہ اگلے صفحہ پر)

السلمیٰ تلمیذ شیخ الاسلام مولانا شیخ ابی الحسن البکری، مولانا سید زکریا تلمیذ العالم الربانی مولانا شیخ اسمعیل الشروانی تلمیذ خواجہ عبداللہ سمرقندی جو

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ سے آگے) کے مکتب علم سے متعلق تھے اگرچہ آپ نے شیخ ابن حجر مکی المتوفی ۹۷۴ھ سے بھی بعض کتب کا مطالعہ کیا۔ مگر شیخ ابن حجر مکی کو اعتراف ہے۔ کہ مولانا عبداللہ سندھی آپ کی علمی کاوشوں میں بڑے ممد رہے بسا اوقات مولانا سندھی آپکے غیر عربی موضوعات کو فصیح عربی میں منتقل کرتے۔ تو ابن حجر مکی داد دیئے بغیر نہ رہ سکتے۔ آپ نے علوم دینیہ کی ترویج و اشاعت میں زندگی وقف کر دی تھی اور تدریس کے صلہ میں کچھ قبول نہ کرتے تھے۔ آپ بڑے اعلیٰ درجے کے خطاط تھے۔ جو کچھ لکھتے گذر اوقات اسی سے ہو جاتی۔ آپ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک نسخہ مشکوٰۃ المصابیح صحت لفظی اور گرانقدر حواشی کی وجہ سے آپ کے معاصرین کیلئے سرمۂ بصیرت تھا۔

آپ کی مجلس میں ہزاروں علمائے کرام کا مجمع رہتا۔ مشکوٰۃ شریف کے حواشی کو حنفی نقطۂ نظر سے مزین فرمایا۔ خود فرمایا کرتے تھے کہ میں نے مشکوٰۃ کو حنفی بنا دیا ہے۔ اور میرا حاصل زندگی یہی ایک خدمت ہے کہ میں نے مشکوٰۃ کے اصل مفہوم کو واضح کر کے علمائے اہل سنت میں اعتماد پیدا کر دیا ہے۔ میں اپنی اس علمی خدمت کو ذریعۂ نجات سمجھتا ہوں۔ آپ ۹۹۶ھ میں واصل بحق ہوئے۔ فقیر محمد جہلمی نے ''حدائق حنفیہ'' میں آپ کی تاریخ وفات ''چشمہ رحمت'' سے لی ہے۔

۴؎ علی بن حسام الدین بن عبدالملک بن قاضی خاں متقی جونپوری (مولد برہانپور ۸۸۵ھ میں برہانپور (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ (ابتدائی کتب شیخ حسام الدین ملتانی سے پڑھیں ۹۵۳ھ میں مکہ شریف پہنچے۔ جہاں وقت کے جلیل القدر محدثین و فقہائے کے مکاتیب علم کی ضیائیں بکھیر رہے تھے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

خلیفہ مجاز حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبند رحمہم اللہ علیہم تھے۔ ان کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یہ لوگ دنیائے اسلام کی مایۂ ناز شخصیتوں میں شمار ہوتے ہیں۔ فن خطاطی میں آپ نے کمال حاصل کیا۔ اس فن میں آپ نے مشہور زمانہ خطاط شیخ حمد اللہ اماسی (المتوفی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ سے آگے) شیخ ابوالحسن بکری اور شیخ ابن حجر ہیتمی کے سامنے زانوئے ادب تہہ کیا۔ فقہ و حدیث اور دیگر علوم وفنون کی تکمیل کی۔ مکہ معظمہ میں ہی آپ مستقلاً علم دین کی تدریس اور روحانی تربیت میں مصروف ہوگئے۔ آپ کی قابلیت اور روحانیت کا یہ عالم تھا کہ آپ کے استاد ابن حجر مکی بھی آپ سے علمی اور روحانی استفادہ کرتے اور خرقۂ خلافت حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ آپ نے خوشنویس تلامذہ کی ایک ایسی جماعت پیدا کی۔ جن سے نایاب کتابیں لکھوا کر اہل علم تک پہنچاتے آپ کی تصانیف فارسی اور عربی میں ایک سو سے بھی زیادہ ہیں۔ مگر کنز الاعمال فی سنن الاقوال وافعال نے تو کمال شہرت دوام حاصل کی، اس کتاب نے مولانا جلال الدین سیوطی کی جامع صغیر اور جامع کبیر کو از سرنو ترتیب دے کر اس کی افادیت کو بڑھا دیا۔ اس کتاب کی نسبت ابوالحسن بکری فرماتے تھے۔ للسیوطی منة العالمین وللمتقی منة علیه

آپ نے فقہ و حدیث پر جس عرق ریزی اور دیدہ ریزی سے کام کیا۔ وہ قابل تحسین ہے۔ آپ کی وفات ۲ جمادی الاولیٰ ۹۷۵ ء میں ہوئی۔ مولوی فقیر محمد جہلمی نے اپنی کتاب ''حدائق الحنفیہ'' میں ''سرخیز'' سے تاریخ ولادت اور ''شیخ مکہ'' سے تاریخ وفات لی ہے۔ شیخ عبدالوہاب متقی کی کتاب ''اتحاف التقی فی فضل علی المتقی'' اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب ''زاد المتقین'' میں آپ کے تفصیلی حالات ملتے ہیں۔

۹۳۶ھ سے استفادہ کیا۔ اور اسی فن کو ذریعہ معاش بنایا۔ شیخ محمد طاہر بن عبدالقادر خطاط کردی مکی نے آپ کی خوشنویسی کا اعتراف ان الفاظ میں کیا ہے۔

کان یکتب الخط الحسن والغالب انه اخذ الخط عن الشیخ حمد اللّٰہ الاماسی وکان یکتب فی کل سنة مصحفاً واحداً ویبیعه ویصرف ثمنه علیٰ نفسه طول السنة[1]

''آپ بڑے اعلیٰ خطاط تھے۔ انہوں نے اس فن کی مشق شیخ حمد اللہ اماسی سے کی۔ سال میں ایک مصحف لکھتے اسے ہدیہ کرتے۔ جو ہدیہ ملتا سال بھر اپنی مختصر سی ضروریات پر صرف کرتے۔''

ان کی تمام تالیفات علی پاشا مصر کے کتب خانے میں موجود ہیں[2]

ملا علی قاری راسخ اعتقادی اور حنفی مکتب فکر کی ترجمانی میں شہرۂ آفاق تھے۔ آپ کا طرز تحریر اتنا دل نشین اور مؤثر تھا کہ آپ کے ہم عصر ادباء آپ کے طرز انشاء کو چومتے اور اسلوبِ تحریر سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے۔

مولانا عبدالحی فرنگی محل نے اپنی کتاب التعلیقات السلیه علی الفوائد العبیهه'' میں لکھا ہے۔

وکلها مفیده بلغت الی مرتبة المجدّدیه علیٰ راس الالف''

آپ کی تالیفات اس قدر مفید تھیں کہ ان کی بدولت آپ مجدد

[1] تاریخ الخط العربی وآدابہ مطبوعہ التجارۃ الحدیثیہ ۱۳۵۸ھ صفحہ ۲۹۲

[2] ملاحظہ ہو فہرست مطبوعہ مخطوطات کتب خانہ علی پاشا مصر

وقت کے مرتبہ پر فائز تھے۔

اگر اس رائے کو حسن اعتقاد پر محمول کرلیا جائے تاہم اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ کہ آپ کی تجدیدی اور اجتہادی تشریحات نے اہل علم کو بڑا متاثر کیا۔ آپ کے انداز فکر نے اپنے معاصرین اور بعد میں آنے والے علماء کے ایک طبقہ کو تشریح حدیث اور تفہیم قرآن پر کام کرنیکا ایک نیا انداز بخشا چنانچہ اس صدی کے اکثر مشاہیر کی تصانیف کا بغور مطالعہ کیا جائے۔ تو ہم تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ عالم اسلام کے مختلف حصوں میں علمائے کرام کی علمی کاوشوں کا رخ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے انداز فکر سے ہم آہنگ ہے۔

پاک و ہند میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی (جو کہ آپ کے ہم سبق اور شاگرد بھی تھے) حضرت شیخ احمد مجدد الف ثانی مصر میں علامہ خفاجی (احمد شہاب الدین بن محمد حجر خفاجی المتوفی ۱۰۶۹ھ) مولانا زین العابدین بن ابراہیم بن نجیب مصری (المتوفی ۱۰۷۵ھ مصنف اشباہ والنظائر) علامہ شیخ شہاب الدین شعبی اور شام مین محمد بن علی عصکفی (مصنف درالمختار المتوفی ۱۰۸۸ھ) ابراہیم بن عبدالرحمٰن دمشقی (المتوفی ۱۰۹۵ھ) اور مکہ مین شیخ علی بن جار اللہ قرشی مکی (المتوفی ۱۰۹۶ھ) جیسے مشاہیر کی تصانیف ملا علی قاری کی تشریحات سے متاثر دکھائی دیتی ہیں۔ ان حضرات نے تشریح حدیث اور تدوین فقہ میں قابل قدر آثار چھوڑے ہیں۔ ملا علی قاری نے تصانیف کا ایک گرانقدر ذخیرہ دینی دنیا کیلئے یادگار چھوڑا جن کے اسماء لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

(۱) اتهاف الناس بفضل وج وابن عباس (۲) الاجوبة المحررة فی البيضة الخبيثة المنكرة (۳) الاحاديث القدسيه (۴) الادب فی رجب المرجب (۵) الاستئناس بفضائل ابن عباس (۶) الاسرار المرفوعة فی الاخبار الموضوعة (۷) الاصطناع فی الاضطباع (۸) الاصول المهمة فی حصول المتمه (۹) اعراب القاری علی اول باب البخاری (۱۰) الاعلام بفضائل بيت اللّٰه الحرام (۱۱) الانباء بان العصا من سنن الانبياء (۱۲) انوار الحج فی اسرار الحج (۱۳) انوار القران وا سرار الفرقان (یہ تفسیر ہے) (۱۴) هداية السالک فی نهاية المسالک فی شرح المناسک (۱۵) بهخة الانسان ومهجة الحيوان (۱۶) بيان فعل الخير اذا دخل مكة من حج عن الغير (۱۷) البينات فی تباين بعض الايات (۱۸) التائبية فی شرح التائيبة لابن المقرى (۱۹) التبيان فی بيان ما فی ليلة النصف من شعبان (۲۰) التجريد فی اعراب كلمة التوحيد (۲۱) تحفة الحبيب فی موعظة الخطيب (۲۲) تحقيق الاحتساب فی تدقيق الانتساب (۲۳) تزئين العبادة فی تحسين الاشارة (۲۴) تسلية الاعمٰى عن بلية العمى (۲۵) تيسيع فقهاء الحنفيه فی تشنيع سفهاء الشافعيه (۲۶) التصريح فی شرح التسريح (۲۷) تطهير الطوية فی تحسين النيه (۲۸) تعليقات القاری علی ثلاثيات البخاری (۲۹) التهدين ذيل التزئين علی وجهه التبيين (۳۰) الجمالين علی تفسير الجلالين (۳۱) جمع

الاربعین فی فضل القران المبین (۳۲) جمع الوسائل فی شرح الشمائل (۳۳) حاشیة علی فتح القدیر (۳۴) حاشیة علی المواهب اللدنیه (۳۵) حدود الاحکام (۳۶) الهرز الثمین للحصن الحصین (۳۷) الحزب الاعظم والورد الافخم (۳۸) الخط الاوفرق الحج الاکبر (۳۹) الدرة المضیة فی زیارة المصطفویة (۴۰) دفع الجناح وخفض الجناح فی فضائل نکاح (۴۱) الذخیرة الکثیره فی رجاء المغفر الکبیرة (۴۲) ذیل الرسالت الوجودیة فی نیل مسئلة الشهودیة (۴۳) رد الفصوص (۴۴) رسالة الاقتدار فی الصلاة للمخالف (۴۵) رسالة البرة فی الهرة (۴۶) رسالة المصنوع فی معرفة الموضوع (من الحدیث) (۴۷) الزبدة فی شرح قصیدة البرده (۴۸) سلاسة ابوسالة فی ذم الروافض من اهل الضلالة (۴۹) شرح الجامع الصغیر السیوطی (۵۰) شرح حزب البحر (۵۱) شرح رسالة بدرالرشید فی الفاظ الکفر (۵۲) شرح الرسالة القشیریة (۵۳) شرح صحیح مسلم (۵۴) شرح الشفآء للقاضی عیاض (۵۵) شرح مختصر المنار لابن حبیب الحلبی (۵۶) شرح الوقایة فی مسائل الهدایة (۵۷) شفاء السالک فی ارسال مالک (۵۸) شم العوارض فی ذم الروافض (۵۹) صلاة الجوائز فی صلاة الجنائز (۶۰) ضوء المعالی فی شرح یذ الا مالی (۶۱) الضبعة الشریفة فی تحقیق البقعة المنیفه (۶۲) الطواف بالبیت ولو بعد

الهدم (٦٣) العفات عن وضع اليد فی الطواف (٦٤) العلامات البينات فی فضائل بعض الايات (٦٥) عمدة الشمائل (٦٦) فتح الاسماع فی شرح السماع (٦٧) فتح باب الاسعاد فی شرح قصيدة بانت سعاد (٦٨) فتح باب العناية فی شرح كتاب النقاية (٦٩) فتح الرحمن بفضائل شعبان (٧٠) فوائد القلائد على احاديث شرح العقائد (٧١) فرالعون ممن يدعى ايمان فرعون (٧٢) الفصل المعول فی الصف الاول (٧٣) حاشية على فتح القدير لابن همام (٧٤) فيض الفائض فی شرح روض الرائض (٧٥) قوام الصيام للقيام بالصيام (٧٦) القول الحقيق فی موقف الصديق (٧٧) القول السديد فی خلف الوعيد (٧٨) كشف الخدر عن حال الخضر (٧٩) لب لباب المناسک فی نهاية المسالک (٨٠) لسان الاهتداء فی بيان الاقتداء (٨١) مبين المعين فی شرح اربعين (٨٢) المختصر الاوفى فی شرح الاسماء الحسنىٰ (٨٣) المرتبة الشهودية فی منزلة الوجودية (٨٤)مرقاة المفاتيح شرح مشكٰوة المصابيح (٨٥) المسلک الاول فيما تضمنه الكشف للسيوطی (٨٦) المسلک المتقسط فی المسلک المتوسط (٨٧) المسئلة فی شرح البسملة (٨٨) المشرب الوردی فی مذهب المهدی (٨٩) مصطلحات اهل الاثر على نخبة الفكر لابن حجر (٩٠) معرفة النساک فی معرفة المسواک (٩١) المقالة العذبة فی العمامة

والعذبة (۹۲) مقدمة السالمة فی خوف الخاتمة (۹۳) منع الروض الازهر فی شرح فقه الاکبر (۹۴) المنح الفکرية علی مقدمة الجزرية (۹۵) المرد الروی فی المولد النبوی (۹۶) المعدن العدنی فی فضل اویس القرنی (۹۷) الناموس فی تلخیص القاموس (۹۸) نزهة الخاطر الفاطر فی مناقب الشیخ عبدالقادر (الجیلی) (۹۹) النسبة المرتبة فی المعرفة والمحبة (۱۰۰) النعت المرصع فی المجنس المسجع (۱۰۱) الهیئة السنیات فی تبیین احادیث الموضوعات (۱۰۲) الهبة السنية العلية علی ابیات الشاطیة الرائیه"

آپ نے مسئلہ ارسالِ یدیہ حضرت امام مالک کے مسلک پر تنقیدی انداز سے لکھا۔ امام شافعی اور ان کے ہم مسلک علماء کے خیالات بھی آپ کی ناقدانہ نگاہوں سے نہ بچ سکے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے ہم عصر شافعی اور مالکی علمائے کرام آپ سے ناراض رہے۔ اور یہاں تک سخت گیری سے کام لیا کہ اپنے شاگردوں کو حضرت کی کتابوں کے مطالعہ سے روک دیا۔ مورخ عصامی شافعی جو آپ کے کمال علم اور تحقیق کا اعتراف بھی کرتے ہیں۔ آپ کی تنقید و تعقیب سے سخت جزبز تھے۔ آپ لکھتے ہیں۔

امتحن بالاعتراض علی الائمة لایما الشافعی واصحابه واعتراض علی الامام مالک فی ارسال یدیه ولهذا تجدمو لفاته للسر علیه نور العلم ومن ثم نهی عن المطالعة کثیر من

العلمآء والاولیآء

آپ آئمہ پر تنقید کی وجہ سے آزمائش میں آ گئے۔ خاص طور پر آپ نے امام شافعی اور ان کے ہم خیال علماء پر تنقید کی موصوف نے ارسال ید کے مسئلہ پر امام مالک پر تنقید کی۔ اس لئے تم ان کی کتابوں کو نور علم سے خالی پاؤ گے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے علماء اور اولیاء اللہ نے ان کی کتابوں کے مطالعہ سے منع فرما دیا ہے"۔

اس مخالفت کے باوجود بھی ملا علی قاری حنفی مسلک کی ترجمانی میں اپنے علمی استدلال سے دستبردار نہ ہوئے۔ اور آپ کے اکثر رسائل ان علمی مباحث سے بھرے ہوئے ہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ آپ اپنی تحریر میں نہایت خلوص اور علمی رنگ میں دلائل دیتے جاتے ہیں۔ انہیں امام مالک" امام شافعی اور ان کے ہم خیال علماء سے قطعاً تعصب نہیں تھا۔ یہ محض ایک علمی بحث تھی۔ جسے آپ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے طرز استدلال سے اپنی تحریر میں لاتے رہے۔ آج بھی علمائے اہل سنت آپ کی تالیفات کو مستند اور جامع مانتے ہیں۔ علمائے دیوبند اور خاص کر غیر مقلد حضرات تو آپ کی رائے سے اختلاف کرنے کیلئے حضرات شافعیہ اور مالکیہ کے وہ حوالہ جات لے آتے ہیں۔ جو آپ کی تنقیص میں پائے جاتے ہیں۔

بایں ہمہ "مرقات شرح مشکوۃ المصابیح" نے دنیائے اسلام میں جتنی شہرت اور مقبولیت حاصل کی ہے۔ شاید ہی کسی دوسری کتاب کو میسر ہوئی ہو۔ اس کے کئی ایڈیشن چھپے اور کئی ممالک میں شائع ہوئے اور حق

یہ ہے کہ ہر دور کے علمائے کرام نے مرقات کو پڑھ کر ملا علی قاری کی قابلیت کا اعتراف کیا۔

آپ کی وفات شوال ۱۰۱۴ھ میں مکہ معظّمہ میں ہوئی۔ اور جنت المعلا میں دفن ہوئے ''محقق درست ایمان'' مادہ تاریخ ہے۔[1]

زیرنظر کتاب ''نزھۃ الخاطر الفاتر فی مناقب شیخ سید عبدالقادر'' آپ کی خوش اعتقادی کی ایک عمدہ مثال ہے۔ یہ کتاب حضرت غوث الاعظم رضی عنہ سے حسن عقیدت کا بہترین نمونہ ہے آپ نے عقیدت و محبت کے باوجود جس خوبی سے سیرت نگاری کے حق کو ادا کیا ہے۔ وہ آپ کی منصفانہ فرائض کی بجا آوری کی اعلیٰ دلیل ہے آپ نے دوسرے مصنفین کی طرح نہ ہی کرامات و فضائل سے کتاب کو پر کر کے حجم کو زیادہ کیا۔ اور نہ ہی سیرت نگاری میں ان واقعات کو پیش کیا ہے۔ جن کی روایت و درایت محل نظر ہو۔ جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی سیرت وکمالات پر ہر زبان میں بے شمار کتب موجود ہیں۔ اور صوفیاء اور علماء نے اس موضوع کو تشنہ نہیں رہنے دیا۔ مگر ملا علی قاری کے انداز بیان اور طرز نگارش نے آپ کی سیرت مقدسہ کو بڑے محتاط اور محققانہ انداز میں پیش کیا ہے۔ اصل کتاب عربی میں ہے۔ جس کے کئی ایڈیشن مصر، بیروت اور ہندوستان میں چھپے۔ اس کے بعد اس کے تراجم بھی مختلف زبانوں میں شائع ہوئے۔ ہماری نظر میں لاہور کے ایک تاجر مولوی محمد اسمعیل بنگلہ ایوب شاہ کی اردو ترجمہ المسمّی ''محبوب الاتقیاء فی

---

[1] حدائق الحنفیہ از مولوی فقیر محمد جہلمی ص ۴۰۰

ذکر سلطان الاولیاء'' گذری جو پرانی اُردو میں ۱۹۳۰ء میں چھپی تھی۔ ایک مدت سے اس کتاب کی افادیت کومحسوس کیا جا رہا ہے۔ اور اہل ذوق کے ہاں اس کی طلب پائی جاتی تھی۔ ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ عربی کو مناسب اُردو رنگ دیکر ان حضرات کیلئے آسان بنا دیا جائے۔ جو ایک مستند محدث' محقق سنی عالم دین کے قلم سے اپنے آقا و مولا جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے حالات وکوائف کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں۔

ترجمہ کرتے وقت جو دشواریاں پیش آئیں۔ وہ ان بزرگوں کے اُردو تراجم سے آسان ہو گئیں۔ جو اس سے پہلے اس میدان میں کام کر چکے ہیں۔ ہمارے سامنے بیروت کا چھپا ہوا ایک پرانا نسخہ'' پنجاب یونیورسٹی لائبریری'' کی معرفت ملا۔ جو زیر نظر کتاب کی بنیاد بنا۔

مصنف کے حالات وکوائف کو ترتیب دینے میں جن کتابوں سے ہمیں راہنمائی ملی۔ ان کے نام درج ذیل ہیں۔ تا کہ قارئین اصل مآخذ کی طرف رجوع کر سکیں۔

۱) الفوائد البهيه التعليقات السنيه

۲) حدائق الحنفيه

۳) هدية العارفين

۴) بستان المحدثين

۵) عجالئة نافعة معه فوائد جامعة

۶) مرقاة شرح مشكوٰة المصابيح

۷) شرح الشفا القاضی عياض (نسيم الرياض)

میزانِ حروف

از: ملک محمد محبوب الرسول قادری چیئرمین: انٹرنیشنل غوثیہ فورم

حضور پرنور سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ (۴۷۱ھ۔ ۵۶۲ھ) کے القاب سید الاولیاء، محبوب سبحانی، قطب ربانی، غوث الثقلین، میراں محی الدین، شہنشاہِ بغداد، شاہِ جیلاں اور پیر پیراں ہیں۔ آپ نے دین اسلام کی خدمت کیلئے ہمہ جہت جدوجہد فرمائی جس پر سارا زمانہ گواہ اور اس کامیاب کوشش کا معترف ہے ہر عہد میں آپ کے عقیدت مندوں کی غالب اکثریت رہی اور آپ کے غلام خدمت اسلام پر مامور رہے۔ آپ کا فیض عام ہے...... اور آپکی تعلیمات تب سے اب تک گمگشتگانِ راہ کی مکمل راہبری کر رہی ہیں۔ آپ کی سیرت واحوال خدمات، تعلیمات، افکار عالیہ، کرامات کے حوالے سے ہر عہد میں کام ہوتا رہا ہے اور انشاء اللہ ہوتا رہے گا۔

لکھے پڑھے لوگ آپ کے حضور تحریر وتقریر کے ذریعے عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہیں تو عامۃ المسلمین اپنی محافل کو آپ کے ذکر خیر کے نور سے روشن رکھتے ہیں۔

اس عہد میں کچھ ایسے برخود غلط لوگ جنہیں عملی طور پر ''علم کا ہیضہ'' لاحق ہے حضور سیدنا غوث پاک رضی اللہ عنہ کی محفل گیارہویں شریف سالانہ عرس مبارک، کرامات کے بیان وغیرہ جیسی حسنات کو رسم و رواج سے تعبیر کرتے ہیں اور پھر اس کے خلاف زبان طعن دراز کرنے کی جسارت کرتے ہیں۔ ایسے حالات میں ضروری ہے کہ امت کے مسلمہ بزرگوں کی نگارشات اور رشحات علم کو عوام وخوص کے سامنے رکھا جائے تاکہ اہل محبت کے گلشن ذوق میں باد بہاری چلے اور منکرین ناقدین کو حوالہ دستیاب ہو جائے تاکہ وہ حضور سید الاولیاء غوث

الاغواث، فرد الافراد میراں محی الدین سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہانت و بے ادبی کے جرم میں ازلی شقاوت و بدبختی سے بچ سکیں۔

حضرت ملا علی قاری قدس سرہ، (م، شوال ۱۰۱۴ھ) کا شمار بھی امت مسلمہ کے مسلمہ بزرگوں میں ہوتا ہے آپ کا اصل اسم گرامی علی بن سلطان محمد القاری الہروی المکی الحنفی ہے اور ملا علی قاری کے نام سے معروف ہوئے۔ آپ گیارہویں صدی ہجری کے مقتدر اور جید علماء و اولیاء میں پہلی صف کی مبارک ہستیوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ آپ کی ولادت ہرات میں ہوئی آپ کا پایۂ تحقیق بہت بلند ہے۔ آپ علوم عقلیہ و نقلیہ کے جامع محدث، فقیہہ، مدقق، مصنف، محقق تھے آپ کے بعد تقریباً تمام فقہاء و محققین نے آپ کی علمی ثقاہت کا نہ صرف اعتراف کیا بلکہ آپ کی رائے کو ہی با اعتماد تسلیم کیا ہے۔ ملا علی قاری نے مکہ مکرمہ میں رہ کر علم دین حاصل کیا۔ اور علم ظاہر کے ساتھ ساتھ علم باطن سے بھی بہرہ ور ہوئے۔ آپ کے اساتذہ میں امام احمد بن حجر الہیتمی المکی، مولانا محمد عبداللہ سندھی، الشیخ ابی الحسن البکری، شیخ اسماعیل شروانی، شیخ علی برہانپوری جیسی متقدر ہستیاں شامل تھیں آپ اپنے عہد میں عدیم النظیر خطاط بھی تھے اور یہی آپ کا پیشہ تھا فن خطاطی میں شیخ احمد اللہ اماسی (م ۹۳۶ھ) آپکے استاد تھے۔ آپ کثیر التصانیف بزرگ تھے۔ آپ کی کتابوں کی تعداد دس درجن کے لگ بھگ ہے۔ آپ کی رحلت مکہ مکرمہ میں ہوئی یہ شوال المکرم ۱۰۱۴ھ کے ابتدائی ایام تھے۔ آپ کی تدفین جنت المعلیٰ میں ہوئی۔

زیر نظر کتاب ''نزہۃ الخاطر الفاتر فی مناقب سیدنا شیخ عبدالقادر'' آپ کی یادگار اور مثالی کتابوں میں سے ایک ہے جس کا زیر نظر ترجمہ ہمارے عہد کے نامور ادیب اور خطیب حضرت علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کے قلم معنبر رقم کا شاہکار ہے اور ترجمہ کے حوالے سے حضرت پیرزادہ صاحب کا نام ہی سند کا درجہ رکھتا ہے۔ کیونکہ فاروقی صاحب بذات خود منجھے ہوئے ادیب ہیں انہیں

پڑھنے کا بھی بہت شوق ہے اور لکھنے کے بھی وہ استاد ہیں۔ ان کی تحریریں بولتی ہیں ان کے قارئین ان کی تحریر سے ہی ان کو پہچان لیتے ہیں۔ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی اپنی تاریخ ولادت ۴ جنوری ۱۹۲۸ء بتاتے ہیں جو گجرات کے ایک گاؤں شہابدیوال میں ہوئی والد گرامی کا نام مولانا انور پیر فاروقی تھا۔ جو ایک درویش منش دینی راہنما تھے اور اپنے گاؤں کی مسجد میں ہی امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ ساتھ ہی بچوں کو قرآن کریم کی تعلیم بھی دیتے تھے۔ یوں انہوں نے گھریلو دینی ماحول ورثے میں پایا۔ ۱۹۳۷ء میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے ایک سال قبل آپ لاہور آئے اور مفسر قرآن حضرت مولانا نبی بخش حلوائی رحمہ اللہ تعالیٰ کے درس میں داخلہ لے لیا۔ قرآن کریم کے ساتھ ساتھ درس نظامی کی ابتدائی کتب ان سے پڑھیں۔ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد عالم سیالکوٹی، حضرت مولانا صاحبزادہ محمد اسلم علی پوری اور مولانا صوفی غلام حسین جیسے گوجروی لوگ آپ کے ساتھ اس زمانے میں طالب علم تھے۔ پھر پیرزادہ اقبال احمد فاروقی نے ۱۹۳۹ بہاول نگر کے مضافات میں مدرسہ تعلیم الاسلام چک نمبر ۳۷ آر 3 کی شہرت سنی اور وہاں پڑھنے کیلئے چلے گئے۔ انہوں نے منشی فاضل کا امتحان لاہور میں دیا ۱۹۴۴ء میں فاضل فارسی کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۴۸ء میں میٹرک کا امتحان اعلیٰ نمبروں کے ساتھ پاس کیا۔ ۱۹۵۰ء میں ایف اے اور ۱۹۵۲ء میں بی اے کیا۔

زیر نظر کتاب ''نزہۃ الخاطر الفاتر'' کا ترجمہ انہوں نے ۷۰-۱۹۶۹ء میں کیا۔ جب آپ لائل پور (فیصل آباد) میں انڈسٹریل ڈویلپمنٹ آفیسر تھے۔ اس کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔ اس کے بعد تو انہوں نے کتابوں کے انبار لگا دیئے مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ نے آپ کے علمی وتحقیقی شاہکار شائع کئے۔ مرکزی مجلس رضا کے نگران ہونے کے بعد آپ نے سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی قدس سرہ' کے افکار وتعلیمات کے حوالے سے بڑی باقاعدگی کے

ساتھ ماہنامہ ''جہان رضا'' لاہور شائع کرنا شروع کیا جو نہایت اعلیٰ معیار اور قدر سے تسلسل کے ساتھ شائع ہو رہا ہے۔ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی نہایت زیرک، روشن خیال باوقار، مخلص اور بیدار مغز عالم دین ہیں اس وقت ان کی عمر ۷۲ برس کے لگ بھگ ہے لیکن ابھی تک ان کی حسِ مزاج قائم دائم ہیں ان کے مزاج میں خشکی اور ترشی نے ڈیرے نہیں جمائے وہ باغ بہار مزاج کے مالک اور بزرگ عالم دین ہیں۔ خوش طبعی ان کی خوبی ہے۔ نئے لکھنے پڑھنے والوں کی حوصلہ افزائی کا ایک انداز یہ رکھتے ہیں کہ اپنی مجلس میں بیٹھ کر کہیں گے کہ ہم تو ''انجمن غافلاں'' کے لوگ ہیں آپ لوگ لکھنے پڑھنے میں آگے بڑھیں قوم کو آپ سے بہت امیدیں وابستہ ہیں۔

علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی متعدد مرتبہ حرمین شریفین کی حاضری کی سعادت پا چکے ہیں۔ پوری دنیا میں اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہٗ کے حوالے سے ان کا حلقۂ احباب بہت وسیع ہے حجاز مقدس سے واپسی پر وہ اپنا یہ مبارک سفرنامہ ''پھر دیکھو مجھے شہرت محبت نے بلایا'' کے نام سے لکھتے ہیں جو مختلف قسطوں میں ''جہان رضا'' کی زینت بنتا ہے یہ سلسلہ بھی قارئین کرام کیلئے خصوصی دلچسپی کا باعث ہوتا ہے۔ ان کے پڑھنے والے اپنے آپ کو ان کے ہمراہ زائرین میں شامل خیال کرنے لگے ہیں۔ حجاز مقدس اور حرمین شریفین کے واقعات کو مناظر کا روپ دے کر رقم کرنا فاروقی صاحب کا ایک منفرد فن ہے جب وہ اس انداز میں منظر کشی کرتے ہیں کہ بس مزہ آجاتا ہے۔

پیرزادہ صاحب کا ایک وصف یہ بھی ہے کہ وہ اپنی ذات میں واقعی ایک انجمن ہیں ان کے حلقۂ احباب میں ہر عمر اور ہر طبقہ کے افراد شامل ہیں وہ ایک طرف تو قائد اہل سنت مولانا شاہ احمد نورانی مدظلہٗ کے قریبی حلقۂ احباب میں شامل اور جمعیت علماء پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن ہیں اور دوسری طرف اپنے عہد میں ...... دینی و علمی موضوعات پر گہری اور کڑی نظر رکھنے والے

نامور محقق مترجم، مدرس، خطیب اور سکالر حضرت علامہ مفتی محمد خان قادری (امیر کاروان اسلام و پرنسپل، جامعہ اسلامیہ لاہور) سے نہایت بے تکلفی و عمدہ مراسم رکھتے ہیں ان کے کاروباری مرکز مکتبہ نبویہ کو اگر ''اہل سنت کا رابطہ آفس'' قرار دیا جائے تو یقیناً بے جا نہیں ہوگا۔ چاروں صوبوں، آزاد کشمیر قبائلی اور شمالی علاقہ جات ہی نہیں بلکہ بیرون ممالک سے مسلک و مشرب کی بنیاد پر حضور داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ شہر لاہور آنے والے لوگ فاروقی صاحب کے ہاں ضرور آتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں سے انہیں اہل سنت کی سرگرمیوں سے شناسائی اور واقفیت ہوتی رہتی ہے۔

المختصر یہ کہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کا وجود اس شُنی عہد میں اہل سنت کیلئے بہت ساری آسانیوں کا باعث ہے۔

وہ اپنے محسن استاد مفسر قرآن حضرت مولانا محمد نبی بخش حلوائی اور حضرت مولانا باغ علی نسیم (رحمہ اللہ تعالیٰ علیہم) کے مداح ہیں اور بڑی باقاعدگی سے ان کے ایام پورے اہتمام سے مناتے ہیں ان کی یادگار جامعہ مسجد نبویہ بیرون دہلی دروازہ لاہور کی نظامت اور بعض اوقات خطابت کا انحصار بھی انہیں پر ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول ان کے افکار کو یکسوئی اور ان کے ''کام'' کو مقبول فرمائے۔ امین

غبار راہِ حجاز

محمد محبوب الرسول قادری

چیئرمین انٹرنیشنل غوثیہ فورم 198/4

جوہر آباد (41200)

0454-721787,042-7594003

۲۲ جنوری ۲۰۰۳ء

اڑھائی بجے دن بدھ وار

0300---9429027

مقدمہ

حضرت ملا علی قاری علیہ رحمت الباری

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ اَوْلِیَآءَ السَّادَۃِ لِلسَّمَآءِ اَقْطَابًا وَ اَعْمَادًا لِلْاَرْضِ وَالْجِبَالِ اَعْلَامًا وَّاَوْتَادًا وَ کَثَّرَھُمْ بِظُھُوْرِ الْحَقِّ بِکَوْنِھِمْ اَبْدَلًا اَعْدَادًا وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَمُسْنِدِ الْعُلَمَآءِ ھِدَایَۃً وَّاِرْشَادًا وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ وَاَحْبَابِہٖ الَّذِیْنَ جَعَلَھُمْ لِتَقْوِیَۃِ الدِّیْنِ اَقْدَامًا وَّاَجْنَارًا.

اپنے رب کریم سے اس کے نیک بندوں کی برکت کا امیدوار علی بن سلطان محمد قاری عرض گذار ہے کہ بعض حاسد اور منافق خصوصاً رافضی ہمارے آقا و سید تاج المناضر قطب ربانی، غوث صمدانی، سلطان الاولیاء العارفین محی الملتہ والدین عبدالقادر الحسنی الحسینی قدس اللہ روحہ کی عظمت سے بے خبر رہ کر الزام تراشی کرتے ہیں کہ آپ صحیح النسب سید نہیں تھے۔ بعض دوسرے کوتاہ اندیش بھی ایسے بدعقیدہ لوگوں کی رائے سے اتفاق کرلیتے ہیں۔ حالانکہ مناسب یہ تھا کہ وہ لوگ جو آپ کے حالات وکمالات سے بے خبر ہیں اپنے ذہن وفکر کی نارسائی کا اعتراف کرتے۔ اہل علم وتحقیق کے ہاں یہ بات بڑی معیوب سمجھی جاتی ہے کہ کسی کے نسب کے معاملہ میں تحقیق وتنقیح کے بغیر ہی کوئی رائے قائم کرلی جائے۔

ان حالات میں نے ارادہ کیا کہ آپ کے حسب ونسب کے متعلق

تحقیقی کوائف سامنے لائے جائیں۔ چنانچہ میں نے اس مختصر سی کتاب کا نام ''نزہتہ الخاطر الفاتر فی مناقب السید شریف عبدالقادر'' رکھا۔ اور اپنے اللہ سے حق گوئی کی توفیق کا جویا ہوں۔

نسب پاک

حضرت مولانا[1] عبدالرحمٰن نور الدین جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب نفحات الانس من حضرات القدس میں لکھا ہے کہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی ثابت النسب سید ہیں۔ جامع حسب ونسب ہیں۔ والد بزرگوار کی نسبت سے حسنی علوی اور والدہ کی نسبت سے سید عبداللہ صومعی زاہد حسینی ہیں۔

---

[1] حضرت مولانا نور الدین عبدالرحمٰن جامی بڑے مشہور صوفی' شاعر اور نعت سرائے رسول مانے جاتے ہیں۔ والد کا نام احمد دشتی تھا۔ جام کے قصبہ میں پیدا ہونے کی وجہ سے جامی متخلص ہوئے مذہباً حنفی اور مشرباً نقشبندی تھے۔ آپ کی نگاہ ظاہری اور باطنی علوم پر تھی سلطان حسین مرزا آپ کے عقیدت مندوں میں تھا۔ آپ نے حضرت سعد الدین کاشغری سے بیعت کی۔ خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ارادت رہی اور خواجہ محمد پارسا خلیفہ حضرت خواجہ نقشبند سے بھی فیض روحانیت حاصل کیا۔ آپ کا کلام عشق ومعرفت میں ڈوبا ہوا ہے۔ آپ علوم کی اکثریت پر عبور رکھتے تھے۔ لفظ جام کے اعداد کے مطابق آپ کی تصانیف ہیں۔ آپ خواجہ علی سمرقندی تلمیذ سید شریف اور مولانا شہاب الدین محمد تلمیذ تفتازانی کے درس میں پڑھتے رہے۔ مباحث ومناظرہ میں اپنے وقت کے امام مانے گئے ہیں۔ اور آپ کے معاصرین نے آپ کے کمال کا اعتراف کیا ہے تصوف میں آپ کی تصانیف شہرۂ آفاق ہوئی ہیں نفحات الانس۔ جاری ہے

امام حنفی الدین عبداللہ بن اسد الیافعی الشافعی[1] اپنی کتاب ''روض الریاحین فی حکایات الصالحین میں آپ کا شجرۂ نسب یوں تحریر فرماتے ہیں۔

سید محی الدین ابومحمد عبدالقادر بن سید موسیٰ جنگی دوست بن سید عبداللہ بن سید یحییٰ بن سید داؤد بن سید موسیٰ ثانی بن سید عبداللہ بن سید موسیٰ جون بن سید عبداللہ محض بن سید امام حسن مثنیٰ بن سید امام حسن بن سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم۔

آپ ابوعبداللہ صومعی زاہد کے نواسے ہیں۔ امام موصوف نے اسی کتاب میں مزید لکھا ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ (ام الخیر الجبار فاطمہ) ابوعبداللہ صومعی زاہد کی بیٹی تھیں۔ بڑی پارسا اور صالحہ عورت تھیں۔ آپ کی پھوپھی عائشہ سید عبداللہ کی بیٹی تھیں جو صاحب کرامات ظاہرہ اور

---

[1] املا جامی، نقد النصوص، اشعۃ اللمعات، شواہد النبوت، شرح فصوص الحکم مناقب مولانا رومی، تحفۃ الاحرار، یوسف زلیخا اور دیوان جامی بڑی اہم اور قابل قدر یادگاریں ہیں وفات ۱۸ محرم ۸۹۸ھ میں ہرات میں ہوئی۔ ''قندیل قدرت'' تاریخ وفات ہے۔

[1] امام عفیف الدین الیافعی کا وطن مالوف یمن تھا۔ مذہباً شافعی تھے۔ صاحب تصانیف کثیرہ تھے چند واسطوں سے آپ کا سلسلۂ طریقت جناب غوث پاک سے ملتا ہے آپ کی مشہور تصانیف میں سے تاریخ یافعی، روض الریاحین اور نشر المحاسن خاص طور پر قابل ذکر ہیں آپ اپنے حضرت غوث الثقلین کا تذکرہ بڑے محبت بھرے انداز میں کیا ہے آپ کا وصال یکشنبہ بتاریخ ۲۱ جمادی الآخر ۷۶۰ھ میں ہوا۔ مزار حضرت فضیل بن عیاض کے مزار کے قریب مکہ معظمہ میں مزار معلیٰ میں واقع ہے۔

مالک مقامات علیا ہو گذری ہیں آپ کے دادا کا لقب مومن اسلئے مشہور ہو گیا کہ ان کا باپ حسن مثنیٰ بن حسن سبط سیدنا علی تھے۔ ان کی والدہ فاطمہ بنت حسین بن سیدنا علی تھیں۔ یوں آپ نجیب الطرفین شریف الجانبین تھے۔

ننہال

والدہ مکرمہ کی نسبت سے آپکا سلسلۂ نسب حضرت امام سید الشہداء ابوعبداللہ حسین بن سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ معتبر اور ثقہ روایتوں میں آپ کا ننہالی سلسلۂ نسب یوں بیان کیا گیا ہے۔

سید محی الدین ابو محمد عبدالقادر بن امۃ الجبار بنت سید عبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ بن سید ابو جمال الدین محمد بن سید محمود بن سید ابوالعطاء بن سید کمال الدین عیسیٰ بن سید ابوعلاء الدین محمد جواد بن امام سید علی رضا بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام باقر بن امام سید الشہداء ابوعبداللہ حسین بن امیرالمومنین امام المتقین سید علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم

ان نسبتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ شریف الطرفین اور صحیح النسبین سید تھے۔ آپ کے والدین کریمین کا سلسلۂ نسب حضرت حسین رضی اللہ عنہما سے ملتا ہے۔

اس سلسلۂ عالیہ کی ابتداء اور انتہا متواتر صحیح ثابت اور ایسی روشن

ہے جیسا آفتاب عالم تاب ہوتا ہے۔ اس ضمن میں کسی قسم کا اختلاف و نزاع یا تاویل و دفاع کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ محققین امت کا اسی پر اتفاق رائے ہے مگر بعض رافضی اور ملحد اپنی کج روی۔ منافقت اور تعصب سے اسے خلط مبحث نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو کینہ پرور حاسدین کے شر سے محفوظ و مامون رکھے۔

آپ کے واضح البرہان نسب شریف پر کسی دلیل کا احتیاج نہیں رہتا۔

فَكَيْفَ يَصِحّ فِى الْاَذْهَانِ شَيى " اِذَا احتياجَ النَّهَارُ اِلٰى دَلِيْلِ

علامہ شیخ زورق نے اپنی تصنیف "قواعد فی موایدقواعد" کے ضمن میں نسب مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہمارے ہاں دینی نسبت ہی معتبر ہے۔ لیکن اس دینی نسبت کیساتھ ساتھ اگر خاندانی نسب کی پاکیزگی بھی میسر ہو تو دینی نسب کا موکد ہو جاتا ہے اور ایسے شخص کے رتبہ کو عام انسان نہیں پہنچ سکتا۔ اسی اصول کی روشنی میں سیدنا شیخ ابومحمد سید عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے اس قول قَدَمِىْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ کی شہرت و قبولیت ملی تھی۔ آپ کے زمانہ میں کوئی شخص بھی بلند نسبی اور خوش خصالی و عبادات میں آپ کا ہم عصر نہیں تھا۔ آپ کے مرید کا ایک ہی رات میں ستر بار محتلم ہوکر غسل کرنا۔ اور بادشاہ وقت کی قسم پر کہ میں ایسی عبادت کروں گا۔ جس میں کوئی دوسرا شریک نہ ہو۔ یہ فتویٰ کہ تمام آدمیوں کو ہٹا کر تنہا طواف کعبہ کرے۔ آپ کے شرف علم کی بہت بڑی دلیل ہے۔"

مشرب

سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حنبلی المذہب تھے۔ لیکن اپنے زمانہ میں چاروں مذاہب (حنفی، شافعی، مالکی، اور حنبلی) پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔ بادشاہ وقت کو تنہا طواف کعبہ کا فتویٰ انتہائی ضرورت کے پیش نظر دیا گیا تھا۔ لِاَنَّ الضَّروراتِ تُبِیْحُ الْمَحْظُوْرَاتِ یہ فتویٰ اس واقعہ کے منافی نہیں جب خلیفہ مہدی مکہ میں آئے اور کچھ روز قیام کرنے کے بعد طواف کعبہ کے وقت لوگوں کو علیحدہ کر دیا گیا۔ اس پر عبداللہ بن مرزوق نے بڑی جرأت سے آگے بڑھ کر کہا۔

"آپ کو عام مسلمانوں کو ہٹا کر تنہا طواف کرنیکا کس نے حق دیا ہے؟" آپ کو عوام کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہونے کی کس نے اجازت دی؟" اس نے جواب میں شیخ عبدالقادر کا نام لیا تو وہ مطمئن ہوگئے۔

اولاد و احفاد

"فتوح الغیب" کے آخر میں لکھا ہے جب سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ مرض الموت میں صاحب فراش تھے تو آپ کے بیٹے سید عبدالوہاب[1] نے عرض کی کہ مجھے وصیت فرمائیں تاکہ میں اس پر عمل

---

[1] شیخ سیف الدین عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے فرزند تھے شعبان ۵۱۲ھ میں پیدا ہوئے ۲۵ شوال ۶۰۳ کو وصال ہوا جملہ علوم ظاہری و باطنی اپنے والد سے لئے منقول و معقول معاصرین علما سے حاصل کیئے۔ بلاد عجم میں مصروف سیاحت رہے۔ والد کی اجازت سے وعظ فرماتے تھے۔

کرسکوں۔ آپ نے فرمایا" متقی بن جاؤ۔ اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرو اور کسی دوسرے سے کسی قسم کی امید نہ رکھو اور اپنی تمام ضروریات کو اللہ کے سپرد کردو اس کے بعد کسی پر اعتماد کرنے کی ضرورت نہیں۔"

آپ کے دوسرے صاحبزادے سید عبدالعزیز[1] نے آپ کی تکلیف و مرض کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا۔ اس ضمن میں مجھ سے کوئی سوال نہ کیا جائے۔ کیونکہ میرا اللہ مجھے مختلف حالات میں سے گذرنے کا حکم دیتا ہے۔"

آپ کے تیسرے صاحبزادے سید عبدالجبار نے دریافت کیا کہ آپ کے جسم میں کون سی چیز آپ کیلئے تکلیف دہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے دل کے سوا سارے اعضاء تکلیف دیتے ہیں۔ دل صحیح و سالم ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے معمور ہے۔"

آپکی کنیت (ابومحمد) سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکے ایک صاحبزادے کا نام محمد بھی تھا۔ شیخ عبدالہادی مسوری یمنی نے آپ کی مدح میں یہ شعر کہا ہے۔

اَبَا صَالِحٍ لِلّٰہِ ثُمَّ رَسُوْلِہٖ

اَغِثْنِیْ فَاِنِّیْ مِرْتُ کَا الْحُوْتُ فِی الْبَرِّ!

ترجمہ: اے ابوصالح اللہ اور اس کے رسول کی طفیل میری فریاد رسی

---

[1] ابوبکر شیخ سید شمس الدین عبدالعزیز علوم ظاہری و باطنی اپنے والد مکرم سے حاصل کیئے روحانی فیوض و برکات کے مالک تھے آخری عمر میں بخارا کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔ اور باقی ماندہ زندگی وہاں ہی گذاری۔

کریں۔ کیونکہ میں ایسی مچھلی کی طرح مضطرب ہوں جو خشکی پر تڑپ رہی ہو۔"

اس شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا ایک صاحبزادہ ابوصالح نامی بھی ہوگا۔ آپ کی ایک لڑکی امتہ الجبار فاطمہ تھی۔ اس بیٹی کا نکاح شیخ ابوالحسن عبدالرحمٰن بن طفسونجی کے بیٹے سے ہوا تھا۔

کتاب الذیل میں لکھا ہے کہ سید ابوالمحاسن فضل اللہ بن سیدنا شیخ عبدالرزاق نے جو ابوصالح نصر قاضی القضاء کے چچا تھے سے کہا کہ میں نے اپنے چچا سید ابوعبداللہ عبدالوہاب سے سنا ہے تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ابوالمحاسن فضل اللہ اور ابوصالح نصر دونوں آپ کے پوتے تھے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ جب میرے ہاں کوئی لڑکا پیدا ہوتا تو اس کو گود میں اٹھا کر کہا کرتا "یہ تو میت ہے" اس طرح اس کی محبت میرے دل سے ختم ہو جاتی۔ جب وہ بچہ موت کی وادی میں چلا جاتا تو میرے دل پر کچھ اثر نہ ہوتا کیونکہ پیدا ہوتے ہی میرا دل اس کی محبت سے خالی کرلیا جاتا تھا۔

آپ کا یہ حال تھا کہ مجلس وعظ میں آپ لوگوں کو رشد و ہدایت کی طرف بلانے کے فریضہ میں مصروف تھے تو آپ کو آپکے بیٹے کی موت کی اطلاع دی گئی تو آپ اس فریضہ سے دستبردار نہ ہوئے اور نہایت صبر وسکون میں تبلیغ دین میں مصروف رہے۔ حتیٰ کہ مجلس کے اختتام پر جب لوگ غسل سے فارغ ہو چکے ہوتے تو آپ نے نماز جنازہ ادا فرمائی۔

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک بھائی بھی تھے جن کا نام سید ابواحمد عبداللہ تھا عمر میں آپ سے چھوٹے تھے اور علم و تقویٰ میں خاصا حصہ ملا تھا مگر وہ حالت شباب میں ہی فوت ہو گئے تھے۔

آپ کی ایک ہمشیرہ عائشہ نامی تھیں جو صاحب کرامات تھیں ایک دفعہ جیلان میں خشک سالی نے عوام کو پریشان کر دیا۔ لوگوں نے باران رحمت کیلئے ہر چند دعائیں کیں مگر بارش نہ ہوئی آخر وہاں کے نیک بندے جمع ہو کر آپ کی ہمشیرہ کے پاس آئے اور باران رحمت کیلئے التجا کی۔ آپ نے اٹھ کر صحن میں جھاڑو دیا۔ اور عرض کی۔ ''اے میرے رب کریم فرش پر میں نے جھاڑو دے دیا ہے اب اس پر پانی چھڑکنا تیرا کام ہے۔ کہتے ہیں لوگ بارش سے بھیگتے ہوئے اپنے گھروں کو پہنچے۔ آپ نے کافی عمر پائی اور جیلان میں ہی فوت ہوئیں۔

سید شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا ایک اور لڑکا جن کا اسم گرامی سید عیسیٰ تھا۔ انہوں نے علم دین اپنے والد محترم سے حاصل کیا۔ تمام عمر درس و وعظ میں مصروف رہے۔ مفتی بھی رہے۔ تصوف پر ایک کتاب ''جواہر الاسرار و لطائف الانوار'' لکھی تھی۔ علم حدیث مصر میں مکمل کیا اور ۵۷۳ھ میں مصر میں ہی فوت ہوئے۔

اولاد کی تعلیم و تربیت

سید عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ سید عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سید الجبار

رحمۃ اللہ علیہ، سید تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ، عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ تو باقاعدہ علم حدیث کے اساتذہ میں شمار ہوتے ہیں وعظ بھی دیتے اور فتویٰ بھی سید ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ تو واسط کی طرف چلے گئے اور وہیں ۵۹۲ھ کو واصل بحق ہوئے۔

کہا جاتا ہے کہ سید عبداللہ و سید محمد رحمۃ اللہ علیہ بھی حدیث پڑھاتے رہے ہیں یہ دونوں آپ کی اولاد میں سے سب سے بڑے تھے۔ سید یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ حدیث پڑھاتے رہے ہیں اور مصر میں قیام پذیر ہوئے آپ سے عوام کو بڑے علمی اور روحانی فائدے حاصل ہوئے سید موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ دمشق میں حدیث پڑھاتے رہے اور کافی لمبی عمر پائی بہت سے لوگ آپ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے مصر کو بھی گئے۔ مگر وطن دمشق کو ہی بنایا اور وہیں ۶۱۸ھ میں وفات پائی یہ آپ کی اولاد میں سے سب سے آخر میں فوت ہوئے تھے۔

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی اولاد کے اکثر افراد نے بغداد میں وفات پائی ان کے مزارات آپ کے مزار انور کے قرب و جوار میں ہیں۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین

پوتوں اور نواسوں کی علمی تربیت

سید عفیف الدین بن مبارک مشہور صاحب قلم و تصنیف ہو گذرے

[1] شہزادہ داراشکوہ نے سفینۃ الاولیاء میں آپ کے حالات لکھتے ہوئے آپ کا سال پیدائش ۵۲۸ھ اور تاریخ وفات ۶ شوال ۶۲۳ھ لکھا ہے۔ اور مزار مبارک بغداد میں لکھا ہے۔

ہیں۔ ان کی ایک مشہور کتاب ''الفتح الربانی والفیض الرحمانی میں اس موضوع پر بہت تفصیلی حالات قلمبند کئے ہیں آپ نے لکھا ہے سید عبدالسلام بن سید عبدالوہاب اور ان کے بھائی سید سلیمان رحمۃ اللہ علیہ دونوں حدیث پڑھاتے رہے ہیں۔ سید عماد الدین نصر قاضی القضاۃ ابا صالح بن سید تاج الدین عبدالرزاق نے فقہ اور دیگر علوم اپنے والد اور چچا سے حاصل کئے بغداد کے قاضی رہے اور بغداد میں ہی ۶۳۳ھ میں وفات پائی۔

سید عبدالرحیم بن سید تاج الدین عبدالرزاق نے بہت سے مشائخ سے علم حاصل کیا۔ بغداد میں ۶۰۶ھ میں واصل بحق ہوئے اور امام احمد کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

سید ابوالمحاسن فضل اللہ بن سید تاج الدین عبدالرزاق نے فقہ اپنے والد ماجد سے پڑھی۔ حدیث اپنے والد اور چچا سید عبدالوہاب اور ابوالفتح وغیرہ سے حاصل کی بغداد میں ۶۵۶ھ میں تاتاریوں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

سید اسمٰعیل بن سید تاج الدین عبدالرزاق نے علم حدیث وقت کے مشائخ سے حاصل کیا۔ فقہ میں کمال حاصل کیا۔ بغداد میں وفات پائی۔ ان کی دو بہنیں تھیں۔ جنہوں نے علم اپنے دادا سے حاصل کیا تھا اور ان کا نام سیدہ رحمۃ اللہ علیہا اور سیدہ عائشہ رحمۃ اللہ علیہا تھا۔

سید محمد بن عبدالعزیز بن سیدنا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے مشائخ سے علم حدیث حاصل کیا۔ ان کی بہن سیدہ زہرہ تھیں وہ

بغداد میں فوت ہوئیں۔

سید داؤد بن سید سلیمان بن عبدالوہاب علوم متداولہ میں بڑے فاضل تھے بغداد میں فوت ہوئے اپنے والد مکرم کے پہلو میں دادا محترم کے قرب و جوار میں راحت فرما ہوئے۔

سید ابونصر محمد بن سید عماد الدین ابوصالح نصر قاضی القضاۃ بن سید تاج الدین عبدالرزاق ابن سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنے والد سے علم حاصل کیا۔ اہل حقیقت کے طریقہ پر آپ کے کلام میں حکمتیں پائی جاتی ہیں۔ طریقت کے بیان میں آپ کے کلمات و اشعار مقبول عام ہوئے آپ نے تمکین کے بارے میں یہ شعر کہا۔

یَسۡقِیۡ وَیَشۡرَبُ لاتلهیة سَکَرُته' عَنِ النَّدِیۡمِ وَلَا یَلۡھُوۡ عَنِ اتکاسِ

اَطَائمه' سَکَرُه' حَتّٰی تَحۡکُمَّ فِیۡ حَالِ الۡصَحَاوَۃ ذٰلِمَنۡ اھجب النَّاسِ

آپ نے فرمایا:

مَنۡ تَوَهَّل بالوَدَادِ فَقَلِ الۡمُصۡطَفٰیۡ مِنۡ بَیۡنِ الۡعَبَادِ

آپ ۶۵۶ھ میں شہر بغداد میں فوت ہوئے اور شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے مدرسہ کے پہلو میں مدفون ہیں ان کے تین صاحبزادے سید عبدالقادر' سید عبداللہ' سید ظہیر الدین احمد تھے انہیں ظہیر الدین احمد کا ایک لڑکا سید سیف الدین یحییٰ بغداد سے ہجرت کر کے شہر حماۃ میں چلا گیا۔ اور وہیں ۷۲۴ھ میں واصل بحق ہوا۔ اس صاحبزادے کی قبر نہر عاصی کے

کنارے پر ہے۔ آپ کا ایک بیٹا سید شمس الدین محمد گیلانی الحموی رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ اور ان کے دو بیٹے تھے جن کا نام سید عبدالقادر تھا (جو لاولد فوت ہوئے) اور دوسرے کا نام سید علاء الدین علی الگیلانی الحموی تھا۔ ان کے تین بیٹے تھے۔ سید بدر الدین حسن رحمۃ اللہ علیہ سید شمس الدین محمد رحمۃ اللہ علیہ' سید نور الدین حسین رحمۃ اللہ علیہ' سید بدر الدین حسن رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں دو بیٹے سید احمد ابوالعباس اور سید شمس الدین محمد تھے۔ سید احمد ابوعباس رحمۃ اللہ علیہ کے دو بیٹے سید عبدالباسط اور سید ابوالنجا کے نام سے مشہور ہوئے۔ یہ دونوں لاولد تھے اور حماۃ میں مدفون ہیں۔

سید شمس الدین محمد بن سید بدر الدین حسن رحمۃ اللہ علیہما کا ایک لڑکا سید عبدالرزاق تھا۔ یہ سید عبدالرزاق اپنے وقت کے شیخ الشیوخ ہو گذرے ہیں شہر حماۃ میں فوت ہوئے اور ''زاویہ مذکور'' میں مدفون ہیں آپ لاولد تھے۔

سید شمس الدین محمد بن سید علاؤ الدین حموی کا ایک صاحبزادہ جن کا اسم گرامی محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ ان کے ایک صاحبزادے شمس الدین محمد نامی ہوئے ہیں۔ پھر ان کے صاحبزادے محی الدین عبدالقادر تھے۔ انکے تین لڑکے سید درویش محمد' سید شرف الدین' سید عبداللہ (دونوں حماۃ میں لاولد فوت ہوئے) اور سید عفیف الدین حسنین الجیلانی الحموی جن کی اولاد حماۃ میں ہے ۹۹۰ھ میں فوت ہوئے اور اپنے بزرگوں کے زاویہ مزارات میں مدفون ہیں۔

سید نور الدین حسین بن سید علاء الدین علی الگیلانی الحموی کے ہاں

ایک بیٹا ہوا۔ جس کا نام سید محی الدین یحییٰ تھا۔ ان کا ایک لڑکا جس کا نام سید شرف الدین قاسم تھا۔ اور ان کے صاحبزادے کا نام سید شہاب الدین احمد تھا۔ ان کے ایک بھائی بھی تھے۔ سید شہاب الدین احمد کے لڑکے کا نام سید علی ہاشمی تھا۔ ان کی اولاد اب تک حماۃ میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے امن میں رکھے۔

جناب شیخ سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی ساری اولاد رتبہ جلیلہ پر فائز رہی اور مشہور آفاق رہی ہے جو شخص اس واضح حقیقت سے انکار کرتا ہے اسے ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ

مندرجہ بالا حقائق سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد صحیح النسب ہے جس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کیا جا سکتا یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ کیونکہ صحیح ترین عقیدہ کے مطابق حضرت امام مہدی کا ظہور بھی اسی خانوادہ سے ہوگا۔ جیسا کہ ہم نے اپنی کتاب المہدی میں اس بات کو ثابت کیا ہے۔ ہم نے اس کتاب میں یہ بھی ثابت کیا ہے کہ امام مہدی باپ کی نسبت سے حسنی اور والدہ کی نسبت سے حسینی ہوں گے۔

بعض اکابر نے کہا ہے کہ جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے خلافت سے دستبرداری کا فیصلہ کیا تو اللہ نے آپ کی اولاد کو قطبیت کبریٰ عنایت فرمائی۔ آپ قطب اکبر تھے حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ قطب اوسط اور حضرت امام مہدی خاتمۃ الاقطاب ہوں گے۔

حلیہ مبارک اور تحصیل علوم و فنون

شیخ ابوعبداللہ بن احمد بن قدامہ بیان فرماتے ہیں کہ شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نازک بدن کشادہ سینہ، میانہ قد، گھنی لمبی داڑھی اور گندمی چہرہ تھا۔ پیوستہ بھویں بلند آواز، نہایت خوبصورت چہرہ اور تیز فہم تھے۔ تحصیل علم میں آپ نے بڑی محنت سے کام لیا اور فروع و اصول کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیا۔ آپ بہت سے آئمہ وقت اور مشائخ زمان سے علوم حاصل کرتے رہے۔ فقہ ابوالوفا[1] علی بن عقیل جیسے جید فقیہہ سے حاصل کی۔ حدیث وقت کے مستند محدثین سے سنی تفصیل کیلئے ہماری کتاب ''اربعین'' دیکھیں۔ علم ادب آپ نے یحیٰی بن علی تبریزی سے سیکھا روحانی تربیت کیلئے آپ وقت کے مشائخ و اولیاء کی صحبت میں رہے جن کی تفصیل آگے چل کر دی جائے گی۔ آپکی اس علمی جدوجہد کا یہ نتیجہ ہوا کہ آپ اپنے معاصرین میں سے گوئے سبقت لے گئے۔ تحصیل علم میں آپ نے بڑی محنت اور ریاضت کا ثبوت دیا۔ آخر

---

[1] تاج العارفین حضرت شیخ ابوالوفا علی بن عقیل رحمۃ اللہ علیہما حضرت غوث الاعظم کے اساتذہ میں شمار کیے جاتے ہیں حضرت شیخ محمد شنبکی سے نسبت ارادت رکھتے تھے۔ شیخ علی ہیتی شیخ بقا بن بطو، شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی شیخ مطربا البارزانی شیخ ماجد کردی، شیخ احمد بن تقی وغیرہ آپ کے مرید تھے جب جناب غوث پاک پہلی دفعہ بغداد تشریف لائے تھے۔ آپکے حلقہ درس میں شریک ہوئے تو آپ پر بڑی نظر کریمانہ فرماتے اور آپ کی ذات پر فخر و مباہات کا اظہار فرماتے تھے ۵۰۰ھ کے بعد وفات پائی مزار انوار بغداد کے مضافات موضع ''قلمینا'' میں واقع ہے۔

کار علائق دنیا سے قطع تعلق کر کے یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے وعظ درس اور نصائح میں مصروف ہو گئے۔ اسی زمانہ میں آپ کے القاب امام الفریقین موضح الطریقین کریم الجدین، معلم الطرفین اور غوث الثقلین مشہور ہو گئے۔ زمانہ بھر کے مناقب آپ پر روشن ہو گئے اور دین کے مناصب آپ پر عیاں ہو گئے علم کے مراتب آپ کو زیب دینے لگے اور شریعت کے لشکروں میں آپ کی وجہ سے قوت آ گئی علماء کا ایک بہت بڑا طبقہ آپ کے حلقہ شاگردی میں آ گیا وقت کے فقیہہ آپ سے علم و فضل کی جھولیاں بھر کر چار دانگ عالم میں پھیل گئے۔ بہت سے فقراء اور مشائخ نے آپ سے خرقۂ خلافت کی سعادت حاصل کی شیوخ یمن کی روحانی تربیت کا آپ ہی مرکز بنے۔ بعض نے بغداد پہنچ کر آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اور بعضوں نے اپنی کبرسنی اور بڑھاپے کی وجہ سے قاصد بھیج کر خلافت کی خلعت حاصل کی۔

شیخ ابومدین[1] شعیب المغربی نے اسی واسطے مشرق کو مغرب پر فضیلت دی تھی کہ جناب شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ جانب

---

[1] اسم گرامی شیخ شعیب بن حسین ابومدین تھا۔ شیخ ابوالغیر ائے مغربی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ طریقت تھے سرزمین مغرب کے بلند پایۂ مشائخ میں سے شمار ہوتے ہیں آپ نے بذریعہ کشف جب جناب غوث الاعظم کو قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ وَلِیِّ اللّٰہ کا اعلان کرتے سنا تو سر جھکا کر کہا اَللّٰهُمَّ اِنِّی اُشْهِدُکَ وَاُشْهِدُ ملائکک اِنِّی سَمِعْتُ وَاطَعْتُ آپ کا وصال ۵۹۰ھ میں ہوا۔ (سفینۃ الاولیاء داراشکوہ)

شرق رہتے تھے۔ اور آپ نے مکی مدنی مشائخ کو تربیت دی تھی۔

تصانیف

سیدنا و مولانا شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بہت سی تصانیف ہیں۔ ازاں جملہ مندرجہ ذیل کتب طالبان حق کیلئے ہمیشہ کیلئے مشعل راہ بنیں۔

غنیۃ الطالبین۔ اور فتوح الغیب تصوف کا خلاصہ ہیں۔ اور بے عیب تصانیف ہیں۔ جلاء الخاطر فی الباطن والظاھر بڑی مشہور کتاب آپ کی عمدہ تصنیف ہے۔ آپکی مجالس شریفہ کے بیان و حالات میں فتح الربانی والفیض الرحمانی ہے۔ فارسی زبان میں ''مکاتیب'' اور مختلف اشعار جس میں اسرار شریفہ بیان کئے گئے ہیں۔ آپکی تصانیف میں سے ''امداد یومیہ'' تو اہل دل کیلئے ہمیشہ حرز جان رہے۔ اضراب مستفیضہ اور صلوٰۃ الشریف فتوح الی اللہ کے کھلے دروازے ہیں۔

گیلان مقام ولادت

گیلان[1] آپ کا شہر ولادت ہے۔ عربی میں ''گ'' ''کوج'' سے

[1] ام الخیر امۃ الجبار بنت شیخ صومعی رضی اللہ عنہ حضور غوث الاعظم کی والدہ ماجدہ خدا رسیدہ خاتون تھیں آپ کی عمر ساٹھ سال تھی جب جناب غوث پیدا ہوئے جس پاکیزہ تربیت میں جناب غوث پاک کو پالا گیا اس میں آپ کی والدہ ماجدہ کا بڑا ہاتھ ہے آپ ہی کی نصیحت نے جناب غوث الاعظم کو صغر سنی (بقیہ اگلے صفحہ پر)

تبدیل کر کے جیلانی پڑھا جاتا ہے۔ اسی کا مخفف جیلی ہے۔ آپ ۴۷۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۵۶۱ھ میں واصل بحق ہوئے اس طرح آپ نے ۹۱ سال عمر شریف پائی تھی۔

جب آپ اپنی والدہ کے پیٹ میں تھے تو چاند منزل سعد میں تھا جس کا یہ مطلب تھا کہ آپ انبیاء کی طرح پاکیزہ زندگی لے کر آئے ہیں آپکی والدہ امتہ الجبار کا بیان ہے" جب آپ پیدا ہوئے تو ماہ رمضان میں دن کے وقت دودھ نہ پیا کرتے تھے۔ ایک بار جس دن عید کا چاند بادلوں کی وجہ سے نظر نہ آیا تو آپ کی والدہ نے پورے اعتماد سے کہا کہ آج رمضان کی آخری تاریخ ہے۔ کیونکہ عبدالقادر نے آج دودھ نہیں پیا۔ اسی دن سے یہ بات سارے گیلان میں مشہور ہوگئی کہ اشراف کے گھر جو لڑکا پیدا ہوا ہے۔ رمضان میں اس نے دن کے وقت دودھ نہیں پیا۔

سیدنا قطب الاقطاب شیخ سید عبدالقادر جیلانی فرماتے ہیں کہ بچپن میں مجھے ایک دفعہ جنگل کی طرف جانے کا اتفاق ہوا اور ایک بیل کے پیچھے کھڑا ہو کر عام کسانوں کی طرح ہل چلانے لگا۔ میری حیرانی کی انتہا نہ رہی۔ جب اس بیل نے ایک انسان کی زبان میں مجھے کہا۔ عبدالقادر تم کاشتکاری کیلئے پیدا نہیں ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس کا حکم بھی نہیں دیا۔ میں ڈر کر گھر آ گیا اور گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے

(حاشیہ بقیہ از صفحہ گذشتہ) میں ہی قزاقوں کو توبہ کرانے کی ہمت دی تھی آپ جناب غوث کے زمانہ طالب علمی میں وفات پاگئیں۔ آپ کی وفات کا زمانہ ۴۸۸ھ کے بعد کا ہے۔ (ماخوذ از سفینۃ الاولیاء)

حاجیوں کو عرفات میں کھڑے دیکھا۔ میں والدہ کے پاس آیا اور عرض کی کہ مجھے اجازت دیں تاکہ میں بغداد پہنچ کر علماء کرام سے علم اور مشائخ سے طریقت کا فیض حاصل کروں۔ میری والدہ نے وجہ دریافت کی تو ان تازہ واقعات کو بیان کر دیا۔ والدہ روتے ہوئے اٹھیں اور اندر جا کر میرے والد کا ورثہ اسی دینار باہر لے کر آئیں۔ چالیس دینار میرے بھائی کیلئے رکھ کر چالیس دینار میرے حوالے کئے اور میری بغلی کے نیچے سی دیئے اور سفر کی اجازت دے دی۔ ساتھ ہی نصیحت کی کہ بیٹا ہمیشہ سچ بولنا اور الوداع کہتے ہوئے فرمایا۔ ''میں تمہیں اللہ کے حوالے کرتی ہوں شاید میں تمہیں زندگی میں نہ دیکھ سکوں۔

میں ایک قافلے کے ساتھ بغداد کو روانہ ہوا۔ جب ہم ہمدان سے آگے پہنچے تو ساٹھ راہزن قافلے پر ٹوٹ پڑے اور سارا قافلہ لوٹ لیا مگر کسی نے مجھ سے تعرض نہ کیا۔ ایک ڈاکو میرے پاس آ کر کہنے لگا فقیر! تمہارے پاس کچھ ہے! میں نے بتا دیا چالیس دینار بغل کے نیچے گڈری میں سی رکھے ہیں۔ ڈاکو نے مذاق سمجھ کر چھوڑ دیا اور چلا گیا۔ ایک دوسرے ڈاکو نے یہی سوال کیا اور ویسا ہی جواب پایا۔ تمام ڈاکو اپنے سردار کے پاس جمع ہوئے تو میرے متعلق یہ بات بتائی۔ مجھے اس ٹیلے پر بلالیا گیا جہاں وہ مال تقسیم کرنے میں مصروف تھے اور سردار نے دریافت کیا۔ تمہارے پاس کیا ہے میں نے اسے بتایا چالیس دینار اس نے کہا اچھا دکھاؤ تو سہی جب میری بات سچ نکلی تو پوچھنے لگے تمہیں سچ کہنے پر کس نے آمادہ کیا تھا۔ میں نے بتایا گھر سے چلتے وقت میری

والدہ نے مجھے ہمیشہ سچ بولنے کی تلقین کی تھی۔ سردار رو دیا اور کہنے لگا۔ یہ بچہ ماں کی نصیحت سے نہیں ہٹتا۔ میں نے ساری عمر اپنے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں ضائع کر دی ہے۔ سردار تمام ڈاکوؤں سمیت تائب ہوگیا مال لوگوں کو لوٹا دیا گیا۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ اہل کارواں نے بھی آپکے ہاتھ پر توبہ کرلی۔ اور مال تقسیم کر دیا۔ آپ اس سفر میں ۴۸۸ھ میں بغداد پہنچے اور علمائے زمان سے قرآن و حدیث فقہ ادب اور لغت وغیرہ علوم کی تحصیل میں مشغول ہوگئے۔ حتیٰ کہ آپ اپنے ہم عصروں سے فائق ہوگئے ۵۲۱ھ سے آپ نے بغداد میں وعظ و درس کا سلسلہ شروع کر دیا اور عوام الناس کی اخلاقی زندگی کو سنوارنے لگے۔

آپ کی کرامات حد تواتر سے تجاوز کرگئی تھیں۔ یہ بات متفق علیہ ہے کہ جس قدر کرامات و برکات آپ سے رونما ہوئیں۔ کسی بھی صاحب ولایت سے ظہور میں نہیں آئیں۔

خرقہ خلافت کی سند

آپ کو خرقہ خلافت حضرت شیخ قاضی القضاء ابوسعید مبارک بن علی مخزومی[1] سے ملا۔ انہوں نے شیخ ابوالحسن علی بن یوسف القرشی الہکاری

---

[1] ابوسعید مبارک بن علی مخزومی صاحب کمال بزرگ تھے۔ حضرت خضر کے رفیق و ندیم۔ حنبلی المذہب تھے اور شیخ ابوالحسن الہکاری سے بیعت تھے۔ جناب غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ جب جناب غوث پاک نے اللہ سے عہد کیا کہ جب تک مجھے خود کھلایا پلایا نہ جائے میں کچھ نہیں کھاؤں گا۔ آپ ہی ہیں جنھوں نے آپ کو کھانا کھلایا آپ ۵۱۳ھ کو فوت ہوئے۔

سے انہوں نے شیخ ابوالفرح طرطوسی کے ہاتھ سے حاصل کی۔ شیخ طرطوسی نے شیخ ابوبکر شبلی سے اور انہوں نے شیخ ابوالقاسم جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہوں نے شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ اور انہوں نے شیخ کرخی رحمۃ اللہ علیہ انہوں نے شیخ داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ انہوں نے شیخ حبیب عجمی انہوں نے شیخ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور انہوں نے سیدنا امیرالمومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب رسالتمآب حضرت محمد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خرقۂ فیض حاصل کیا۔

آپ کے مشائخ سے ایک بزرگ حماد دباس[1] ابھی ہیں آپ امی تھے۔ مگر آپ پر معارف واسرار کا دروازہ کھل گیا۔ اور مشائخ کبار نے آپ سے روحانی فیض حاصل کیا۔ ایک دن حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ حماد کے پاس ایک مسافرخانہ میں بیٹھے تھے۔ جب آپ باہر تشریف لے گئے تو آپ نے اہل مجلس کو بتایا کہ ایک وقت آئے گا کہ اس نوجوان کے قدم اولیاء اللہ کی گردن پر ہوں گے۔ اور یہ بات اللہ کے حکم سے اعلانیہ کہیں گے۔ (قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ) ہر زمانے کے تمام ولی اللہ ان کے آگے سر تعظیم خم کردیں گے۔ اور آپ کی وساطت سے ان کے درجات بلند ہوتے جائیں گے۔

---

[1] ابوعبداللہ کنیت، حماد بن مسلم نام دباس لقب تھا۔ جناب غوث الاعظم اخص الخاص مصاحب تھے۔ اپنے زمانہ کے شیخ باکرامت تھے۔ اگرچہ امی تھے مگر علوم و معارف پر آپ کی نظر تھی۔ آپ کے ۱۲ ہزار مرید تھے اور ہر ایک مرید پر نظر فرماتے تھے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ایک موقع پر منبر پر بیٹھے وعظ فرما رہے تھے۔ عوام الناس کے علاوہ اس مجلس میں پچاس ولی اللہ بھی موجود تھے۔ اثنائے وعظ جب آپ کی زبان سے یہ کلمہ نکلا۔

قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ

تو رئیس المشائخ شیخ علی بن الہیتی[1] رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑے ہوئے اور منبر کے نزدیک پہنچ کر آپ کا قدم مبارک اپنے کندھے پر رکھ لیا۔ تاکہ آپ کے اعلان پر عملاً اقدام کیا جاسکے۔ چنانچہ مشائخ مجلس نے بھی اپنی گردنیں جناب غوث اعظم کے پاؤں تک پہنچا دیں۔ دور دراز علاقہ کے مشائخ نے آپ کے اس اعلان کو کشفی طور پر معلوم کر کے اپنی گردنیں جھکا دیں کہتے ہیں۔ شیخ ابومدین شعیب المغربی نے اثنائے درس اپنی گردن جھکا دی تھی اور زبان سے فرمایا ''بسروچشم'' حاضرین نے اس کی وضاحت چاہی تو آپ نے سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہم کے اظہار ولایت کا واقعہ بیان کیا۔

ایک عجمی شیخ نے آپ کی اتباع سے ہچکچاہٹ کی تو اس کی ولایت سلب کر لی گئی۔ یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ قطب الاقطاب اور غوث اعظم تھے۔

آپ کی کرامات میں سے یہ بات حضرت شیخ علی بن الہیتی کے اذکار

---

[1] تاج العارفین شیخ ابوالوفاء کے مرید تھے غوث اعظم کے جلیس خاص تھے۔ آپ کے مداح اور رفیق راہ طریقت تھے مشائخ وقت میں سر برآوردہ تھے ۵۶۰ھ میں بعمر ۱۲۰ سال انتقال فرمایا۔ مرقد مبارک وزیر آن میں ہے۔

میں بڑی سند کے ساتھ درج ہے کہ جو شخص شیر کے سامنے آئے جناب غوث الاعظم کا نام لے شیر اس پر حملہ آور نہیں ہوگا۔ جو شخص مچھروں کی آفت سے محفوظ رہنے کیلئے آپکے نام کا وظیفہ کرلے گا۔ مچھر وہاں سے دفع ہوجائیں گے۔ آپکا نام ہر اعلیٰ وادنیٰ مخلوق پر اثر انداز ہوتا ہے۔

آپ کے بیٹے شیخ سیف الدین عبدالوہاب نے روایت کی ہے کہ ہر ماہ چاند طلوع سے قبل میرے والد مکرم کے پاس انسانی شکل میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اگر آئندہ ماہ کے حالات اچھے ہوتے تو وہ بڑی خوش شکل لے کر ملاقات کو حاضر ہوتا چنانچہ جمادی الآخر ۵۶۰ کے آخری دن جمعہ کو بہت سے مشائخ کی مجلس میں موجودگی میں ایک خوبرو نوجوان آیا۔ اور آتے ہی السلام علیکم یا ولی اللہ کہا اور کہنے لگا میں ہلال رجب ہوں اور آپ کو پیغام دینے آیا ہوں کہ یہ مہینہ آپ کیلئے اور عوام مسلمانوں کیلئے خیر و برکت سے گذرے گا۔ ایسے ہی رجب کے آخری دن ایک بدصورت شخص نے آکر السلام علیکم یا ولی اللہ کہہ کر بتایا کہ میں شعبان ہوں اور بتایا کہ اس ماہ بغداد میں بہت سے لوگ موت کا شکار ہوں گے۔ حجاز میں گرانی آئے گی اور خراساں میں جنگ و فساد برپا ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

ایک دفعہ شیخ سید عبدالقادر جیلانی ماہ رمضان میں علیل ہوگئے ایک شخص آپکی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ کی مجلس میں اور مشائخ کبار کے علاوہ حضرت شیخ علی الہیتی اور شیخ نجیب الدین سہروردی وغیرہ حاضر تھے اس شخص نے آکر کہا السلام علیکم یا ولی اللہ میں ماہ رمضان ہوں

آپ کی بیماری صحتمندی سے بدل گئی ہے۔ میں معذرت خواہ ہوں اور اجازت چاہتا ہوں۔ کیونکہ آج میری آپ سے یہ آخری ملاقات ہے یہ کہتے ہی وہ شخص چلاگیا۔ اسی سال آپ کی وفات ربیع الآخر میں واقع ہوئی۔ آپ کی وفات ربیع الاول کی بجائے ربیع الآخر میں ایک لطیف اشارہ کی حسن تعلیل ہے کہ ولی نبی سے رتبہ میں ثانوی حیثیت رکھتا ہے۔ اور اول و آخر میں امتیاز کرتا ہے۔

یاد رہے کہ آپ کی وفات کا دن ربیع الآخر گیارہویں تاریخ کہیں بھی ثابت نہیں ہوسکا۔ حالانکہ اس کی بھی کوئی خاص وجہ ضرورت ہوگی۔

کلام موجز فی المرام

ہر مومن کو ہر حالت میں تین چیزوں پر عمل کرنا بڑا ضروری ہے۔ خدا کا حکم بجا لانا۔ اس کی منع کی چیزوں سے رک جانا اور احکام قضا و قدر پر سر تسلیم خم کر دینا۔

جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ راستی اور خلوص اختیار کر لیتا ہے۔ وہ ہر ماسوائے اللہ سے غمگین و بے قرار رہتا ہے۔ خواہشات نفس انسان کو راہ راست اور حکم خداوندی سے پھیر دیتی ہیں۔ خواہشات نفسانی سے ہٹ کر کام کرنے میں رضائے الٰہی حاصل ہوتی ہے۔

ہر مومن کو چاہیے کہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کو اپنی زندگی کا دستور العمل بنا لے تا کہ اسے فلاح دارین حاصل ہو۔ اس حدیث کے معانی یوں ہیں۔

ایک مرتبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ردیف تھا تو آپ نے فرمایا

''اے لڑکے! اللہ کے حقوق نگاہ میں رکھو تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے حقوق کی حفاظت کرے۔ اللہ تعالیٰ کو مراقبہ علم میں اپنا راہنما بناؤ تاکہ اس کی امداد حاصل کرسکو جب کوئی سوال کرو اپنے اللہ سے کرو۔ جب مدد مانگو اپنے اللہ سے مانگو۔ جو کچھ ہونا ہے وہ لکھا جاچکا ہے اگر ساری دنیا کسی معاملہ میں تمہیں نقصان دینا چاہے۔ جسے اللہ نے نہیں لکھا تو وہ ایسا ہرگز نہیں کرسکتی اگر ہوسکے تو اللہ تعالیٰ سے صدق فی الیقین سے معاملہ کرو۔ اگر ایسا نہیں ہوسکتا تو ناامید نہ ہوجاؤ۔ کیونکہ صبر میں ان چیزوں میں سے بھی بھلائی نکل آتی ہے۔ جنہیں تم ظاہراً برا سمجھتے ہو۔ اور یاد رکھو فتح ہمیشہ صبر میں ہے۔ تنگدستی کے بعد کشائیش ہوتی ہے اور راحت کے ساتھ تکلیف بھی ہوتی ہے (اس حدیث کو ہم نے ''اربعین'' میں پوری شرح وبسط سے لکھا ہے۔

لوگوں سے وہ شخص سوال کرتا ہے۔ جو اللہ سے ناواقف ہو۔ اور اس کا ایمان کمزور ہوچکا ہو۔ اور اس کی معرفت ویقین کم ہوگئی ہو۔ جو اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہے۔ اس کا اللہ کے علم وعرفان پر پورا یقین ہوتا ہے۔ اور اس کا ایمان ویقین مضبوط ہوتا ہے۔ اس کی معرفت الٰہی بڑھتی رہتی ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ سے شرم محسوس کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسے خلوص وحضور سے معاملہ رکھو گویا خلقت موجود نہیں اور مخلوق خدا کے ساتھ ایسا معاملہ رکھو۔ گویا تمہاری خواہشات نہیں جب اللہ کے ساتھ ایسا معاملہ رکھے گا۔ تو اسے پالے گا۔ اور تمام چیزوں سے نیست اور فانی ہوجائے گا۔ جب مخلوق خداوندی کے ساتھ

تیرا معاملہ بغیر خواہشات کے ہوگا۔ تو انصاف کر سکے گا۔ اور بد انجامی سے محفوظ رہ سکے گا۔

جب دل اللہ کے ساتھ ہو تو کوئی چیز بھی دل سے جدا نہیں ہوتی اور کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں جاتی۔

''میں مغز بے پوست ہوں''

آپ نے ان نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر ارزانی کی تھیں فرمایا:

''میرے اور تمہارے اور دوسری مخلوقات کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے۔ مجھے کسی پر قیاس نہ کیا کرو اور نہ کسی چیز کو مجھ پر قیاس کرو۔ جس طرح بادشاہوں کو دوسروں پر قیاس نہیں کیا جاتا۔ (فتوح الغیب)

میں دو قدموں (نفس اور خلق) میں اللہ تک پہنچ گیا ہوں۔ غنیۃ الطالبین میں ابو وائل سے روایت لکھی ہے۔ جنہوں نے ابن مسعود سے بیان کی کہ جو شخص چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دوزخ کے انیس دربانوں سے بچائے۔ اسے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا چاہیے۔ اس کے انیس حروف ہیں۔ اور ہر ایک حرف ڈھال بن کر حفاظت کرتا ہے۔

جس کا رتبہ بلند ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی قربت نصیب ہوتی ہے۔ اس سے گناہ صغیرہ سرزد نہیں ہوتے۔ بلکہ ہر مخالفت اس کے نزدیک گناہ کبیرہ ہوتی ہے۔ بعض نے کہا ہے جب بندہ گناہ کو چھوٹا اور حقیر سمجھتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے بڑا سمجھتا ہے۔ جب بندہ اسے بڑا سمجھتا

ہے تو اللہ تعالیٰ اسے چھوٹا سمجھتا ہے۔

حدیث میں ہے کہ مومن اپنے گناہ کو پہاڑ کی طرح دیکھتا ہے اور منافق اپنے گناہ کو مکھی کی طرح حقیر خیال کرتا ہے جو اس کے ناک پر بیٹھے اور اسے اڑا دیا جائے۔

کسی نے کہا ہے کہ جو گناہ بخشا نہیں جائے گا۔ وہ انسان کا یہ کہنا ہے ''کاش میں ہر ایک ایسی چیز کر لیتا'' اور یہ چیز ایمان کی کمزوری کی دلیل ہے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت وعظمت کو کم جاننے کا سبب بنتی ہے۔ کیونکہ اگر وہ ان باتوں کو جان لیتا تو ادنیٰ گناہ کو بھی بڑا تصور کرتا۔ اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء پر وحی کی ہے کہ ہدیہ کی کمی کی طرف نہ دیکھو۔ بلکہ مدعا الیہ کی بڑائی پر نظر رکھو۔ اور گناہ کی چھوٹائی کا خیال نہ کرو۔ بلکہ اس ذات کی کبریائی پر نگاہ رکھو جس کے سامنے تم یہ گناہ کر رہے ہو۔

بعض صحابہ نے اپنے تابعین سے ایک صاحب کو فرمایا کہ بعض اوقات تم ایسا عمل کرتے ہو جو بال سے باریک تر ہوتا ہے۔ حالانکہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسے منہیات میں سے شمار کرتے تھے۔

توبہ وتقویٰ میں بعض عارفین کے اقوال

حضرت ذوالنون مصری[1] فرمایا کرتے تھے۔ عوام الناس گناہوں

[1] ابوعبداللہ حضرت شیخ ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ بصرہ کے رہنے والے تھے۔ ہزاروں اولیاء اللہ آپ سے مستفیض ہوئے چالیس سال تک ریاضت کی آپ کا شمار امام مالک کے شاگردوں میں ہوتا ہے اور حضرت اسرافیل (بقیہ اگلے صفحہ پر)

سے توبہ کرتے ہیں۔ اور خواص غفلت کے گناہ سے تائب' غفلت سے تائب رویت حسنات کا تائب' غیر اللہ سے تائب ہونے والے ایک دوسرے سے امتیازی حیثیت کے مالک ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بَلْ یزیْدُ الْاِنْسَانَ لیفجر اَمَا مه کی تفسیر بیان فرماتے ہیں کہ گناہوں کو مقدم اور توبہ کو موٴخر رکھو۔ انسان ہر وقت کہتا ہے کہ میں عنقریب توبہ کرلوں گا۔ حتیٰ کہ اسی بری حالت میں مرجاتا ہے۔ ابوعلی دقاق فرماتے ہیں کہ توبہ کے معنی اللہ کی طرف رجوع کرنا ہے توبہ کی تین قسمیں ہیں۔ توبہ۔ انابت اور اوبت جو شخص خوف عذاب سے توبہ کرے وہ صاحب توبہ ہے۔ جو طمع ثواب کیلئے توبہ کرے وہ صاحب انابت سے جو غفلت سے توبہ کرے وہ صاحب اوبہ ہے۔

بعض بزرگ کہتے ہیں کہ توبہ مومنین کی صفت ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا الی لَعَلَّکُمْ تفْلِحُوْنَ انابت اولیاء مقربین کی صفت ہے قرآن پاک میں ہے۔ وجاء بقلب منیب اور اوبۃ انبیاء اور مرسلین کی صفت ہے۔ قرآن میں ہے۔ نعم الْعَبْدانَّه' اَوَّاب"

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میں ایک دن سر سقطی

(حاشیہ بقیہ از صفحہ گذشتہ) کے مرید تھے۔ سلسلۂ ملامتیہ کے امام مانے جاتے تھے ہزاروں کرامات آپ سے صادر ہوئیں۔ آپ کی تاریخ وفات ۲۶ شعبان ۲۰۵ھ مزار مصر میں ہے۔ قبر پرانوار پر یہ عبارت کندہ ہے۔ ذُوالنُّونِ حَبِیْبُ اللّٰہِ مِنَ الشَّوْقِ قَتِیلُ اللّٰہِ

رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو پریشان پایا۔ آپ نے بتایا کہ آج میرے پاس ایک نوجوان نے آ کر سوال کیا کہ توبہ کسے کہتے ہیں میں نے اسے بتایا کہ تو اپنے گناہوں کو فراموش نہ کرے۔ اس نوجوان نے میری بات سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ توبہ تو یہ ہے کہ تو اپنے گناہوں کو فراموش کر دے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے میرے نزدیک بھی اس نوجوان کی بات سچی تھی۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے میرے نزدیک بھی اس نوجوان کی بات سچی تھی۔ حضرت سری سقطی نے وجہ پوچھی تو میں نے بتایا کہ میں حال جفا میں تھا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے حال وفا کی طرف بھیجا۔ پس حال وفا میں جفا کا ذکر بھی جفا ہے۔ یہ بات سنتے ہی حضرت سری سقطی چپ ہو گئے۔

عمر بن عبدالعزیز فرماتے ہیں تقویٰ اس حالت کا نام نہیں کہ دن کو روزہ رکھا اور رات کو نماز پڑھ لی۔ اور باقی اوقات کو ضائع کر دیا۔ بلکہ تقویٰ تو اسے کہتے ہیں کہ اللہ نے جسے غلط کہا ہے اسے چھوڑ دیا جائے اور جسے فرض کہا ہے۔ اسے اپنا لیا جائے اس کے بعد جو کچھ ملے وہ خیر الی الخیر ہے۔

ابن حفیف کے نزدیک تقویٰ ہر اس چیز سے پہلو تہی کرنے کا نام ہے۔ جس سے اللہ تعالیٰ سے دوری کا امکان ہو۔

نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں متقی وہ ہے جو دنیا اور اس کی آفات سے بچے۔ ابوزید کہتے ہیں کہ متقی وہ ہے جو کلام کرے تو اللہ کیلئے اور جب خاموش رہے تو اس کی رضا کیلئے۔

ابو درداء رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔

یُرِیْدُ الْمَرْءُ اَنْ یُّؤْتٰی مُنَاہُ وَیَاْبَی اللّٰہُ اِلَّا مَا اَرَادَ

لِیَقُوْلُ الْمَرْءُ فَائِدَتِیْ وَمَا لِیْ وَتَقْوَی اللّٰہِ اَفْضَلُ مَا اسْتَفَادَ

انسان تو چاہتا ہے کہ اس کی خواہشات پوری ہو جائیں مگر اللہ تعالیٰ وہی کرتا ہے جو اس نے ارادہ کیا ہو۔ انسان تو کہتا ہے کہ یہ چیز بھی میری ہے اور مفید ہے حالانکہ تقویٰ تمام فائدوں سے افضل ہے۔

کتانیؒ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔ دنیا مصائب پر تقسیم کی گئی ہے۔ اور جنت تقویٰ پر۔

اِتَّقُوا اللّٰہِ حَقَّ تُقَاتِہٖ کی تفسیر یہی ہے کہ اللہ کی اطاعت کی جائے۔ نافرمانی نہ کی جائے اس کا ذکر کیا جائے اسے فراموش نہ کیا جائے اس کا شکر ادا کیا جائے۔ کفران نعمت نہ ہو۔

آداب روزہ اور اقوال غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ

روزہ دار کو چاہیے کہ اپنے روزے کو گناہوں سے محفوظ رکھے کہ حضرت شیخ عبداللہ نے شیخ حسن بن احمد بن عبداللہ فقیہ شافعی اور انہوں نے محمد بن احمد بن عیسیٰ السکنی اور انہوں نے ابن اسحاق الملقب بالخنام اور انہوں نے اسحاق بن زرین برامینی نے اور انہوں نے شیخ اسماعیل بن یحییٰ اور انہوں نے مشعر بن کرام بن عطیہ اور انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہٗ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے خود رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ ماہِ رجب مشہور حرام سے ہے اس کے دن چھٹے آسمان کے دروازوں پر لکھے ہوئے ہیں۔ جب کوئی شخص شعبان میں ایک دن روزہ رکھتا اور روزہ کو خوف خداوندی سے گناہوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ وہ دروازہ کہتا ہے رب اغفرلہ[1] اگر وہ روزہ کو تقویٰ سے علیحدہ رکھتا ہے تو کہتا ہے کہ تیرے نفس نے تجھے دھوکا دیا ہے۔

شیخ ابونصر محمد بن بناء نے ہمیں خبر دی کہ انہیں یہ حدیث ان واسطوں سے ملی۔ محمد حافظ رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ جعفر بن احمد حمال رحمۃ اللہ علیہ سعید عنبہ رحمۃ اللہ' تقنیہ' حجاج' خاقان' انس بن مالک رضی اللہ عنہ حضرت انس بن مالک نے آنحضرت سے سنا۔ پانچ چیزیں روزہ اور وضو دونوں کو توڑتی ہیں۔ جھوٹ' سخن چینی' غیبت' بہ نظر شہوت دیکھنا اور جھوٹی قسم کھانا۔

ابونصر نے اپنے والد مکرم سے باسناد انس بن مالک یہ حدیث بیان کی ہے کہ حضور نے فرمایا جو شخص لوگوں کا گوشت کھاتا ہے (غیبت کرتا ہے) اس کا روزہ نہیں ہے۔

حضرت ابونصر نے اپنے والد محترم سے بواسطہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بن یمان رضی اللہ عنہ روایت کی ہے۔ جس شخص نے بہ نظر غائر کسی عورت پر نگاہ ڈالی اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے[2]۔

---

[1] اے میرے پروردگار اسے بخش دے۔

[2] اس حدیث شریف کا مقصد یہ ہے کہ روزہ مکمل نہیں ہوتا ہے۔ ویسے روزہ ٹوٹتا نہیں۔

حضرت ابونصر رحمۃ اللہ علیہ نے باسناد سلیمان بن موسیٰ روایت کی ہے کہ جابر بن عبداللہ نے فرمایا تھا۔ جب تم روزہ رکھو تو تمہارے کان‘ آنکھ اور زبان بھی جھوٹ اور حرام سے رک جانے چاہئیں۔

شیخ ابونصر نے اپنے والد محترم کی سند سے ابوفراش کے حوالے عبداللہ ابن عمر کی روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ کو کہتے سنا کہ حضرت نوح علیہ السلام عید الفطر اور عیدالاضحیٰ کے علاوہ ہر روزہ رکھتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے نصف زمانہ حیات روزہ رکھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ہر ماہ میں تین دن روزہ رکھا کرتے تھے۔ گویا انہوں نے عمر بھر روزہ رکھا۔

شیخ منصور نے اپنے والد باسناد محمد بن منکد ویہ روایت بیان کی ہے ایک بدوی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے روزہ کی کیفیت بیان فرمائیں۔ آنحضرت نے ناراضگی کا اظہار فرمایا۔ اور رخسار مبارک سرخ ہوگئے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو واقعہ کا علم ہوا تو آپ نے اس کے پاس جاکر اسے سخت سست کہا اور جب وہ بدوی چپ ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے التجا کی فَدَاکَ اُمی وَاَبِیْ یَارَسُوْلُ اللّٰہِ[1] مجھے اس شخص کے متعلق بتایئے جو متواتر روزے رکھتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعرات وہ دن ہے جب اعمال آسمانوں کی طرف اٹھائے جاتے ہیں اور پیر وہ دن ہے جب میں پیدا ہوا اور اسی دن سے مجھ پر وحی

---

[1] یارسول اللہ آپ پر میرے ماں و باپ قربان

کا آغاز ہوا۔

شیخ حافظ ابوبکر احمد بن علی بن ثابت خطیب نے عبداللہ بن بشرین سے انہوں نے علی بن عمر حافظ اور انہوں نے ابونصر حبشوں بن موسیٰ خلالہ سے اور انہوں نے علیٰ بن سعید وثیلی سے اور انہوں نے ضمیرہ بن ربیعہ قریشی سے اور انہوں نے ابن شعوذ اور انہوں نے الوراق اور انہوں نے شہر بن حوشب سے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رجب کی ستائیسویں کو روزہ رکھے گا۔ اس کے حق میں ساٹھ روزوں کا ثواب لکھ دیا جائے گا (یہ وہ دن ہے۔ جب جبرئیل علیہ السلام رسالت لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔) حضرت حسین ابن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ ہم طواف کعبہ کر رہے تھے کہ ایک آدمی کی آواز میرے کانوں تک پہنچی جو یہ شعر کہہ رہا تھا۔

یَامَنْ مجیبُ دُعَآءَ الْمُضطرِفی الظُّلَمِ
یَاکَاشِفَ الْکُربِ وَالْبُلْوٰی مَعَ التَّقَمِ
قَدْ بَاتَ وَفُدُکَ حَوْلَ البَیتِ وَالحرم
وَنَحْنُ نَدْعوا وَعَیْنُ اللّٰهِ لَمْ تَنَمِ
هَبْ لِیْ لِجُوْدِکَ کا اَخْطَاثُ مِنْ جُرَمِ
یَامَنْ اَشارَتُ اِلَیهِ الْخلقُ بالکَرَمِ
اِنْ کَانَ عَفُوُکَ لَمْ یَسْبِقْ لِمُجنزَمِ
فَمن یَجُوْدُ عَلٰی الْعَاصِیْنَ بالْنِعَمِ

ترجمہ: اے تاریکیوں میں درماندہ انسانوں کی دعا قبول کرنے والے اور اے بیماری کے مصائب کو دور کرنے والے تیرے ایک وفد نے بیت اللہ اور حرم کے پاس ہی رات گذار دی۔ ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ اپنے کرم سے ہمارے گناہ معاف فرما دے۔ اے کریما! تیری ذات کریم ہے تیری رحمت گنہگار سے سبقت کیوں نہیں لے جاتی اور ان کے گناہوں کو اپنی رحمت سے کیوں معاف نہیں کرتی۔

حسین رضی اللہ عنہ ابن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے والد محترم نے فرمایا اے حسین (رضی اللہ عنہ) کیا تم اس شخص کی آہ و فغاں نہیں سنتے جو اپنے گناہوں پر رو رہا ہے۔ اور اپنے اللہ کو ناراض کر رہا ہے تم جا کر اسے بلا لاؤ۔ میں دوڑ کر گیا تو دیکھا کہ ایک خوش شکل و خوش لباس انسان بیٹھا ہے اور اس کا دایاں بازو خشک ہو چکا ہے۔ میں نے اسے کہا کہ تجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ یاد فرما رہے ہیں۔ جب وہ حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا تم کون ہو اور تمہارا کیا حال ہے۔ وہ رو کر کہنے لگا۔

امیر المومنین! اس شخص کا کیا حال ہو سکتا ہے۔ جو نافرمانی میں پکڑا گیا ہو اور اپنے حقوق سے روک دیا گیا ہو۔ آپ نے نام پوچھا تو کہنے لگا۔ ''منازل بن لاحق'' پھر آپ نے اس کی سرگذشت سننے کی خواہش کی تو اس نے بتایا کہ میں عیش و عشرت میں عرب بھر میں مشہور تھا۔ نشہ جوانی میں ہر وقت بدمست رہتا تھا۔ اور غفلت کا پیکر بن گیا تھا۔ توبہ کرتا تو قبول نہ ہوتی معافی کا خواستگار ہوتا تو مایوسی ہوتی۔ میں رجب

شعبان کے مہینوں میں بھی گناہ سے باز نہ آتا۔ والد محترم مجھے ان سرکشیوں سے باز رکھنے کی ہر چند کوشش کرتے اور بتاتے کہ اللہ تعالیٰ کی گرفت سخت اور اٹل ہے تمہارے ہاتھوں بہت سے دل دکھی ہیں۔ خدا کے فرشتے بڑے مقرب کہتے ہیں قتال حرام ہے یہ فرشتے بھی تمہارے ظالمانہ کارناموں پر ناراض ہیں جب میرے والد مجھے سختی سے روکتے تو میں اسے بھی مارنے میں ندامت محسوس نہ کرتا۔ ایک دن لوگ مجھے اسکے پاس لے گئے اس نے عاجز آ کر کہا۔ میں جب تک اپنے بیٹے کو راہ راست پر نہ لاؤں اور اس کے گناہوں کو صاف نہ کرالوں اس وقت تک روزہ رکھوں گا۔ اور افطار نہیں کروں گا۔ نماز پڑھوں گا۔ مگر نیند نہیں کروں گا۔ وہ ایک ہفتہ روزے سے رہا اور پھر ایک ابلق اونٹ پر سوار ہوکر مکہ شریف روانہ ہوگیا۔ اور مجھے کہنے لگا کہ میں کعبۃ اللہ میں جاکر تمہارے لئے اپنے اللہ سے امداد طلب کرونگا۔ وہ کعبۃ اللہ میں گیا اور غلاف کعبہ کے پردوں سے چمٹ کر میرے لئے بددعا کرنے لگا۔

یَامَنْ اِلَیْهِ الْحُجَّاجُ مِنْ بُعْدٍ
یَرْجُونَ لُطْفَ عَزِیز وَّاحِدٍ صَمَدٖ
هٰذَا مَنَازِلُ وَلَا یَرْتَدَّ عَنْ عَقِیقِیْ
مَخُذْ بِحَقِّیْ یَا رَحْمٰنُ مِنْ وَّلَدِیْ
وَشَلَّ مِنْهُ بِجُوْدِ مِنْکَ جَنَانِبَهٗ
یَامَنْ تَقَدَّسَ لَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَلِدْ

مجھے اس ذات کی قسم ہے کہ جس نے اس زمین و آسمان کو بنایا ہے کہ ابھی اس کی دعا مکمل نہیں ہوئی تھی کہ میرا دایاں پہلو شل ہوگیا اور میں حرم کے ایک گوشے کی سوکھی لکڑی کی طرح کمزور و ناتواں ہوگیا لوگ صبح و شام میرے پاس سے گذرتے اور کہتے یہ ہے وہ شخص جس کے حق میں اس کے باپ کی دعا قبول ہوگئی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا پھر تمہارے باپ نے تمہارے لئے کیا کیا۔ اس نے کہا کہ میں نے اپنے باپ سے التجا کی جہاں تم نے میرے لئے بدعا کی تھی۔ وہاں ہی میرے لئے دعا خیر بھی کرو۔ وہ میری بات مان گیا ہم دونوں ایک اونٹنی پر سوار ہوکر کعبۃ اللہ کی طرف روانہ ہوئے تو وادی اراک میں ایک درخت کے نیچے سے گذر رہے تھے کہ ایک پرندہ اڑا جس کی پھڑ پھڑاہٹ سے اونٹنی ڈر کر بھاگ کھڑی ہوئی میرا باپ گر کر وہیں واصل بحق ہوگیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں ایک ایسی دعا بتاتا ہوں جسکے بابت میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو غمزدہ پڑھے گا۔ اس کا غم دور ہو جائے گا۔ جو مصیبت زدہ اس کا ورد کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے کشائش عطا فرمائے گا۔ حسین ابن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آپ نے وہ دعا اسے سکھا دی تو اس نے اس وقت پڑھی جب لوگ گہری نیند سو رہے تھے اور غیب سے آواز آئی تجھے اللہ کافی ہے تم نے دعا کے ساتھ ایک ایسا اسم پڑھا ہے جو اس کی بارگاہ میں رد نہیں ہوسکتا۔ اس کے بعد مجھے نیند آ گئی اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور اس دعا کو آپ کے سامنے پڑھا آپ نے فرمایا علی رضی اللہ عنہ ٹھیک کہتے تھے۔ اس دعا میں اسم اعظم ہے یہ ضرور قبول ہوتی ہے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اچھا ہو۔ اگر یہ دعا آپ اپنی زبان مبارک سے مجھے سنائیں۔ آپ نے فرمایا۔ میرے ساتھ پڑھتے جاؤ۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّی اَسْئلک یا عَالِمَ الاُمُوْرِ الخَفِیّةِ وَیَامَنِ السَّمَآءُ بِقُدْرَتِه، منبةُ وَ یَامَنِ الاَرْضُ بِعِزَّتِهِ مدحِیَّة" وَیَامِنِ الشَّمّسُ وَالْقَمَرُ بنور جَلَالِهِ مُشْرقة مُضِیئة" وَیَامُقبِلُ عَلٰی کُلِّ نفسٍ مُومِنةٍ زَکِیَّةٍ وَیَامُسِکنَ رُعبَ الخَالِفِینَ وَاَهْلَ التقیة وَیَامَنْ خَرائجَ الخَلْقِ عِنْدہ، مُقْضِیة" وَیَامَنْ نجی یُوْسُفُ مِنْ رقِ العبودیَّةِ یَامَنْ لَیسَ لَهُ بَوَّاب" یُنَادیٰ وَلَا حَاجِبَ یُغشیٰ وَلا وزیْر" العطیٰ وَلا غیرہ، رَبّ" یُدْعیٰ وَلا یَزدادُ عَلٰی کَثرَةِ الحوائج اِلَّا کَرمًا وَجُوْدًا وَصَلِّی عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَاَعْطِنِی سَوَالِیْ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیءٍ قَدِیْر"

وہ شخص کہنے لگا اس کے بعد میں بھاگ اٹھا اور تندرست ہوگیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہٗ فرماتے ہیں اس دعا سے استعانت کیا کرو۔ یہ عرش کے خزانوں سے ایک خزانہ ہے۔

ابونصر محمد اپنے والد سے باسناد عطاء بن لیباد اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے علاوہ اور مہینوں اتنے روزے نہیں رکھتے تھے۔ جتنے شعبان میں رکھتے

تھے۔ کیونکہ جس شخص نے اس سال مرنا ہوتا ہے اس کا نام شعبان میں ہی مردوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔

ابونصر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے باسناد ثابت سے اور وہ برروایت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنخضرت سے سوال کیا گیا کہ روزوں میں سے بہترین روزہ کون سا ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان کی تعظیم کیلئے شعبان کے روزے رکھنا۔

ہمیں ابونصر نے اپنے والد اور انہوں نے عبداللہ بن محمد اور انہوں نے اسحٰق بن محمد فارسی انہوں نے احمد بن صباح ابی شریح اور انہوں نے یزید بن ہردق اور انہیں حجاج الحارہ اور رانہوں نے یحییٰ بن ابن کثیر انہوں نے عطا اور انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر سے گم ہوگئے میں آپ کی تلاش میں نکلی۔ اچانک میں نے آپ کو بقیع میں اس حالت میں پایا کہ آپ آسمان کی طرف سر بلند کر کے دیکھ رہے تھے۔ آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھتے ہی ارشاد فرمایا کہ تم نے اس بات کا فکر کیا تھا کہ خدا اور اس کا رسول تم پر ظلم کرے گا۔ میں نے عرض کی۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا خیال تھا آپ کسی دوسری زوجہ مطہرہ کے گھر گئے ہوں گے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ شعبان کی درمیانی رات کو آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ اور قبیلۂ کلب کی بکریوں کے بالوں جتنے گنہگار بخشے جاتے ہیں۔

ابونصر نے اپنے والد اور وہ باسناد مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ اور

وہ ہشام بن عروہ اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا کہ اللہ تعالیٰ چار راتوں کو رحمتوں کے دروازے کھول دیتا ہے۔ شب عیدالاضحیٰ، شب عیدالفطر، شب وسط شعبان ان راتوں میں لوگوں کی عمریں دراز ہوتی ہیں اور رزق میں کشائش ہوتی ہے۔ حاجیوں کا شمار ہوتا ہے۔ اور عرفہ کی رات صبح تک یہی کام ہوتا ہے۔

ابونصر اپنے والد سے بوساطت المزح حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ماہ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کی طرف نظر کرتا ہے۔ اور اس کو عذاب سے نجات مل جاتی ہے۔ اس طرح ہر روز دس لاکھ بندوں کو آگ سے آزاد فرمایا جاتا ہے۔

ابونصر اپنے والد سے باسناد ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا کہ جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔

مہیر شیخ ابوالبرکات نے احمد بن علی حافظ سے باسناد ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب مہینوں کا سردار رمضان ہے۔ اس کی حرمت ذوالحجہ سے بھی افضل ہے۔

شیخ ابوالبرکات روایت کرتے ہیں کہ فضل بن محمد قصار اصفہانی نے مختلف واسطوں سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ دنیا کے تمام دنوں سے افضل ذوالحجہ کے دس دن ہیں ان ایام کے برابر

ایام جہاد بھی نہیں مگر وہ آدمی جس نے اپنا چہرہ مٹی سے آلودہ کرلیا۔

شیخ ابوالبرکات نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عشرہ ذوالحجہ کے نیک اعمال سے بڑھ کر کسی دن کے اعمال خدا کے ہاں پسندیدہ نہیں صحابہ نے عرض کی ''جہاد فی سبیل اللہ بھی افضل نہیں؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں! مگر جو آدمی اپنا جان و مال جہاد میں نثار کردے وہ بہتر ہے۔

شیخ ابوالبرکات نے حضرت جابر کی روایت نقل کرتے ہوئے بتایا کہ جس شخص نے ذوالحجہ کے عشرہ کے روزے رکھے۔ خدا تعالیٰ اسے ہر روزے کے عوض سال بھر کے روزوں کا ثواب عنایت کرے گا۔

وجہ ملقب بہ محی الدین

آپ کی تصنیف غنیۃ الطالبین ایک مرید صادق کیلئے اکثیر اعظم کی حیثیت رکھتی ہے یہ کتاب ''عقاید عبادات'' اخلاقیات اور احوال قیامت پر مشتمل ہے۔ اور اس میں اخبار و آثار پائے جاتے ہیں۔

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا تھا کہ آپ کا لقب محی الدین کیسے پڑگیا۔ آپ نے فرمایا کہ ۵۱۱ھ میں برہنہ پا بغداد کی طرف آ رہا تھا۔ راستہ میں مجھے ایک بیمار شخص نحیف البدن متغیر رنگ پڑا ملا اس نے مجھے السلام علیکم کہہ کر میرا نام لے کر پکارا اور اپنے قریب آنے کو کہا۔ جب میں قریب پہنچا تو اس نے مجھے سہارا

دینے کو کہا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس کا جسم صحتمند ہونے لگا۔ اور رنگ و صورت صحتمند نظر آنے لگی۔ میں دیکھ کر ڈر گیا۔ اس نے مجھے پوچھا کیا مجھے پہچانتے ہو۔ میں لاعلمی کا اظہار کیا تو کہنے لگا۔ میں دین ہوں جیسے دین اسلام آپ دیکھ رہے تھے۔ میں موجودہ معاشرہ میں بڑی قابل رحم حالت میں تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی کوشش سے ازسرنو زندگی بخشی۔

شیخ ابومدین شعیب اور جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

شیخ جلیل ابوصالح مغربی کا بیان ہے کہ مجھے سید شیخ ابومدین قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ بغداد میں سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے پاس جاکر فقر حاصل کرو۔ میں بغداد گیا آپ کی زیارت کی مجھے ساری زندگی میں اتنا باہیبت انسان نہیں ملا تھا۔ آپ نے مجھے ریاضت کیلئے متواتر ایک سو بیس (۱۲۰) دن تک چلہ کشی کرائی اور پھر پاس آکر مجھے قبلہ کی طرف دیکھنے کو کہا۔ میں نے بغداد میں کھڑے شیخ ابومدین کو دیکھ لیا آپ نے مجھے پوچھا کہ شیخ ابومدین کے پاس جانا چاہتے ہو یا یہاں قیام کرو گے۔ میں نے شیخ کے پاس جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو آپ نے فرمایا کہ ایک قدم میں جاؤ گے یا جیسے آئے تھے میں نے عرض کیا جیسے آیا تھا آپ نے فرمایا یہ اچھی بات ہے اور مزید کہا کہ جب تک تم اس سیڑھی پر نہ چڑھو گے فقر حاصل نہیں ہوگا۔ یہ سیڑھی ''توحید'' ہے جو ہر ناپاکی کو محو کر دیتی ہے۔ میں نے عرض کی مجھے اس راہ میں آپ کی مدد درکار ہے آپ نے ایک نظر مجھے دیکھا تو میرا دل خواہشات و تفکرات

سے صاف ہوگیا۔ اور مجھے محسوس ہونے لگا کہ میرے دل کی سیاہیاں دھل گئیں ہیں اور میں نور باطن سے اب ہر چیز کو دیکھتا ہوں۔

آپ کا پہلا حج بیت اللہ

جناب سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں پہلی دفعہ بغداد سے حج بیت اللہ کو روانہ ہوا تو یکہ وتنہا تھا۔ جب میں مناۃ ام القرآن کے پاس پہنچا۔ مجھے شیخ عطا مسافر نظر آئے وہ بھی تنہا ہی کعبۃ اللہ کی طرف جارہے تھے وہ جوانی کے عالم میں تھے مجھے انہوں نے پوچھا کہ کہاں جارہے ہو اور تمہارے ساتھ کون ہے میں نے بتایا کہ مکہ کو اکیلا ہی جارہا ہوں۔ چنانچہ دونوں ساتھی بن کر ایک جنگل میں پہنچے ہمیں ایک برقعہ پوش حبشی عورت نہایت نحیف بدن میں ملی مجھے غور سے دیکھ کر پوچھنے لگی کہ نوجوان تم کہاں سے آئے ہو؟ میں نے بتایا کہ میرا وطن گیلان ہے وہ کہنے لگی تم نے مجھے تھکا دیا ہے۔ میں حبشہ میں تھی تو مجھے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دل پر تجلی کی ہے اور اپنے فضل سے تجھے وہ عنایت بخشی ہیں جو اس زمانہ میں کسی دوسرے کو نصیب نہیں اس لئے میری دلی خواہش تھی کہ آپ سے ملاقات کروں پھر اس نے کہا کہ میں آپ کے ہمراہ رہوں گی۔ اور روزہ افطار بھی آپ کے ساتھ ہی کروں گی۔ ہم راستے کے ایک طرف اور وہ دوسری طرف چلتی رہی حتیٰ کہ شام کے وقت آسمان سے ایک طباق اترا جس میں چھ روٹیاں سرکہ اور سبزی تھی حلبشن عورت کہنے لگی کہ اللہ نے میری عزت

رکھ لی ورنہ ہر روز وہ مجھے دو روٹیاں بھیجا کرتا ہے ہم نے دو دو روٹیاں کھا کر اللہ کا شکر ادا کیا۔ اور پھر ہمیں تین کوزے ایسے میٹھے پانی کے ملے جن کی تشبیہہ ہم دنیاوی پانی سے نہیں دے سکتے اس کے بعد وہ عورت غائب ہوگئی۔ جب ہم مکے پہنچے اور طواف کعبہ کے دوران اللہ تعالیٰ کی طرف سے شیخ عدی پر انوار تجلی الٰہی نازل ہوئے ان پر غش آ گیا۔ بعض لوگ کہنے لگے کہ وہ مر گئے مگر اس عورت نے بڑھ کر ہلایا اور کہا کہ جس اللہ تعالیٰ نے تمہیں مارا ہے وہ زندہ بھی کر سکتا ہے وہ ذات پاک ہے جس کے سامنے حادثات دنیا نہیں ٹھہر سکتے۔ اس کے ظہور صفات کے وقت کائنات قائم نہیں رہ سکتی۔ تاوقتیکہ وہ اپنی خاص مدد نہ فرمائے۔ اس کے جلال کے سامنے عقلیں ششدر رہ جاتی ہیں اور علمائے عقل کی ذہانت دنگ رہتی ہے۔

حضرت سید شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسی طواف میں اللہ تعالیٰ کے انوار مجھ پر نازل ہونے لگے۔ اور مجھے یہ خطاب ہوا کہ عبدالقادر رضی اللہ عنہ ظاہری تجرید کو ترک کر دو۔ تفرید توحید اور تجرید توحید اختیار کرو ہم اپنی نشانیوں سے بعض عجائبات کا مشاہدہ کرائیں گے۔ اپنی مراد کو ہماری مراد پر ثابت نہ کرو۔ اور اپنے استقلال و ثابت قدمی کا مظاہرہ کرو اور ہمارے تصرف کے بغیر کسی کے تصرف کو قبول نہ کرو۔ تمہارے لئے ہمارا شہود ہمیشہ رہے گا۔ اور خدمت خلق کیلئے بیٹھ جاؤ۔ کیونکہ ہمارے بعض خاص بندوں کو تمہارے ہاتھ سے فیض حاصل ہوتا ہے۔ وہ ہمارے مقرب بن جائیں گے۔

اس عورت نے مجھے دیکھ کر کہا مجھے معلوم نہیں آج آپ کس حال میں ہیں۔ مگر میں اتنا دیکھ رہی ہوں کہ نور کے خیمے تمہارے سر پر لگے ہوئے ہیں آپ جیسے لوگوں کے احوال معلوم کرنے کیلیئے لوگ بڑے آرزو مندر ہتے ہیں یہ کہتے ہی وہ چلی گئی اسکے بعد میں نے اسے نہیں دیکھا۔

شیخ ابو حفص عمر بن مسعود بن بزاز بغدادی نے لکھا ہے کہ قضیب البیان قدس سرہ سے حضرت سید عبدالقادر جیلانی کے متعلق پوچھا گیا تو فرمانے لگے وہ ولی مقرب ہیں اور اللہ کے صاحب حال ہیں۔ قدم راسخ کے مالک ہیں پھر پوچھا گیا کہ ہم نے انہیں کبھی نماز پڑھتے نہیں دیکھا تو فرمانے لگے وہ ایسی جگہ نماز پڑھتے ہیں جہاں تمہاری نگاہیں نہیں پہنچ سکتیں کوئی رات اور کوئی دن ایسا نہیں گذرتا جس میں انہوں نے اپنے فرائض ادا نہ کیئے ہوں میں نے دیکھا ہے کہ جب وہ شہر موصل میں نماز پڑھتے تھے تو ان کی سجدہ گاہ کعبۃ اللہ ہوا کرتی تھی۔

وہی حضرت شیخ ابو حفص فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ شیخ علی بن ہیتی بیمار تھے۔ میں ان کے پاس گیا حضرت غوث پاک بھی تشریف فرما تھے۔ آپ نے اپنے خادم ابوالحسن جوسقی کو دستر خوان بچھانے کا حکم دیا دستر خوان بچھا کر سوچنے لگا کہ دونوں محترم ہیں پہلے کس کے سامنے کھانا رکھوں پھر اس نے دستر خوان کے چاروں طرف کھانا سجا دیا تا کہ تقدم و تاخر کا احساس پیدا نہ ہو۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے جب اس ملازم کے سلیقہ کی تعریف کی تو شیخ علی ہیتی نے فرمایا میں اور وہ آپ کے خادم ہیں۔ یہ آپ کی تربیت کا اثر ہے۔

بیابان عراق میں حضرت خضر سے ملاقات

حضرت سیدنا غوث الاعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے فرمانے لگے میں پچیس سال تک تن تنہا بیابانوں اور ویرانوں میں ریاضت کرتا رہا۔ چالیس سال تک صبح کی نماز عشاء کی نماز کے وضو سے ادا کی اور پندرہ سال تک عشاء کی نماز کے بعد ایک پاؤں پر کھڑا ہو جاتا اور صبح تک قرآن پاک ختم کرتا تھا۔ ایک رات سیڑھی پر چڑھتے ہوئے میرے نفس نے مجھے کہا ''اگر تم ایک گھڑی سونے کے بعد اٹھو تو کیا اچھا ہو''! یہ خیال آتے ہی میں وہاں کھڑا ہوگیا اور قرآن پڑھنا شروع کر دیا۔ حتیٰ کہ تمام قرآن ختم کر دیا۔

بسا اوقات مجھے تیس سے چالیس روز تک کھانا کھائے بغیر گذارنے پڑتے تھے ابلیس میرے پاس آتا تو میرے سامنے ایک اونٹ کھا کر بھاگ جاتا۔ دنیا اپنی ساری عیش سامانیو اور جمال و آسائش کے ساتھ میرے سامنے آتی تو میں اسے نظر انداز کر دیتا۔

میں ''برج عجمی'' میں گیارہ سال تک رہا ہوں میں نے وہاں اپنے اللہ سے عہد کیا تھا کہ جب تک مجھے کھانے اور پینے کیلئے نہ کہا جائے گا۔ میں کچھ نہیں کھاؤں گا اور نہ ہی کچھ پیئوں گا۔ ایسی حالت میں مجھے ایک دفعہ چالیس دن گذر گئے۔ ایک شخص نے آ کر میرے سامنے روٹی اور پانی رکھا۔ میرے نفس نے خواہش کا اظہار کیا کہ کچھ کھا لے۔ مگر میں نے عہد کرلیا کہ اللہ کی قسم جب تک میرا مقصد پورا نہیں ہوگا۔

کھانے پینے کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا اسی حالت میں میرے نفس کے اندر سے ایک شور برپا ہوا اور بھوک بھوک پکارنے لگا۔ مگر میں نے کچھ پرواہ نہ کی حتیٰ کہ شیخ ابوسعید مخزومی رضی اللہ عنہ وہاں سے گذرے اور شور سن کر پوچھنے لگے کہ عبدالقادر یہ شور کیسا ہے۔ میں نے عرض کیا یہ نفس کا اضطراب ہے مگر میری روح مطمئن اور پرسکون ہے اور اپنے اللہ کے ساتھ راغب ہے مجھے فرمایا گیا کہ ''باب ازج'' تک آؤ یہ کہہ کر آپ چلے گئے۔ میرے پاس حضرت ابوالعباس خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمانے لگے اٹھو! اور ابوسعید کی طرف چلو! جب میں وہاں پہنچا تو آپ اپنے دروازے پر کھڑے میرا انتظار کر رہے تھے۔ کہنے لگے۔ عبدالقادر رضی اللہ عنہ میرا کہنا تمہارے لئے کافی نہ تھا حضرت خضر علیہ السلام کو آنا پڑا مجھے اپنے گھر لے گئے اور اپنے ہاتھ سے روٹی کھلائی اور جب میں سیر ہو گیا تو اپنے ہاتھ سے خرقہ پہنایا۔

اس واقعہ سے پہلے مجھے ایک سفر میں ایک ایسا شخص ملا جسے میں پہلے نہیں جانتا تھا۔ اس نے مجھے پوچھا تمہیں کسی کے ساتھ رہنے کی خواہش ہے۔ جب میں نے اثبات میں جواب دیا تو کہنے لگا کہ تم میری مخالفت تو نہیں کرو گے میں نے وعدہ کیا تو ایک جگہ کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا۔ یہاں بیٹھ جاؤ اور میں ابھی آتا ہوں ایک سال گذر گیا وہ نہ آیا۔ سال کے بعد چند لمحے وہ میرے پاس آ کر بیٹھا اور اٹھتے ہوئے کہنے لگا میں جب تک دوبارہ نہ آؤں یہاں سے نہ جانا۔ ایک سال گذرنے کے بعد پھر آیا اور مجھے وہاں دیکھ کر کہنے لگا اب

اپنے مکان سے باہر نہ جانا جب تک میں نہ آؤں۔ پھر وہ ایک سال تک غائب رہنے کے بعد آیا اور اس کے پاس روٹی اور کچھ دودھ تھا۔ اور کہنے لگا میں خضر ہوں اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے ساتھ کھانا کھاؤں گا۔ ہم دونوں نے یہ کھانا سیر ہوکر کھایا اور مجھے کہنے لگا اب تم بغداد جاؤ اور خلق خدا کو ہدایت میں مشغول ہونے کی تلقین کرو۔

ہم دونوں بغداد میں داخل ہو رہے تھے تو کسی نے آپ سے پوچھا کہ اُف تین سالوں میں آپ کیا کھاتے رہے آپ نے فرمایا لوگوں کی بچی کھچی چیزیں۔

خلیفہ مستنجد باللہ کی حاضری

شیخ ابوالعباس حسینی موصلی فرماتے ہیں کہ ہم بغداد میں سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے مدرسہ میں بیٹھے تھے کہ عباسی خلیفہ مستنجد باللہ المظفر یوسف عباسی آئے اور آپ کو سلام کر کے بیٹھ گئے اور سونے کے دیناروں سے بھری دس تھیلیاں پیش کیں۔ آپ نے فرمایا مجھے اس دولت کی ضرورت نہیں جب خلیفہ نے اصرار کیا تو آپ نے ایک تھیلی دائیں اور ایک بائیں ہاتھ میں لے کر نچوڑی تو اس میں سے خون بہنے لگا۔ آپ نے فرمایا ابوالمظفر تمہیں حیاء نہیں آتی کہ عوام کا خون اکٹھا کر کے میرے پاس لے آئے ہو۔ خدا کی قسم اگر مجھے آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام نہ ہوتا تو اس خون کو اتنا بہنے دیتا کہ تمہارے محلوں تک پہنچتا۔ خلیفہ کو یہ واقعہ دیکھ کر غش آ گیا۔

ابو العباس حسین کہتے ہیں ایک دن میں نے خلیفہ کو آپ کی خدمت میں بیٹھے دیکھا۔ خلیفہ کہنے لگا مجھے کوئی ایسی کرامت دکھایئے۔ جس سے میرا دل مطمئن ہو جائے آپ نے فرمایا کیا چاہتے ہو۔ خلیفہ نے کہا مجھے اس وقت سیب درکار ہیں (اس موسم میں سیب سارے بغداد میں نہیں تھے) آپ نے ہاتھ پھیلا کر دو سیب پکڑے ایک خلیفہ کو دے دیا اور خود ایک رکھ لیا جب آپ نے اپنا سیب توڑا تو اس میں سے کستوری کی سی خوشبو نکلی اور خلیفہ نے توڑا تو اس کے اندر سے کیڑے نکلے خلیفہ نے تعجب سے پوچھا کہ معاملہ کیا ہے آپ نے فرمایا کہ ظالم کا ہاتھ لگنے سے پھلوں میں بھی کیڑے پڑ جاتے ہیں۔

ابو غالب اور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

مشائخ کرام کی ایک جماعت نے معتبر اسانید سے روایت کی ہے کہ آپ کی خدمت میں بغداد کا ایک مشہور تاجر ابو غالب حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ آپ کے جد امجد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسے کوئی شخص دعوت دے اسے قبول کر لینی چاہیے۔ اندریں حالات میں اپنے غریب خانہ میں آپ کو قدم رنجہ فرمانے کی زحمت دیتا ہوں۔ چند لمحے آپ نے مراقبہ فرما کر کہا اچھا چلو! آپ اپنے خچر پر سوار ہوئے تو شیخ ابن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے دائیں رکاب کیساتھ چل رہے تھے اور اس تاجر کے گھر پہنچے وہاں دیکھا کہ بغداد کے بڑے بڑے رؤساء مشائخ اور علماء جمع ہیں اور دستر خوان بچھا

ہوا ہے۔ جس پر انواع و اقسام کے کھانے چنے ہیں، اسی اثناء میں ایک بڑا سا مٹکا جس کا منہ بند تھا لایا گیا اور دستر خوان کے ایک کونے میں رکھتے ہوئے ابو غالب نے کہا بسم اللہ کیجئے۔ مگر سیدنا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سر جھکائے بیٹھے رہے۔ آپ نے نہ تو خود کھایا اور نہ اپنے ساتھیوں کو حکم دیا۔ آپ کی ہیبت سے اہل مجلس بھی ہاتھ بڑھائے بغیر بے حس بیٹھے رہے اس واقعہ کا راوی کہتا ہے کہ آپ نے مجھے اور شیخ ہیتی کو حکم دیا کہ ہم اس مٹکے کو اٹھا لائیں۔ جب ہم نے مٹکا آپ کے سامنے رکھ دیا تو اس کا منہ کھول کر دیکھا تو ابو غالب کا بیٹا مفلوج اندھا اور لنگڑا اس مٹکے میں بند ہے آپ نے دیکھتے ہی فرمایا اٹھو! اور صحیح و سالم کھڑے ہو جاؤ۔ لڑکا صحتمند اور توانا ہو کر اٹھا اور دوڑنے لگا۔ یوں دکھلائی دیتا تھا کہ اسے کوئی بیماری نہیں ہے۔ یہ دیکھتے ہی لوگوں میں ایک شور برپا ہو گیا آپ آنکھ بچا کر مجلس سے چلے گئے اور کچھ نہ کھایا۔

رافضیوں کی آزمائش

ایک دفعہ چند شریر رافضی آپ کی خدمت میں دو منہ بند ٹوکرے لے آئے اور آپ سے سوال کیا کہ بتائیے ان ٹوکروں میں کیا ہے؟ آپ کرسی سے نیچے اترے اور ایک ٹوکرے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔ اس میں ایک لنگڑا لڑکا ہے۔ اپنے صاحبزادے سید عبدالرزاق کو حکم دیا کہ اس کا منہ کھول دو اور اس لڑکے کو کہا اٹھو! اور لڑکا اٹھ کر دوڑنے لگا۔ دوسرے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اس میں صحتمند و سالم لڑکا ہے منہ کھول کر حکم دیا کہ

باہر نکل کر بیٹھ جاؤ۔ جب وہ بیٹھ گیا تو تمام رافضی تائب ہو گئے اس دن آپ کی مجلس میں تین آدمی دہشت سے مر گئے۔

مشائخ عظام کی ایک اور جماعت نے روایت کی ہے کہ ایک عورت اپنے بیٹے کو آپکی خدمت میں لائی اور کہنے لگی میرے بیٹے کا دلی تعلق آپ کے ساتھ ہے اسلئے میں اپنا حق آپ کو دیتی ہوں اور اپنا بیٹا آپ کے حوالے کرتی ہوں آپ اسے قبول فرما کر اسے عبادت و ہدایت کا راستہ دکھائیں۔

ایک دن وہ عورت ان کے پاس آئی تو اپنے بیٹے کو بھوک اور پیاس کی شدت سے زرد پایا اور جو کی روٹی کے ٹکڑوں پر کفایت کرتا ہے۔ جب وہ عورت شیخ کے پاس آئی تو دیکھا کہ ایک پلیٹ میں مرغ کی ہڈیاں پڑی ہیں جسے آپ نے کھایا تھا۔ اس عورت نے شکایت کرتے ہوئے کہا آپ تو مرغ کھاتے ہیں مگر میرا بیٹا فاقہ کشی کر رہا ہے۔ آپ نے ہڈیوں پر ہاتھ رکھ کر کہا اللہ کے حکم سے اٹھ وہ مرغ اٹھ کر ادھر ادھر گھومنے لگا۔ آپ نے فرمایا جب تمہارا بیٹا اس مقام پر پہنچ جائے گا اسے مرغ کھانے میں کوئی باک نہیں۔

ایک عجمی قافلے کی دستگیری

بعض مشائخ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت سیدنا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں بیٹھے تھے کہ آپ نے اٹھ کر اپنی کھڑاویں پہن لیں اور وضو کر کے دو رکعت نفل ادا کرنے لگے۔ نماز کے بعد سخت آواز

کے ساتھ اپنا ایک کھڑاؤں پکڑ کر ہوا میں پھینکا جو ہماری نظروں سے غائب ہوگیا۔ پھر دوسرا پھینکا جو دیکھتے ہی دیکھتے غائب ہوگیا آپ اپنی جگہ پر بیٹھ گئے ہم میں سے کسی ایک کو حقیقت حال معلوم کرنے کی جرأت نہ ہوئی ایک ماہ گذرنے کے بعد بلادعجم سے ایک کارواں بغداد پہنچا تو میر کارواں کہنے لگا ہمارے پاس حضرت غوث الاعظم کیلئے نذر ہے لوگوں نے آپ سے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا وہ نذر لے آئے قافلہ والوں نے ہمیں ایک من ریشمی کپڑا، اونی کپڑے اور بہت سا سونا اور وہ کھڑاوئیں بھی پیش کیں جو ایک ماہ پہلے آپ نے ہوا میں پھینکی تھیں۔

ہمارے دریافت کرنے پر انہوں نے بتایا کہ ہم ۳ صفر بروز اتوار ایک جنگل میں سفر کر رہے تھے کہ یکا یک عرب قزاقوں نے ہم پر حملہ کر دیا۔ ان کے دو سردار تھے۔ وہ لوگ ہمارے مال و اسباب لوٹ کر لے گئے اور بعض مسافروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا قافلہ لٹ چکنے کے بعد پاس ہی ایک وادی میں مال تقسیم کرنے لگے ہم نے وہاں ہی پکار کر کہا کہ اگر اس وقت شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ ہماری دستگیری فرمائیں تو ہم اتنی نذر آپ کی خدمت میں پیش کریں گے ہمیں اس اثناء میں وادی میں ایسے نعرے سنائی دیئے جس سے ساری وادی گونج اٹھی اور وہ ڈاکو دہشت زدہ ہوگئے ہمارا خیال تھا کہ ان ڈاکوؤں پر کوئی دوسرے قزاق حملہ آور ٹوٹ پڑے ہیں مگر تھوڑی دیر بعد چند ڈاکو ہانپتے ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے اپنا مال واپس لے لو اور وہاں چل کر دیکھو ہم پر کیا

گذری ہم وہاں پہنچے تو دیکھا کہ دونوں سردار مردہ پڑے ہیں اور ہر ایک کے پاس بھیگی ہوئی ایک ایک کھڑاوں پڑی ہے۔ ہمارے مال و متاع واپس کرتے ہوئے کہنے لگے یہ کوئی سربستہ راز ہے۔ جسے ہم نہیں سمجھ سکے۔

نہاوند کا شبانہ سفر

شیخ ابوالحسن بغدادی کہتے ہیں کہ میں سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مدرسۂ بغداد میں پڑھا کرتا تھا۔ میں اکثر رات بیدار رہتا تاکہ آپ کو کوئی ضرورت ہو تو میں کام آسکوں ایک رات آپ اپنے گھر سے باہر نکلے میں نے آپ کو پانی کا لوٹا پیش کیا تو آپ نے نہ لیا۔ مدرسہ کے دروازے پر پہنچے تو وہ خود بخود کھل گیا۔ جب آپ باہر تشریف لے گئے تو میں دبے پاؤں پیچھے ہولیا۔ میرا خیال تھا کہ میرے متعلق آپ کو علم نہ ہوگا۔ جب آپ شہر کے دروازے پر پہنچے تو وہ دروازہ بھی خود بخود کھل گیا۔ ہم تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ ایک شہر دکھائی دیا یہ شہر میرے لئے تو نیا تھا۔ ہم ایک مکان میں پہنچے جس کے صحن میں چھ آدمی بیٹھے تھے۔ انہوں نے آپ کو دیکھتے ہی سلام کیا۔ میں ایک ستون کی اوٹ میں کھڑا ہوگیا۔ تھوڑی دیر بعد گھر سے رونے کی آواز آئی جو تھوڑی دیر کے بعد بند ہوگئی اسی اثناء میں ایک شخص آواز کی طرف بڑھا۔ اور ایک آدمی کو کندھے پر اٹھائے باہر لایا۔ ایک اور شخص بڑی بڑی مونچھوں والا باہر سے آکر آپ کے سامنے دوزانوں

ہوگیا۔ آپ نے اسے کلمہ پڑھایا اور بال ترشوائے اسے خرقہ پہنا کر محمد نام رکھا۔ اور فرمایا میں نے حکم دیا ہے کہ یہ میت کا بدل قرار پائے اس نے کہا بسر وچشم! آپ اٹھے اور نکل کر واپس چلے تو میں بھی آپ کے ساتھ ہولیا۔ تھوڑی ہی دیر میں ہم بغداد کے دروازہ پر پہنچ گئے۔ میں اپنے مدرسہ میں آ گیا۔ آپ اپنے گھر چلے گئے دوسرے دن جب میں حلقہ درس میں بیٹھا تو آپ کی ہیبت سے میں پڑھ نہ سکتا تھا۔ آپ نے مجھے فرمایا۔ بیٹے! خوف نہ کرو۔ اور پڑھو! میں نے آپ کو قسم دے کر رات کے واقعہ کی تفصیل دریافت کی تو آپ نے فرمایا جس شہر میں تم پہنچے تھے اس کا نام نہاوند تھا وہ چھ ابدال تھے۔ اور رونے والا ساتواں ابدال تھا جب اس کی وفات کا وقت آیا تو میرا وہاں جانا ضروری تھا۔ اور وہ شخص جو کندھے پر اٹھائے ایک شخص کو لایا۔ وہ حضرت خضر تھے تاکہ آپ اسے دفن کرسکیں مگر جس شخص کو میں نے کلمہ پڑھایا وہ قسطنطنیہ کا ایک نصرانی تھا۔ میں نے حکم دیا کہ اس مردہ شخص کا بدل یہ قرار پائے گا۔ میرے ہاتھ پر اس نے توبہ کی اور اسلام لایا تھا۔ اب وہ بھی ان کیساتھ رہے اب تم عہد کرو کہ یہ واقعہ میری زندگی میں کسی کو نہ سناؤ گے۔

ایک لڑکی کی جنات سے رہائی

ابوسعید عبداللہ بن احمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں میری لڑکی فاطمہ بعمر سولہ سال ایک دن اپنے مکان کی چھت پر کھڑی تھی کہ اسے ایک جن اٹھا کر لے گیا میں نے یہ حالت اپنے محسن آقا

حضرت شیخ سید محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کی آپ نے فرمایا آج رات کرخ کے ویران خانہ میں فلاں ٹیلے پر بیٹھ کر اپنے اردگرد ایک دائرہ کھینچ کر بیٹھ جانا اور دائرہ کھینچتے وقت بسم اللہ علی نیۃ عبدالقادر پڑھنا رات کے اندھیرے میں تمہارے پاس جنات کے مختلف لشکر آئیں گے ان جنوں سے خوف زدہ نہ ہونا۔ علی الصبح جنوں کا بادشاہ تمہارے پاس آئے گا۔ اور تمہیں اپنی حاجت بیان کرنے کو کہے گا۔ تم اسے بتانا کہ مجھے حضرت سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے بھیجا ہے اور میری لڑکی یوں گم ہوگئی ہے۔

میں نے ٹیلے پر پہنچ کر حسب ارشاد دائرہ بنالیا۔ بڑے کریہہ المنظر جنات میرے اردگرد منڈلاتے رہے حتیٰ کہ ان کا بادشاہ بھی گھوڑے پر سوار جنات کا ایک عظیم لشکر لیکر آیا اور میرے سامنے کھڑے ہوکر کہنے لگا بھائی تمہاری کون سی خدمت بجا لاسکتا ہوں۔ جب میں نے حضرت شیخ کا نام لیا تو وہ احتراماً گھوڑے سے اتر آیا اور زمین بوسی کر کے دائرہ کے باہر بیٹھ گیا۔ اور مجھے اپنی حاجت بیان کرنے کو کہا میں نے اپنی بیٹی کا قصہ سنایا۔ تو اس نے اپنے لشکریوں سے دریافت کیا کہ یہ کام کس کا ہے مگر جب سب نے اپنی لاعلمی کا اظہار کیا تو ایک سرکش جن حاضر کیا گیا جس کے پاس لڑکی تھی۔ جنوں نے بتایا کہ یہ سرکش جن چین کے جنات میں سے ہے بادشاہ نے کہا کہ اس لڑکی کو سید غوث اعظم کے شہر سے تم کیوں اٹھا لائے۔ اس نے کہا مجھے اچھی لگی تھی بادشاہ نے کہا اس مردود کا سر قلم کردو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور لڑکی میرے حوالے کردی

گئی۔ میں نے بادشاہ کی تعریف کرتے ہوئے کہا تم جیسا فرمانبردار میں نے کہیں نہیں دیکھا وہ کہنے لگا کیوں نہ ہو حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ گھر بیٹھے سرکشوں پر ایک نگاہ ڈالتے ہیں تو وہ ڈر کر غاروں میں منہ چھپاتے پھرتے ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن وانس میں سے بھی قطب مقرر کرنے کا اختیار دے رکھا ہے۔

شیخ ابن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک صاحب حال کی سفارش

ایک دن شیخ ابن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے گھر گئے تو آستان غوثیہ پر ایک شخص زبوں حال پڑا ہوا تھا۔ شیخ کا دامن تھام کر کہنے لگا میری سفارش کر دو۔ جب آپ کے پاس آئے تو اس نوجوان کی سفارش کی تو آپ نے فرمایا تمہاری خاطر اس سے در گذر کرتا ہوں۔ شیخ ہیتی رحمۃ اللہ علیہ نے اس نوجوان کو بشارت دی تو وہ فوراً بازو ہلا کر ہوا میں اڑ گیا۔ جب حضرت شیخ سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے صورتحال معلوم کی گئی تو آپ نے بتایا کہ یہ نوجوان ہوا میں اڑتا جا رہا تھا اور دل میں کہتا تھا آج بغداد میں کوئی صاحب حال نہیں ہے تو میں نے اس کے غرور نفس کو توڑنے کیلئے یہ حال کر دیا تھا۔

جامع مسجد میں عوام الناس کی بے تابی

شیخ عمر بزاز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک جمعہ کو میں حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ہمراہ جامع مسجد کی طرف روانہ ہوا تو کسی شخص نے آپ کو سلام تک نہ کیا میں نے دل میں اظہار تعجب کیا

کہ اس قدر لوگوں کا اژدہام اور یہ بے التفاتی۔ میں سوچ ہی رہا تھا۔ تو آپ زیرلب مسکرا دیئے تو تمام لوگ آپ کو سلام کرنے لگے حتیٰ کہ اس انبوہ کثیر میں میں آپ سے جدا ہوگیا میں نے دل میں کہا کہ اس حالت سے تو پہلی حالت اچھی تھی آپ نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا۔ تم ہی یہ بات پسند کرتے تھے تم نہیں جانتے عوام الناس کے دل میرے ہاتھ میں ہیں میں جب چاہوں انہیں متوجہ کرلوں اور جب چاہوں انہیں پھیر دوں۔

شیخ ابوالبقا محمد بن ازہر صبر فینی کہتے ہیں میں اللہ سے دعا کیا کرتا تھا کہ مجھے رجال الغیب میں سے کسی سے ملاقات ہو تو کیا بات ہے ایک رات میں نے خواب میں امام احمد بن حنبل کی قبر کی زیارت کی۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص قبر کے پاس بیٹھا ہے میرے دل میں خیال آیا یہ رجال الغیب میں سے ہوگا جب میں بیدار ہوا تو دل میں خواہش ہوئی کہ میں اسے بیداری میں دیکھ لوں۔ میں دن کے وقت امام کی قبر پر حاضر ہوا تو دیکھا وہ شخص قبر کے پاس بیٹھا ہے وہ شخص زیارت کرتے ہی وہاں سے نکلا میں بھی اس کے تعاقب میں نکل پڑا جب میں دجلہ کے کنارے پہنچا تو میں نے دیکھا کہ اس کا ایک قدم سارے دجلہ کو عبور کرنے کیلئے کافی ہے میں نے زور سے اسے قسم دی کہ خدا کیلئے ٹھہر کر میری بات سن لے وہ ٹھہر کر بولا بتاؤ میں نے پوچھا تم کس مذہب پر ہو۔ اس نے کہا ''حنیفاً مسلماً وَمَا اَنَا مِنَ المشرکین'' میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ وہ حنفی المذہب ہے۔ وہ شخص چلا گیا۔ میں نے دل میں

کہا یہ واقعہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے دریافت کرونگا۔ میں آپ کے مدرسہ میں پہنچا تو آپ نے مجھے اندر آنے کا حکم دیا اے محمد! آج مشرق و مغرب میں میرے بغیر کوئی ولی اللہ حنفی المذہب نہیں ہے یہ کہتے ہی دروازہ بند کر دیا۔

ابو عبداللہ موصلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ شیخ ابوالمعالی بغدادی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے میرے بیٹے محمد کو ۱۵ ماہ سے بخار نہیں چھوڑتا۔ آپ نے فرمایا اس کے کان میں کہہ دو کہ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اسے چھوڑ کر دجلہ کی طرف چلے جاؤ میں نے ایسے ہی کیا میرا بیٹا صحت مند ہوگیا۔ اور خبر آئی کہ دجلہ والوں کو اکثر بخار آنے لگا ہے۔

ابو حفص عمر بن صالح بغدادی اپنی اونٹنی ہانکتے ہوئے حضرت غوث الاعظم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے میں حج بیت اللہ کو جانا چاہتا ہوں اور میری اونٹنی سفر کے قابل نہیں اور بجز اس کے میری کوئی دوسری سواری بھی نہیں۔ جناب غوث الاعظم نے اونٹنی کی پیشانی پر ہاتھ رکھا اور پھر ایک ایڑی لگائی تو اونٹنی بیت اللہ تک کسی سے پیچھے نہیں رہی۔

جب حضرت ابوالحسن ازجی رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے تو سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ عیادت کو تشریف لے گئے۔ آپ نے ان کے گھر ایک کبوتری اور ایک قمری بیٹھے دیکھے ابوالحسن ازجی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ کبوتری چھ ماہ سے انڈے نہیں دیتی اور یہ قمری ۹ ماہ سے نہیں بولتی آپ

نے کبوتری کے پاس کھڑے ہو کر کہا۔ اپنے مالک کو فائدہ پہنچاؤ اور قمری کو کہا اپنے خالق کی تسبیح بیان کرو۔ قمری اس دن سے ایسا بولتی کہ اہل بغداد سن کر محظوظ ہوتے اور کبوتری عمر بھر انڈے دیتی رہی۔

شریف حسینی موصلی کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی ۱۳ سال خدمت کی ہے میں نے اس طویل عرصہ میں آپ کے بدن پر مکھی بیٹھی نہیں دیکھی اور نہ ہی آپ نے کبھی ناک جھاڑا۔ اور نہ ہی آپ کسی بڑے آدمی کی تعظیم کیلئے کھڑے ہوئے اور نہ کبھی کسی بادشاہ کے پاس گئے ہیں کسی حاکم کے بچھونے پر نہیں بیٹھے اور کسی بادشاہ کے دستر خوان پر کھانا نہیں کھایا آپ بادشاہوں اور امراؤ کے فروش فرش پر استراحت کرنا عقوبت خیال کرتے تھے۔ بعض اوقات آپ کے پاس وزراء اور اکابر آتے تھے آپ اٹھکر گھر چلے جاتے جب وہ آکر بیٹھ جاتے تو گھر سے آتے تاکہ اہل دنیا کیلئے کھڑا نہ ہونا پڑے۔

حضرت ابوالبرکات سے پوچھا گیا۔ کبھی شیخ کے کپڑے پر مکھی بیٹھی ہے تو انہوں نے کہا میں نے نہیں دیکھی جناب غوث پاک رضی اللہ عنہ نے اپنی مجلس میں فرمایا مکھی میرے پاس کیوں آئے میرے پاس نہ دنیاوی مٹھاس ہے اور نہ اخروی شہد۔ میرا تو سب کچھ اللہ ہی ہے آپ تقویٰ کا سبق اس استاد سے تازہ کراتے تھے۔

وَمَا یَنفَعُ الْاعْرَابُ اِنْ لَّمْ یَکُنْ تَقِیْ

وَمَا ضَرَّ ذَا تقویٰ لِیسَانُ مُعْجَم

اگر تقویٰ نہ ہو تو عربی ہونا کوئی فائدہ نہیں۔ صاحب تقویٰ کو عجمی

زبان کی ضرورت نہیں۔

سانپ اور جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

احمد بن صالح بن شافعی جیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں مدرسہ نظامیہ میں جناب غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں بیٹھا تھا۔ اس مجلس میں وقت کے اکثر علماء وفقہاء موجود تھے اور آپ کا موضوع قضا و قدر تھا ایک بہت بڑا سانپ چھت سے گرا اور آپ کی گود میں آپڑا۔ یہ واقعہ اتنی تیزی سے ہوا کہ حاضرین مجلس بدحواسی میں بھاگ نکلے وہ سانپ بڑی تیزی کے ساتھ آپ کے چغے کے اندر گھس کر سارے بدن کے اردگرد پھرنے لگا اور پھر چھاتی سے نکل کر گلے کے گرد لپیٹ گیا۔ اس واقعہ کے باوجود نہ تو آپ اپنی جگہ سے ہلے اور نہ ہی سلسلۂ کلام منقطع کیا۔ چند لمحوں بعد سانپ اترا اور زمین پر آپ کے سامنے کھڑ ہوکر کچھ کہنے لگا جسے ہم نہ سمجھ سکے اور پھر وہ چلا گیا لوگ واپس آگئے اور آپ کی خیریت پوچھی اور معلوم کرنا چاہا کہ اس سانپ نے آپ سے کیا کہا۔ آپ نے فرمایا وہ کہتا تھا کہ میں نے اپنی لمبی زندگی میں بہت سے اولیاء اللہ کو دیکھا ہے مگر آپ جیسا ثابت قدم نہیں دیکھا میں نے اسے بتایا کہ جب تم چھت سے گرے تو میں قضا و قدر کے موضوع پر گفتگو کر رہا تھا۔ مجھے معلوم تھا کہ تم قضا و قدر کے حکم کے بغیر نہ کچھ کر سکتے ہو اور نہ مجھے نقصان پہنچا سکتے ہو میں اس بات کا عملی مظہر بننا چاہتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ میں ثابت قدم رہا۔

سید عبدالرزاق کی خوشخبری

ابی زرعہ طاہر مقدس نے روایت کی ہے کہ میں حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر ہوا تو وہ فرما رہے تھے کہ آج میری گفتگو ان لوگوں کیلئے ہے جو کوہ قاف کے اس پار سے آکر میری مجلس میں شرکت کر رہے ہیں ان کے قدم ہوا میں اور ان کے دل حضرت قدس میں ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ شدت شوق سے ان کی ٹوپیاں اور ناک جل جائیں۔

آپ کے صاحبزادے سید عبدالرزاق[1] اس وقت منبر کے پائے کے پاس بیٹھے تھے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا لیکن تھوڑی دیر کے بعد غش کھا کر گر پڑے اور ان کا ناک جل اٹھا۔ آپ منبر سے نیچے اترے اور فرمایا عبدالرزاق! تم بھی ان میں سے ہو"۔

ابی زرعہ کہتے ہیں میں نے عبدالرزاق سے دریافت کیا کہ آپ کو غش کیوں آگیا تھا۔ آپ نے بتایا میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو ہزاروں لوگ سر جھکائے نہایت ذوق وشوق میں آپ کا کلام سن رہے ہیں۔ ان حضرت کا سلسلہ افق کے کناروں تک پھیلا ہوا تھا۔ بعض تو ادھر ادھر اظہار شوق میں دوڑتے نظر آتے تھے۔ مگر اکثر اپنی جگہ پر

---

[1] سید عبدالرزاق آپ کے صاحبزادوں میں سے تھے پورا نام شیخ تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق کنیت عبدالرحمٰن اور النوح تھی علوم کی تحصیل والد ماجد کے مدرسہ میں سے کی عراق میں منصب افتاء پر فائز رہے۔ جناب غوث پاک رضی اللہ عنہ کے ملفوظات "جلاء الخاطر" آپ کی کدوکاوش کا نتیجہ ہے یہ ملفوظات اہل فقر کیلئے سرمایہ حیات ہیں۔ آپ کی آخری آرام گاہ بغداد میں ہے۔ (سفینۃ الاولیاء داراشکوہ)

کانپ رہے تھے۔

سیدنا محی الدین جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے میری خواہش ہے کہ میں اولین زندگی میں بیابانوں اور جنگلوں میں پھرتا رہا ہوں تا کہ نہ میں لوگوں کو دیکھو۔ اور نہ وہ مجھے دیکھیں مگر اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ مجھ سے عوام الناس کو نفع پہنچے اس سفر کے دوران میرے ہاتھ پر پانچ سو سے زائد یہودی اور نصاریٰ ایمان لائے تھے اور ایک لاکھ سے زیاد قزاق اور بدمعاش لوگ میرے اخلاق سے متاثر ہوکر سچے مسلمان بن گئے۔[1]

ابومحمد مفرح بن بہنان بن برکات شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں جب سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرت پھیلنے لگی تو بغداد کے ایک گروہ علماء وفضلاء نے جمع ہوکر مشورہ کیا کہ آپ سے ایک ایک عالم علیحدہ علیحدہ موضوع پر گفتگو کرے آپ کا علماء امتحان لینا چاہتے تھے۔ چنانچہ وہ یکے بعد دیگرے آپ کی مجلس وعظ میں آتے اور سوال کرتے۔ اس دن میں بھی اس مجلس میں حاضر تھا کہ چند علماء مجلس میں آ کر بیٹھ گئے۔ میں نے دیکھا کہ جناب غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے سینے سے نور کی ایک کرن پھوٹ رہی ہے اس کرن کی چمک سے وہ علماء کرام حیران و مضطرب ہوگئے دیکھتے ہی دیکھتے وہ چلا اٹھے اور اپنے تن کے کپڑے پھاڑنے لگے اور سروں سے پگڑیاں اتار اتار کر زمین پر

---

[1] اس ترقی یافتہ دور کی کوئی بڑی سے بڑی تحریک بھی اصلاح معاشرہ اور تہذیب اخلاق کا اتنا عظیم کام نہیں کرسکی جتنا اس بے وسائل دور میں حضرت غوث الاعظم نے تن تنہا کیا۔

پھینک دیں اور منبر کے پاس پہنچ کر آپکے قدموں کے پاس اپنے سر رکھ دیئے اس واقعہ کو دیکھ کر سارے بغداد میں کہرام مچ گیا۔ غوث الاعظم رضی اللہ عنہ ایک ایک کو اپنے سینے سے لگاتے پھر اسے کہتے تمہارا سوال یہ تھا اس کا جواب یہ ہے۔

جب مجلس ختم ہوئی تو میں نے بعض علماء کرام سے معلوم کیا کہ تمہارا کیا حال ہے انہوں نے بتایا جب ہم مجلس میں بیٹھے تو یوں معلوم ہوا کہ ہم علم سے بالکل بے بہرہ ہیں اور جو کچھ پڑھا تھا وہ سب کچھ سلب ہوگیا ہے پھر جب آپ نے اپنے سینے سے لگایا تو علم کی روشنیاں واپس آگئیں ہمارے سوالات کے جوابات جو ہمیں دیئے گئے وہ پہلے ہمارے ذہن میں نہیں تھے۔

مجلس میں عراق کے اکابر مشائخ اور علماء کا اجتماع

شریف محمد ابن ازہر حسینی کی روایت ہے کہ حضرت شیخ سید عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں عراق کے اکابر مشائخ اور علماء حاضر ہوئے جن میں شیخ بقا[1] رحمۃ اللہ علیہ شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوالنجیب[2]

---

[1] شیخ بقا بن بطو رحمۃ اللہ علیہ بڑے باکمال صاحب کشف وشہود بزرگ تھے۔ جناب غوث پاک کی مجلس سے آپ نے بڑا فیض پایا۔ شیخ ابوالوفا رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے آپ کی نگاہ نے جناب غوث الاعظم کو مختلف کیفیتوں میں دیکھا تھا آپ کا سال وفات ۵۵۳ھ ہے مزار عالیہ ملک کے قصبات میں باب نوس میں ہے۔

[2] شیخ ابوالنجیب عبدالقاہر کا لقب ضیاء الدین تھا۔ سلسلۂ نسب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے سلسلۂ طریقت امام غزالی سے ملتا ہے (بقیہ اگلے صفحہ پر)

سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا نام قابل ذکر ہے میں نے اس مجلس میں شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی کو دیکھا جو بڑی دیر تک خاموش رہے اور کہا کرتے تھے میں جناب غوث پاک رضی اللہ عنہ کا کلام سننے کیلئے خاموش رہتا ہوں۔ شیخ عدی[۳] بن مسافر ایک دائرہ کھینچ کر کھڑے ہو جاتے تھے اور کہا کرتے تھے جس نے جناب سید عبدالقادر رضی اللہ عنہ کا کلام سننا ہو وہ اس دائرہ میں آجائے آپکے مخلصین اس دائرہ میں چلے جاتے اور جناب غوث پاک کی مجلس کا سارا پروگرام سنتے رہتے بعض اوقات یہ لوگ معہ تاریخ آپ کے کلام کو لکھتے جاتے۔ جب بغداد جاکر موازنہ کرتے تو لفظ بہ لفظ صحیح پاتے تھے۔ شیخ عدی بن مسافر جب دائرہ بناتے تو بغداد میں شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ اہل مجلس کو فرمایا کرتے شیخ عدی

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ سے آگے) سہروردی سلسلۂ تصوف میں منسلک تھے جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی مجالس سے بڑا استفادہ کیا تھا بڑے صاحب تصنیف تھے آپکا وصال ۱۲ جمادی الاآخر ۵۶۳ھ میں ہوا۔ مزار بغداد میں ہے۔

۳؎ شیخ عدی بن مسافر الشکامی الھنکاری رحمۃ اللہ علیہ بڑے صاحب کرامت بزرگ تھے۔ جناب غوث پاک کے پیر و مرشد حضرت شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ عقیل سنجی رحمۃ اللہ علیہ سے فیضیاب ہوئے شام میں آپ کی شخصیت مرجع خاص و عام تھی موصل میں آپ کی روحانی درس گاہ تصوف کی ضیاء باریوں کا منبع تھی۔ یہاں بیٹھے ہی آپ غوث پاک کا بغداد میں ہوتا ہوا درس سنا کرتے تھے یہی بزرگ ہیں جو جناب غوث پاک کے اولین سفر حج کے دوران ایک بیابان میں شریک سفر بنے اور کعبۃ اللہ تک ساتھ رہے شیخ عدی رحمۃ اللہ کا وصال ۵۵۷ھ میں ہوا۔ ابدی آرام گاہ جبل ہنکاریہ میں ہے۔

رحمۃ اللہ علیہ بھی شریک مجلس ہیں۔

ابوعبداللہ محمد بن ابوالفتح ہروی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ مجھے سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں وعظ سننے کا اتفاق ہوا تو آپ اپنے حال میں مستغرق ہوکر فرمانے لگے اگر اللہ چاہے تو میرا کلام سننے کیلئے ایک سبز پرندہ بھیج سکتا ہے دیکھتے ہی ایک خوبصورت سبز پرندہ آپ کی آستین میں داخل ہوا اور پھر نہ نکلا۔

راوی کا بیان ہے ایک دن مجھے پھر وعظ سننے کا موقعہ ملا۔ تو میں نے دیکھا لوگوں میں کچھ سستی رونما ہوگئی ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ چاہے تو میری مجلس میں بہت سے سبز پرندے بھیج سکتا ہے یہ کہنا ہی تھا کہ بہت سے سبز پرندے آپہنچے جن کو سارے حاضرین نے دیکھا۔

ایک دن آپ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ پر اظہار خیال فرمارہے تھے حاضرین پر آپ کے کلام کا رعب و جلال تھا کہ ایک عجیب الخلقت پرندہ مجلس کے پاس سے گذرا تو بعض لوگ اس طرف متوجہ ہوگئے آپ نے فرمایا مجھے عزت معبود کی قسم ہے اگر میں اس جانور کو کہتا کہ ٹکڑے ٹکڑے ہوکر مرجا تو مرجاتا۔ ابھی آپ نے یہ جملہ ختم نہیں کیا تھا کہ جانور ٹکڑے ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اور مرگیا۔

سید سیف الدین عبدالوہاب کا آپکی مجلس میں وعظ

ابوصالح سید نصر قاضی القضاۃ بن سید عبدالرزاق فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا ابوعبداللہ سید سیف الدین عبدالوہاب کو کہتے سنا ہے

کہ میں نے بلادِ عجم میں ہر قسم کے علوم پر دسترس حاصل کی۔ جب بغداد واپس آیا تو میں نے اپنے والد سے ان کی مجلس میں وعظ کرنے کی اجازت طلب کی آپ کی اجازت سے منبر پر کھڑے ہوکر بہت سے معارف و علوم بیان کیئے میرے والد بھی سن رہے تھے اہل مجلس میں سے نہ کسی کا دل نرم ہوا اور نہ کسی کی آنکھ تر ہوئی اہل مجلس نے متفقہ طور پر میرے والد مکرم کو وعظ کہنے کی فرمائش کی تو آپ منبر پر بیٹھ کر فرمانے لگے کل میں روزہ سے تھا تو ام یحییٰ نے میرے لئے انڈے تیار کر کے ایک برتن میں رکھے ایک بلی آئی اور اس نے برتن توڑ دیئے۔ یہ بات سنتے ہی مجلس میں ہاؤ ہو کا شور اٹھا۔ جب مجلس ختم ہوئی تو میں نے پوچھا کہ یہ کیا بات تھی۔ آپ نے فرمایا جب میں منبر پر بیٹھتا ہوں تو اللہ تعالیٰ میرے دل پر تجلی فرماتا ہے اور فضل میں زیادتی فرماتا ہے مجھ پر جو انوار و تجلیات آتی ہیں انہیں بیان کرتا جاتا ہوں۔

آپ نے مزید کہا مجھے پروردگار کی قسم جب تک مجھے کہا نہ جائے میں بات نہیں کرتا اور پھر حکم ہوتا ہے اے عبدالقادر رضی اللہ عنہ ہم نے تجھے گفتگو کا حق دیا ہے تم بات سناؤ میں سنوں گا۔

مجلس میں آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مع صحابہ کے تشریف آوری

سید کبیر المعروف بہ شیخ بقاء کا بیان ہے کہ میں ایک دفعہ سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس میں وعظ سن رہا تھا کہ آپ قطع کلام کر کے منبر سے زمین پر اتر آئے۔ پھر منبر کے دوسرے زینے پر جا بیٹھے۔ میں

نے دیکھا کہ پہلا زینہ اس قدر وسیع ہوگیا کہ حد نگاہ تک پھیل گیا اس پر ریشمی فرش بچھ گیا آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر تشریف فرما ہوئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ساتھ ہی بیٹھے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ہمارے شیخ کے دل پر تجلی ڈالی آپ جھکے اور قریب تھا کہ آپ زمین پر گر پڑتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہارا دیا پھر آپ سمٹنے لگے یہاں تک کہ آپ کا وجود چڑیا کی طرح چھوٹا ہوگیا چند لمحوں بعد یہ وجود بڑھنے لگا حتیٰ کہ ایک ہیبت ناک صورت اختیار کر گیا۔ پھر یہ سب کچھ میری نظروں سے اوجھل ہوگیا۔

شیخ بقاء رحمۃ اللہ علیہ سے آنخضرت اور صحابہ کی روایت کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا ان کے ارواح عنصری کی شکل اختیار کرنے کی قدرت رکھتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ ان پاکیزہ اجسام کو دیکھنے کی قوت عطا کر دے وہ انہیں دیکھ سکتا ہے۔ جیسے کہ معراج میں ہوا۔

پھر آپ سے سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے چھوٹے اور بڑا ہونے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمانے لگے کہ پہلی تجلی تو ایسی تھی کہ اسے ظہور کے وقت کوئی شخص قائم نہیں رہ سکتا۔ تاوقتیکہ تائید نبوی شامل حال نہ ہو۔ اگر نبی علیہ السلام سہارا نہ دیتے تو آپ گر جاتے دوسری تجلی جلالی تھی جس سے آپ چھوٹے ہوگئے اور تیسری تجلی جمالی حیثیت سے تھی جس سے آپ بڑھ گئے۔

ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُوْتِیْ لِمَنْ یَّشَآءُ

لباس وخلعت

ابوالفضل احمد بن قاسم بن عبدان قریشی بغدادی بزاز نے بتایا کہ سیدنا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نہایت نفیس اور گراں لباس زیب تن کیا کرتے تھے ایک دن آپ کا خادم میرے پاس آ کر کہنے لگا کہ مجھے ایسا کپڑا دو جس کی قیمت ایک دینار گز سے کم نہ ہو۔ میں نے کپڑا دیا اور پوچھا یہ کس کیلئے لے چلے ہو تو اس نے شیخ سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا نام لیا تو میں نے حیرت سے کہا اتنا قیمتی لباس تو خلفاء بھی نہیں پہن سکتے ابھی یہ خیال دل میں آیا ہی تھا کہ میرے پاؤں میں ایک کیل گھس گئی جس کے درد سے شدید مضطرب ہوگیا لوگوں نے نکالنے کی کوشش کی مگر ناکام رہے میں نے چلاتے ہوئے کہا مجھے جناب غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے چلو! جب مجھے وہاں لے جایا گیا تو آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا! دل میں بدگمانی کیوں کرتے ہو۔ خدا کی قسم یہ کپڑا میں نے اس لئے پہنا ہے کہ مجھے حکم ہوا ہے۔

زائرین کیلئے خوشخبری

سید ابوصالح فرماتے ہیں کہ میرے والد سید تاج الدین عبدالرزاق اور میرے چچا سید سیف الدین عبدالوہاب (جو سیدنا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے تھے) فرمایا کرتے تھے کہ شیخ سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس نے مجھے دیکھ لیا وہ خوش نصیب ہے جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا وہ بھی خوش نصیب ہے اور جس نے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا وہ بھی خوش بخت ہے۔ وہ شخص کتنا کم نصیب ہے جس نے مجھے نہیں دیکھا۔

حسین بن منصور حلاج اور جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ

ابوالقاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بزاز فرماتے ہیں کہ سیدنا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ حسین بن منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ سے لغزش ہوئی اس زمانہ میں کوئی ایسا مرد حق نہیں تھا۔ جو انہیں سہارا دیتا اگر میں ان کے زمانہ میں ہوتا تو ان کی ضرور دستگیری کرتا۔ میں ہر شخص کی دستگیری کرتا رہوں گا جن کے ہاتھ میرے کسی مرید دوست یا محبوب تک پہنچے۔ آپ نے مزید فرمایا اگر اللہ تعالیٰ مجھے اور قربت دیتا تو میں اپنے پروردگار سے وعدہ لیتا کہ میرے ہر مرید کی توبہ قبول کرلی جائے۔

---

[1] حضرت شیخ حسین بن منصور حلاج کی کنیت ابوالغیث وطن بیضائے فارس تھا آپ پر سکر غالب رہتا تھا۔ آپ کے مرتبہ و مقام کے بارے میں مشائخ و علماء میں بڑا اختلاف پایا جاتا ہے آپکے مرشد شیخ عمر دین عثمان ملی ابویعقوب (بقیہ اگلے صفحہ پر)

جناب غوث پاک کے خادم کا حیرت انگیز واقعہ

سیدنا غوث پاک کے ایک خادم کو ایک رات ستر بار احتلام ہوا اور ہر دفعہ ایک ایسی عورت سے جماع کی صورت پیش آئی جس سے پہلے نہیں کیا تھا۔ صبح آپ سے شکایت کرنے کی غرض سے حاضر مجلس ہوا تو آپ اس کے کہنے سے پہلے ہی فرمایا رات کے واقعہ سے خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں نے لوح محفوظ پر نگاہ ڈالی تو تمہاری تقدیر میں ستر بار زنا لکھا تھا۔ جب میں نے اللہ کے حضور معافی کی درخواست کی تو یہ حالت بیداری حالت خواب میں بدل دی گئی۔

(حاشیہ بقیہ صفحہ از گذشتہ) علی بن سہیل اصفہانی آپ کو تنقیدی نقطہ نگاہ سے دیکھتے تھے اور آپ کو جادوگر جانتے تھے مگر شبلی رحمۃ اللہ علیہ عطار رحمۃ اللہ علیہ شیخ عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوالقاسم نصیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام خواجہ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ علیہ مولوی رومی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ مخدوم علی الہجویری رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب وغیرہ میں لکھا ہے۔ میں آپ کا معتقد ہوں مگر اس کے ساتھ ہی اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ ان کی باتیں ان کی شان کے لائق نہیں ہیں۔ حضرت خواجہ پارسا رحمۃ اللہ علیہ نے "فصل الخطاب" میں لکھا ہے کہ جو لوگ حضرت جنید بغدادی کو منصور حلاج کے قتل پر فتویٰ دینے والوں میں شمار کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں یہ بات روایت سے بعید ہے کیوں کہ حضرت جنید بغدادی واقعہ قتل سے بارہ سال قبل وفات پا چکے تھے آپ پر جو کچھ گذری وہ جذبۂ عشق کی ناقابل برداشت فراوانی کا نتیجہ تھا۔ مولانا جامی ایسی کیفیت کو یوں بیان کرتے ہیں۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

مدرسہ بغداد کا دروازہ در رحمت ہے

عیسیٰ بن عبداللہ بن قیماز کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کو کہتے سنا کہ میرے پروردگار نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ جو مسلمان میرے مدرسہ کے دروازے کے سامنے سے گذرے گا اسے عذاب قبر میں تخفیف ملے گی۔ ایک دفعہ میں آپ کی خدمت میں بیٹھا تھا تو ایک شخص نے آ کر عرض کی کہ "باب الازج" کے پاس چند دن ہوئے ایک میت کو دفنایا گیا تھا۔ آج اس قبر سے چلانے کی آوازیں آتی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اس نے مجھ سے خرقہ لے کر پہنا تھا۔ لوگوں نے کہا معلوم نہیں پھر آپ نے فرمایا کبھی میری مجلس میں حاضر ہوا لوگوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ آپ نے فرمایا بڑا بدبخت اور زیادتی کرنے والا انسان تھا۔ تھوڑی دیر کیلئے آپ مراقبہ میں چلے گئے اور سر اٹھایا فرمانے لگے۔ اللہ کے فرشتے گواہی دیتے ہیں کہ اس شخص نے زندگی میں میری زیارت

(حاشیہ بقیہ صفحہ از گذشتہ)

بس کہ درجان نگارد سینہ زارم توئی — ہرچہ پیدا می شود از دور پندارم توئی

ایک اور عارف کا قول ہے۔

چو در خانہ دل بغیر از تو کس نیست — بہر شکل آئی تو باشی بدانم

ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

شیخ حلاج آن ہنگ دریا! — کز دانہ جان از ہنہ تن کرد جدا

روز یکہ "انا الحق" مے گفت — منصور کجا بود؟ خدا بود خدا

آپ کا حادثہ قتل بغداد کے باب الطاق میں سہ شنبہ ۲۵ ذی الحجہ ۳۰۹ھ کو ہوا۔

کی تھی اور حسن ظن رکھا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے میری سفارش پر اپنی رحمت نازل کردی ہے۔ اس کے بعد رونے کی آوازیں بند ہوگئی۔

شیخ ابو محمد سید عبدالجبار بن سیدنا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ راوی ہیں کہ جب میری والدہ کسی تاریک مکان میں داخل ہوتیں تو انکے سامنے ایک شمع روشن آجاتی جس سے مکان روشن ہوجاتا ایک رات میرے والد ایسی حالت میں آئے اور جب آپ کی نگاہ روشن شمع پر پڑی تو وہ گل ہوگئی آپ نے بتایا جس نور کو تم دیکھتی ہو وہ شیطان تھا۔ جو تیری خدمت کرتا تھا۔ مجھے دیکھ کر وہ بھاگ گیا ہے اب تمہاری رہنمائی نور رحمانی سے ہوگی میں ہر ایک کو نور رحمانی کی مشعل عطا کرتا ہوں جسے میرے ساتھ نسبت ہو یا میری اس پر نظر شفقت ہو۔

میری والدہ کا بیان ہے۔ اسکے بعد جب کبھی میں اندھیرے میں جاتی تو وہ اندھیرا چاند کی چاندنی سے دور ہوجاتا۔

غوث الاعظم سے دستگیری

شیخ ابوالحسن علی خباز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے شیخ ابوالقاسم عمر بزاز سے سنا کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص مصیبت کے وقت میرے ذریعہ سے فریاد کرے گا۔ اس کی مصیبت ٹل جائے گی جو شخص مصائب کے وقت میرا نام پکارے گا۔ مصائب کے بادل اس سے ہٹ جائیں گے۔ اور جو شخص اس طریقہ پر دو رکعت نماز ادا کرے گا۔ اس کی ہر حاجت پوری ہوگی ہر

رکعت میں فاتحہ کے بعد گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے اور سلام کے بعد گیارہ بار حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے پھر عراق کی طرف منہ کر کے گیارہ قدم چلے اور میرا نام لیکر پکارے اور اپنی حاجت کا بھی خیال رکھے تو بحکم خدا وہ حاجت بر آئے گی۔

بعض روایتوں میں آپ کے دو اشعار پڑھنے بھی ضروری ہیں۔

اَیُدْرِکُنِی ضَیمٌ وَّاَنْتَ ذَخِیْرَتِیْ

وَاُظْلَمُ فِی الدُّنیَا وَاَنْتَ یَضْرِیْ

دعَارٌ عَلٰی حَامِی الْحُمٰی وَھُو مُنْجِدِیْ

اِذَا ضَاعَ فِی الْبَیْدِا عقَالُ بَعِیْرِیْ

کیا مجھ پر ظلم ہوسکتا ہے جب آپ میرے ذخیرے ہو؟ جب آپ میرے مددگار ہیں کیا دنیا میں مجھ پر ظلم ہوسکتا ہے چراگاہ کے حامی کیلئے اس اونٹ کا گم ہو جانا باعث عار ہے جس کا رستہ گم ہوگیا ہو۔

شیخ منصور واسطی رحمۃ اللہ علیہ واعظ کی روایت

شیخ منصور واسطی المعروف جرادہ رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے میں حضرت شیخ سید عبدالقادر کی خدمت میں بیٹھا تھا اور آپ کچھ لکھ رہے تھے چھت سے کاغذ پر مٹی گری جسے آپ نے جھاڑ دیا پھر گری پھر جھاڑ دیا۔ اسطرح تین بار واقعہ ہوا چوتھی دفعہ آپ نے چھت کی طرف دیکھا تو ایک چوہیا مٹی گرانے میں مشغول ہے۔ آپ نے فرمایا خدا کرے تیرا سر اڑ جائے اسی وقت اس کا سر ایک طرف جا پڑا۔ آپ نے لکھنا

چھوڑ دیا اور رو پڑے میں نے عرض کی آپ کیوں رو پڑے تو آپ نے فرمایا میں ڈرتا ہوں کہ کسی مسلمان کے ہاتھوں مجھے اذیت پہنچے تو اس کا حشر بھی ایسا ہی نہ ہو۔

عمر بن مسعود بزاز فرماتے ہیں کہ ایک دن سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اپنے مدرسے میں وضو فرما رہے تھے ایک چڑی نے آپ پر بیٹ کر دی۔ آپ نے سر اٹھا کر دیکھا تو وہ زمین پر پڑی تڑپ رہی تھی وضو سے فارغ ہو کر وہ داغ دھویا اور کپڑا اتار کر مجھے دے دیا اور فرمایا اسے کسی غریب کو دے دینا۔

مجلس وعظ کی کیفیت

عبداللطیف بن احمد فرماتے ہیں کہ ایک دن سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ وعظ فرما رہے تھے تو لوگ بے توجہی کا مظاہرہ کرنے لگے آپ نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور فرمایا۔

لَاتَسْقِنِیْ وَحْدِیْ فَمَا عَوَّدْتَنِیْ اِنِّیْ اَشِحُّ بِھَا عَلٰی جُلَّاسِیْ

اَنْتَ الْکَرِیْمُ وَھَلْ خَلِیْقُ تَکَرُّمًا اِنِّیْ یَعْبُرُ اللّٰہُ مَاءَ وَذَالِکَاس

میں تنہا جام محبت پینا نہیں چاہتا اور اپنے ہم نشینوں میں بخل کی عادت نہیں ڈالنا چاہیے تو کریم ہے اور تیرے کرم کا تقاضا ہے کہ کوئی ہم نشین اس دور سے محروم نہ رہے۔

یہ اشعار آپ نے اس سوز سے پڑھے کہ مجمع میں ایک وجد طاری ہو گیا اور چند اشخاص تاب ذوق نہ لاتے ہوئے مر گئے۔

ابن سقا کی حکائیت

عبداللہ بن علی حصروں تمیمی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں تحصیل علم کیلئے بغداد آیا۔ اور مدرسہ نظامیہ میں داخلہ لیا۔ ابن صقا میرے ہم جماعت اور ہم سبق تھے ہم دونوں عبادت کرتے اور اہل اللہ کی زیارت کیلئے نکل جاتے بغداد میں ایک شخص کے متعلق یہ شہرت تھی کہ وہ غوث وقت ہے اور جب چاہتا ہے ظاہر ہوتا ہے۔ اور جب چاہتا ہے غائب ہو جاتا ہے۔

چنانچہ اس شخص کو ملنے کیلئے گئے راستہ میں ابن سقا نے کہا کہ آج میں اس سے ایک علمی مسئلہ پوچھوں گا۔ جس کا وہ جواب نہیں دے سکے گا۔ عبداللہ نے کہا میں ایک مشکل مسئلہ دریافت کروں گا۔ دیکھئے وہ کیا جواب دیتا ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فوراً کہنے لگے معاذ اللہ! میں تو ان سے کوئی مسئلہ پوچھوں گا ہی نہیں بلکہ مجلس میں بیٹھ کر صرف فیض زیارت اور فیض صحبت ہی حاصل کروں گا۔ جب ہم تینوں ان کے مکان پر پہنچے تو دیکھا کہ وہ وہاں موجود نہیں تھے مگر تھوڑی دیر کے بعد انہیں وہاں بیٹھے پایا تو انہوں نے ابن السقاء کو قہر آلود نظروں سے دیکھا اور غصہ سے فرمایا ابن سقاء خدا تیرا بھلا نہ کرے تو مجھ سے ایسا مسئلہ پوچھتا ہے۔ جسکا میرے پاس کوئی جواب نہیں کان کھول کر سنو وہ مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے میں دیکھ رہا ہوں کفر کی آگ تیرے سینہ میں شعلہ زن ہے۔

اس کے بعد انہوں نے میری طرف (عبداللہ) متوجہ ہوکر فرمایا عبداللہ تو مجھ سے اس لئے مسئلہ دریافت کرتا ہے کہ میں کیا جواب دوں یہ مسئلہ یوں ہے اور اس کا جواب یہ ہے مگر تمہاری سوٴ ادبی سے دنیا تیرے دونوں کانوں تک آجائے گی۔ بعد ازاں سید عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے قریب بیٹھا کر نہایت احترام کیا اور فرمایا عبدالقادر! تم نے ادب کی وجہ سے اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی راضی کرلیا ہے میں دیکھتا ہوں کہ ایک وقت آئے گا جب تم بغداد کے منبر پر بیٹھے وعظ کر رہے ہوگے اور اعلان کرو گے۔

قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِ اللّٰهِ

میں یہ بھی دیکھ رہا ہوں کہ اس وقت تمام اولیاء اللہ تمہاری عظمت کا اعتراف کریں گے اور اپنی گردنوں کو جھکا دیں گے۔ یہ بات کہتے ہی وہ یکدم غائب ہوگئے اس کے بعد وہ نظر نہیں آئے۔

اس واقعہ کے بعد سیدنا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ پر قرب الٰہی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ اور عوام جوق در جوق آپ کے پاس آنے لگے۔ اور میں نے آپ کا اعلان اپنی زندگی میں سنا۔ جب وقت کے سارے ولیوں نے گردنیں جھکا دیں تھیں۔ ابن سقا علوم شرعیہ میں ایسا مستغرق ہوا کہ وقت کے اکثر فقیہہ اور علماء اس کی قابلیت کا لوہا ماننے لگے وہ علم مناظرہ میں اس قدر حاوی تھا کہ اپنے مدمقابل کو ساکت کر دیتا۔ ساتھ ہی ساتھ وہ فصاحت اور وقار میں مشہور زمانہ ہوگیا عباسی خلیفہ نے اسے اپنے خاص مصاحبوں میں داخل کرلیا۔ اور شہنشاہ روم کی

طرف سفیر بنا کر روم بھیج دیا۔ جہاں اس نے شاہی دربار میں نصاریٰ علماء کو ایک مناظرہ میں ساکت کر دیا۔ بادشاہ کے دل میں اس کی قدر اور بڑھ گئی ایک دن وہ بادشاہ روم کی جوان سال حسین لڑکی کو دیکھ کر دل دے بیٹھا اور بادشاہ کو نکاح کی درخواست کی بادشاہ نے اسے کہا اگر تم عیسائیت اختیار کرلو تو مجھے کوئی عذر نہیں وہ اسلام سے دستبردار ہوکر عیسائی بن گیا۔ اب اسے غوث وقت کا کلام یاد آیا یہ سارا قصہ ان کی بددعا کا نتیجہ ہے۔

راوی کہتا ہے میں دمشق میں آیا سلطان نور الدین رحمۃ اللہ علیہ شہید زنگی نے[1] مجھے محکمہ اوقاف کا سربراہ مقرر کردیا۔ اور دنیا میری طرف متوجہ ہوئی میں دولت سے مالا مال ہوگیا۔ (مگر ایک ضیافت کی بناء پر اسے قتل کر دیا گیا)

نعمتہائے خداوندی پر آپ کے خیالات

شیوخ کی ایک جماعت نے روایت کی ہے کہ شیخ ابو محمد عبدالرحمٰن طفسونجی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دفعہ منبر پر بیٹھے دوران وعظ فرمایا میں

---

[1] سلطان نورالدین شہید تابک خاندان کا وہ بہادر جرنیل تھا۔ جس نے صلیبی جنگوں کیلئے عیسائی دنیا کے دروازوں کو دستک دی اور آگے چل کر اسی خاندان کے سلطان صلاح الدین ایوبی نے نصرانی ظلم وتشدد کو خاک میں ملا کر رکھ دیا۔ نور الدین زنگی بڑا متقی اور بہادر بادشاہ تھا۔ ۱۱۵۴ھ میں نورالدین نے سلطنت کی بنیاد رکھی اور مصر و شام کو فتح کرلیا اور موصل سے ہوران تک سلطنت اسلام پھیل گئی۔ اس کا ایک جرنیل مشیرہ فاتح مصر بنا۔ (تاریخ اسلام)

انسانوں میں اسی طرح بلند گردن ہوں جس طرح پرندوں میں کلنگ ہوتا ہے۔ لہٰذا میرے جس مرید کا بوجھ زیادہ ہوا سے میں اپنی گردن پر رکھ لوں گا۔ اس مجلس میں ایک صاحب حال بزرگ بھی موجود تھے ان کا نام شیخ ابوالحسن علی بن احمد حسینی تھا۔ اپنی گدڑی ایک طرف رکھتے ہوئے کہنے لگے میں آپ سے کشتی کرنا چاہتا ہوں۔ شیخ عبدالرحمٰن اس کی یہ بات سن کر چپ ہو گئے اور اپنے مریدوں سے فرمانے لگے میں نے اس شخص کا ایک بال بھی عنایت الٰہی سے خالی نہیں پایا پھر آپ نے نصیحت کی کہ آپ گودڑی پہن لیں اس صاحب حال نے کہا اب میں نے گدڑی اتار پھینکی ہے۔ دوبارہ زیب تن نہیں کروں گا۔ پھر اپنی بیوی کو پکار کر کہا۔ فاطمہ! کوئی کپڑا لاؤ۔ وہ اس مقام سے بہت دور تھیں وہ کپڑا لے آئیں۔

شیخ عبدالرحمٰن نے آپ سے دریافت کیا تمہارا شیخ طریقت کون ہے انہوں نے جواب دیا جناب غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ انہوں نے فرمایا جناب غوث کے نام کو اس زمین پر تو بڑی شہرت حاصل ہے۔ مگر میں اللہ کے دروازے پر ہمیشہ رہتا ہوں انہیں وہاں آتے جاتے کبھی نہیں دیکھا۔ حالانکہ مجھے وہاں چالیس سال کا عرصہ گذر گیا ہے۔

حضرت شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی وقت بغداد میں بیٹھے بیٹھے یہ بات سنی اور اپنے حباب میں سے عیاد بواب مظفر جمال عبدالحق اور عثمان صریفنی کو کہا طفسونج کو جاؤ اور راہ میں تمہیں شیخ کے مریدوں کی ایک جماعت آتے ملے گی اور انہیں ساتھ واپس لے جانا۔ شیخ

عبدالرحمٰن کی خدمت میں میرا سلام کہنا اور بتانا کہ آپ ابھی درکات میں ہیں وہاں رہنے والا شخص اس شخص کو کس طرح دیکھ سکتا ہے جو خاص حضوری میں ہو حضوری والا مخدوع والے کو نہیں دیکھ سکتا میں مخدوع میں ہوں اور باب السر سے داخل ہوتا ہوں۔ اور اسی سے نکلتا ہوں۔ اسلئے آپ مجھے آتے جاتے کیسے دیکھ سکتے ہیں۔ میرے اس بیان کی سچائی کی دلیل وہ خلعت ہے جو آپ کو فلاں دن بارگاہ الٰہی سے ملی تھی وہ میرے ہاتھ سے ہی بھیجی گئی تھی وہ خلعت رضا تھی دوسری بات یہ ہے کہ فلاں اعزاز اور بزرگی فلاں رات جو آپ کو عنایت ہوئی تھی۔ وہ میرے ہاتھ سے ہی تھی وہ مقام فتح آپ کو نصیب ہوا تھا۔ درکات کے مقامات پر آپکو بارہ ہزار اولیاء کی موجودگی میں خلعت پہنائی گئی تھی اور سبز رنگ کی قباء پر سورۂ اخلاص کے بیل بوٹے تھے اور وہ بوٹے میرے ہاتھ کے بنے ہوئے تھے۔

یہ قافلہ راہ میں ملا تو واپس شیخ عبدالرحمٰن کے پاس پہنچا اور حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا پیغام پہنچایا۔ انہوں نے فرمایا شیخ سچے ہیں وہ سلطان الوقت اور صاحب تصرف ہیں یہ کہہ کر سر جھکا دیا۔

شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میں سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے بغداد گیا تو دیکھا کہ آپ صبح کی نماز مدرسہ کی چھت پر ادا کر رہے ہیں۔ میری نگاہ جنگل کی طرف اٹھی تو وہاں رجال الغیب کی چالیس صفیں کھڑی ہیں ہر صف میں چالیس آدمی ہیں میں نے انہیں کہا تم لوگ بیٹھتے کیوں نہیں وہ کہنے لگے جب تک جناب غوث پاک نماز ختم کر کے ہمیں بیٹھنے کی اجازت نہ فرمائیں گے ہم نہیں

بیٹھ سکتے۔ کیونکہ آپ کا قدم ہماری گردنوں پر ہے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو تمام رجال الغیب آگے بڑھے اور دست بوسی کر کے سلام کہتے جاتے تھے۔

ایک دن شیخ صدقہ بغدادی[1] رحمۃ اللہ علیہ سیدنا شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مسافر خانہ میں قیام پذیر ہوئے تو دیکھا کہ سینکڑوں مشائخ اور علماء آپ کے منتظر کھڑے ہیں تا کہ آپ وعظ فرمائیں جب سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ منبر پر آ کر بیٹھے تو آپ خاموش رہے اور قاری کو قرآن پڑھنے کا حکم بھی نہ دیا۔ لوگوں میں اس خاموشی سے وجد آ گیا۔ شیخ صدقہ رحمۃ اللہ علیہ نے دل میں خیال کیا کہ نہ آپ نے ارشاد فرمایا اور نہ ہی قاری نے کچھ پڑھا تو یہ وجدان کیسا ہے؟ آپ نے میری دلی کیفیت معلوم کر لی اور فرمایا۔ بھائی میرا ایک بھائی بیت المقدس سے ایک قدم میں یہاں پہنچا ہے۔ اور میرے ہاتھ پر تائب ہوا ہے اور حاضرین ابھی اس کی زیارت کر رہے ہیں۔ صدقہ کے دل میں پھر خیال آیا کہ جو شخص ایک قدم میں بیت المقدس سے بغداد پہنچ سکتا ہے اسے تائب ہونے کی ضرورت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا توبہ اس بات کی ہے کہ آئندہ کبھی ہوا میں نہیں اڑے گا۔ اس نے ابھی اللہ کی محبت کا راستہ سیکھنا ہے پھر آپ نے فرمایا میری تلوار مشہور ہے اور میری کمان پر ہر

---

[1] ابوالفرح کنیت والد کا نام شریف حسین تھا۔ بغداد میں مستقل رہائش پذیر ہے۔ جناب غوث پاک کی مجلس سے استفادہ کرتے تھے۔ حضرت شیخ صدقہ بغدادی کا سن وفات ۵۷۳ھ ہے۔

وقت چلہ چڑھا ہوا ہے میرے تیروں کا نشانہ خطا نہیں جاتا۔ میرا نیزہ تیز اور سیدھا ہے میرا گھوڑا چاک وچوبند ہے میں اللہ کی روشن کی ہوئی آگ ہوں میں احوال کو سلب کرسکتا ہوں ایک بحر بے کنار ہوں۔ محفوظ ہوں۔ ملحفوظ ہوں۔

اے صائم الدھر انسانو! اے شب زندہ دار زاہدو! اے اہل الجبال یاد رکھو تمہارے پہاڑ ریزہ ریزہ کردیئے جائیں گے گرجا والو! تمہارے گرجے منہدم کردیئے جائیں گے خدا کے حکم پر سر تسلیم خم کردو۔ میں اللہ کا ایک امر ہوں اے راستہ چلنے والو! اے بہادرو اے ابدالو! اے لڑکو! آؤ اور ایسے سمندر سے فیض حاصل کرو جو بے کنار ہے۔

مجھے اللہ تعالیٰ بشارت دیتا ہے۔ اے عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ میں تمہاری بات سنتا ہوں تمہیں میری قسم ہے۔ میرے حق کی قسم ہے پی اور میری عظمت کی قسم ہے بات کر۔ تجھے میں نے ہر خطرہ سے محفوظ کر رکھا ہے۔

جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو مجھے جھک کر سلام کرتا ہے' سارے دن کے واقعات عالم کی مجھے خبر دیتا ہے کوئی مہینہ شروع ہوتا ہے تو مجھے سلام کرتا ہے۔ اپنے حادثات کی اطلاع دیتا ہے۔ صبح مجھے سلام کرتی ہے اور اپنے حوادث کی خبر دیتی ہے مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم ہے کہ نیک بخت اور بد بخت میرے سامنے پیش کیئے جاتے ہیں۔ اور میری نگاہ لوح محفوظ پر ہوتی ہے۔ میں اللہ کے علوم و مشاہدات کے سمندروں کا تیراک ہوں۔ تمہارے لئے اللہ کی محبت ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نائب

ہوں زمین میں ان کا وارث ہوں۔ انسان اور جن سب کے مشائخ ہوتے ہیں مگر میں شیخ الکل ہوں۔

شیخ علی بن ہیتی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ میں ایک دفعہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ معروف کرخی[1] رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کی تو آپ نے فرمایا السلام علیک اے شیخ معروف! آپ ہم سے ایک درجہ بلند ہیں کچھ عرصہ کے بعد ہم پھر زیارت کو گئے۔ تو آپ نے فرمایا السلام علیک اے شیخ معروف! ہم آپ سے دو درجے بلند ہیں۔ شیخ معروف کرخی کی قبر سے آواز آئی وعلیک السلام یا سید اہل الزماں!

اس کتاب میں ہم چالیس حکایات مبارکہ جو آپ کے کمال اور خوارق عادات پر دلیل تھیں۔ ضبط تحریر میں لائے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کے علوم و برکات سے بہرہ ور فرمائے بہت سے شیوخ نے متصل اسناد سے بیان کیا ہے کہ ہر صاحب حال کسی زمانے میں بھی جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی کرامت دیکھنے کا ارادہ کرتا تھا دیکھ لیتا تھا۔ آپ کی کرامات کا فیض قیام قیامت تک اہل دل کیلئے کھلا ہوا ہے۔

[1] کنیت ابو محفوظ اسم گرامی معروف والد ماجد کا نام فیروز یا فردزاں تھا۔ شروع میں اپنے آبائی دین آتش پرستی پر قائم تھے امام علی بن موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مشرف بہ سلام ہوئے حنفی المشرب تھے۔ آپ نے جو کچھ حاصل کیا امام علی رضا رضی اللہ عنہ سے تعلق خاطر کی بناء پر حاصل کیا آپ کی دربانی کا شرف بھی آپ کو ہی تھا۔ ظاہری علوم میں حضرت امام اعظم کے شاگرد حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل کیا۔ اور حبیب راعی (بقیہ اگلے صفحہ پر)

واقعات وکوائف متفرقہ

آپ کے دونوں صاحبزادگان سید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ اور سید عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ اس روایت میں متفق ہیں کہ شیخ بقاء ایک جمعہ کے دن علی الصبح ہمارے والد مکرم کے مدرسہ میں آئے۔ اور پوچھا کیا آپ جانتے ہیں کہ میں صبح صبح کیوں آیا۔ پھر خود ہی فرمانے لگے کہ گذشتہ رات مجھے ایک ایسا نور کا سرچشمہ اور منبع دیکھنا نصیب ہوا تو مجھے سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت دکھائی دی۔ نیز یہ ارادہ لے کر آیا ہوں کہ اس حقیقت کو معلوم کرسکوں اب میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ نور آپ کے شہود کا نور تھا۔ جو آپ کے نور قلب سے مل کر کائنات کی روشنی کا سبب بن گیا۔ میری نگاہ نے دیکھا کہ کوئی فرشتہ ایسا نہ ہوگا جو کائنات ارضی پر نہ اترا ہو اور اس نے آپ سے مصافحہ نہ کیا ہو۔ فرشتوں کی اصطلاح میں اس کیفیت کا نام شاہد وشہود ہے۔

اشعار وابیات

ایک دن صاحبزادگان نے حضرت شیخ سید عبدالقادر گیلانی رضی اللہ

(حاشیہ بقیہ از صفحہ گذشتہ) رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ تھے۔ اور حبیب راعی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مرید تھے۔ بڑی ارادت رکھتے تھے۔ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری کشف المحجوب میں فرماتے ہیں حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہ کے مناقب وفضائل کا کوئی حد و حساب نہیں علوم اسراریہ میں آپ قوم کے مقتداء اور سردار ہیں آپ ۲ محرم الحرام ۲۰۰ھ میں واصل بحق ہوئے مزار عالیہ بغداد میں مرجع خاص وعلم ہے۔

عنہ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے ''صلوٰۃ الرغائب'' ادا کرلی ہے۔ تو آپ نے یہ اشعار پڑھے۔

اِذَ انظَرتُ عَینِی وَجُوہُ جنائِی
فَلّکَ صَلاتِی فِی لَیَاتِی الرَّغَائِبْ
وُجُوہ'' اِذَا مَا سَفَرتُ عَنْ جَمالِھَا
اَفصاءَ تُ لَھَا الاکوانُ مِنْ کُلِّ جَانِبْ
حُرِمَتْ الرَّضَا اِنْ لَّمْ اَکُنْ بَاذِلادِی
اِذَا حَمَّ شَجُعَانُ الْوَغٰی بالْمفاکِبْ
اَشقُّ صَفُوْفَ الْعَارِفِیْنَ بِعَزْمَتِہٖ
فَتعْلُوا لِمجدِیْ فَوْقَ تِلْکَ الْمَرَاتِبْ
وَمَنْ لَّمْ یُوْن الْحُبَّ مَا یَسْتَحِقُّہ'
نَذَاکَ الَّذِیْ لَمْ یَاتِ قَطًّا اِبوَاجِبْ

شریف ابوعبداللہ حسین بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک دن شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر ہوا تو آپ کی مجلس میں اس

۱جب میری نگاہیں احباب کے درخشندہ چہروں کو دیکھ لیتی ہیں تو یہ صلوٰۃ الرغاب ہے ان چہروں کے جمال جہاں تاب سے کائنات کا ذرہ ذرہ روشن ہو جاتا ہے مقام رضا میرے لئے حرام ہے اگر میں ان بہادران صف شکن جو میدان جہاد میں اپنے جوہر دکھاتے ہیں کی صف اول میں نہ نکلوں میں دنیائے طریقت میں اپنے عزم و استقلال سے عارفان خدا کی صفیں چیر کر آگے نکل جاتا ہوں اور میری زندگی کی عظمت کی بلندیوں کو پالیتی ہے جو شخص محبت کے حقوق پورے کرنے سے قاصر رہتا ہے وہ واجبات زندگی بھی پورے نہیں کرسکتا۔

دن دس ہزار آدمی پہلے سے ہی موجود تھے۔ شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے سامنے تشریف فرما تھے۔ تو انہیں اونگھ سی آ گئی شیخ نے دیکھ کر لوگوں کو حکم دیا کہ خاموش ہو جاؤ لوگ اس طرح خاموش اور ساقط ہو گئے کہ ان کی سانس کی حرکت کی آواز کے بغیر کچھ سنائی نہ دیتا تھا پھر آپ منبر سے اتر کر شیخ علی ہیتی کے سامنے ادب سے کھڑے ہو گئے اور بڑے غور سے انہیں دیکھنے لگے۔ جب شیخ علی ہیتی جاگے تو آپ نے پوچھا کہ کیا آپ نے میرے آقا و مولا جناب رسالتمآب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے انہوں نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا میں اسی لئے ادباً کھڑا رہا پھر آپ نے دریافت کیا آپ نے کیا فرمایا تھا۔ بتایا کہ مجھے آپ کی خدمت میں رہنے کی ہدایت دی گئی۔

شیخ علی ہیتی رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے من اجلہ تادیت کے معنی دیافت کئے تو آپ نے فرمایا میں نے حضور کو بحالت خواب دیکھا تھا۔ مگر آپ نے بحالت بیداری زیارت کی تھی۔

ایک دفعہ شیخ سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ ولایت کے آغاز و اختتام کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے آپ نے یہ اشعار بیان فرمائے۔

اَنَا رَاغِب'' فِی مَنْ یّقَربُ نَفسُهٖ
وَمُنَاسِب'' لِغَستَی تلاطف لُطفُہ'
وَمُفارِضُ الْعُشَّاقِ فِی اَسْرَارِھِمْ
مِنْ کُلِّ مَعَنًی لَمْ یَسْعنی یَشْفُہ'

قَدْ کَانَ یَسْکُرُ فِیْ مِزَاجِ شَرَابِہٖ
وَالْیَوْمَ یُضْحِنِیْ لَدَیْہِ صَرْفَہ'
وَاَغِیْبُ عَنْ رُشْدِیْ بِاَدِّلِ نَظْرَۃٍ
وَالْیَوْمَ اَمْتَجْلِیْہِ ثُمَّ اَزِقُہ'[1]

تاج العارفین ابوالوفا سے ملاقات

شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دن تاج العارفین ابوالوفاء بغداد میں منبر پر بیٹھے وعظ فرما رہے تھے کہ سیدنا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ آپ کی مجلس میں تشریف لائے یہ آپکی جوانی کا زمانہ تھا۔ اور بغداد میں ابھی نووارد ہی تھے۔ تاج العارفین نے سلسلۂ تقریر روکتے ہوئے سامعین کو حکم دیا کہ انہیں یہاں سے باہر نکال دیا جائے لوگوں نے جب آپ کو باہر نکال دیا تو آپ پھر وعظ کہنے لگے۔ شیخ سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ دوسری بار پھر کسی دن مجلس میں داخل ہوئے تو تاج العارفین نے منبر سے اتر کر آپ کو گلے لگالیا۔ اور پیشانی کو چوم کر فرمایا اے بغداد والو! اس ولی اللہ کی تعظیم کیلئے کھڑے ہو جاؤ۔ میں

[1] مجھے اس شخص کا بڑا احترام ہے جو اپنے آپ کو پہچانتا ہے۔ اور اس نوجوان کو جو الطاف و اکرام کو اپنے مناسب حال بنائے میرے پاس عشق کے ایسے راز و نیاز ہیں جنہیں میں افشاء نہیں کرسکتا ایک وقت تھا شراب معرفت کی خوشبو ہی مجھے مدہوش کر دیا کرتی تھی۔ مگر اب وہ مقام آ گیا ہے کہ خالص شراب بھی اثر انداز نہیں ہوتی۔ ایک وقت تھا کہ دوست کی ایک نگاہ ہی مجھے مسحور کر دیا کرتی تھی۔ مگر اب میں اسے دیکھتا ہوں اور ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا ہوں۔

نے اس دن انہیں باہر نکالنے کا حکم ان کی اہانت کیلئے نہیں دیا تھا۔ بلکہ انکی اہمیت آپ لوگوں پر واضح کرنے کیلئے کہا تھا۔ مجھے اپنے اللہ کی عزت کی قسم ہے کہ میں ان کے سینے سے نور کی ایسی کرنیں پھوٹتی دیکھ رہا ہوں جس سے مشرق و مغرب روشن ہو رہے ہیں۔

آپ نے مزید کہا کہ عبدالقادر یہ وقت ہمارا ہے مگر عنقریب ہی تمہارا وقت آنیوالا ہے۔ اے عبدالقادر باہر چہچہانے والا پرندہ کچھ عرصہ کے بعد خاموش ہو جاتا ہے۔ مگر تمہارا پرندہ قیامت تک توحید و معرفت کے نغمے گاتا رہے گا۔ پھر تاج العارفین نے اپنا مصلیٰ تسبیح پیالہ اور عصا دیا لوگوں نے کہا آپ ان سے بیعت بھی لیجئے۔ آپ نے فرمایا ان کی پیشانی میں نشانِ مخزومی[1] ہے (یعنی شیخ ابوسعید مخزومی آپ کو خرقہ خلافت دیں گے)

راوی کہتا ہے کہ جب مجلس برخاست ہوئی تو تاج العارفین منبر کی بالائی سیڑھی سے اتر کر نیچے آ بیٹھے اور حضرت سیدنا عبدالقادر کو فرمانے

---

[1] حضرت شیخ ابوسعید مبارک بن علی بن حسین المخزومی رحمۃ اللہ علیہ سلطان العارفین امام صوفیہ قبلہ سالکین شیخ طریقت محرم اسرار جلی و خفی جامع العلوم ظاہری و باطنی اعلیٰ کمالات کے حامل تھے۔ خضر علیہ السلام کے رفیق و ندیم تھے حنبلی المذہب تھے۔ حضرت شیخ ابوالحسن ہنکاری کے مرید تھے۔ حضرت غوث الاعظم کے پیر و مرشد تھے۔ آپ کی تربیت نے جناب شیخ کو مقام ولایت پر پہنچایا۔ مدرسہ باب الازج کی عمارت جس میں جناب غوث الاعظم روحانی درس دیا کرتے تھے۔ آپ کی تعمیر کردہ ہے آپ کی وفات ۵۱۳ھ میں ہوئی۔ (سفینۃ الاولیاء)

لگے عبدالقادر تمہارا ایک زمانہ ہوگا۔ اس زمانہ میں میرے بڑھاپے کو یاد کرنا آپ نے اس وقت اپنی سفید داڑھی کی طرف اشارہ کیا۔

شیخ عمر بزاز رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا ہے جو تسبیح تاج العارفین نے آپ کو عطا کی تھی۔ جب آپ زمین پر رکھتے تو وہ پھرنے لگتی تھی جب آپ فوت ہوئے۔ تو یہ تسبیح آپ کے شلوار کے نیفے سے برآمد ہوئی (یعنی ساری زندگی آپ کے پاس رہی) اس کے بعد اسے شیخ علی ہیتی نے لے لیا اس کے بعد شیخ محمد بن قائد[1] نے حاصل کی۔

بعض اقوال میں یوں آیا ہے کہ ابوالوفا کے چالیس خادم تھے۔ جو سب کے سب صاحب حال بزرگ تھے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے جو وقت قربت شیخ ابوالوفا کو حاصل ہے وہ کروبیان فرشتوں کو بھی میسر نہیں۔ عراق میں سب سے پہلے آپ کا نام ہی ابوالوفا ہوا ہے آپ کے کلام کے چند ٹکڑے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

"جسے نگاہ کیمیاء اثر سرگشتہ بنا دے اور سماع جزاء سے بیقرار کر دے وہ شوق کے بیابانوں کی وادیاں طے کر جائے گا اور زمانہ کے مصائب اس کے سامنے پر کاہ کی حیثیت نہیں رکھتے"

---

[1] حضرت شیخ محمد الاوانی المعروف بابن القاید غوث الثقلین کے باکمال مریدین میں سے تھے صاحب کشف وشہود تھے صاحب فتوحات نے آپ کا لقب "مرید الحضرت" بتایا ہے۔ جسے جناب غوث پاک نے تجویز فرمایا تھا۔ آپ نے ساری زندگی حضرت غوث کی خدمت میں وقف کر دی تھی۔ (سفینۃ الاولیاء)

سر گشتگی عشق کے وقت آپ کہا کرتے تھے۔

''ایسے وقت وصل کا کون سا راستہ ہے۔ جس سے میں ہمیشہ زندہ رہوں''

''ذکر وہ ہے جو تجھے تیرے وجود سے بے نیاز کر دے اور مقام شہود پر لا کھڑا کرے''

''ذکر حقیقت کے شہود اور خلقیت کے خمود کا دوسرا نام ہے''

''اجسام قسمیں ہیں ارواح تختیاں اور نفوس پیالے ہیں اور وجد ایک انگارہ ہے جو بھڑک کر ٹھنڈا پڑ جاتا ہے۔

شیخ کبیر یوسف بن ایوب ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ بغداد میں آئے آپ زمانہ میں قطب کے نام سے مشہور تھے۔ آپ ایک مسافر خانہ میں قیام پذیر ہوئے۔ تو حضرت شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی ملاقات کو مسافر خانہ میں ہی پہنچے آپ نے حضرت کو آتے دیکھ کر احتراماً

---

[1] حضرت خواجہ یوسف بن ایوب ہمدانی صف اول کے صوفیاء میں شمار ہوتے ہیں آپ کے آباؤ اجداد ہمدان کے رہنے والے تھے۔ شیخ ابوعلی فارمدی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ شیخ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی روحانی استفادہ کیا شیخ عبداللہ صوفی اور شیخ حسن سمنانی کے ہم مجلس تھے۔ حنفی المذہب تھے جناب غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے محبّ اور عقیدت مند تھے۔ سلسلۂ خواجگان کے امام مانے جاتے ہیں پیدائش ۴۴۵ھ اور سن وفات ۵۳۵ھ ہے آپ کا مزار مرو میں ہے خواجہ عبداللہ برقی رحمۃ اللہ علیہ خواجہ حسن انداقی رحمۃ اللہ علیہ خواجہ احمد سیولی رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے خلفاء میں سے ہیں۔

کھڑے ہوگئے اور اپنے پاس ہی بٹھالیا۔ اور خود ہی آپ کے حالات بیان کرکے آپ کی مشکلات کا حل تجویز فرماتے جاتے شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ ان دنوں ابھی نوعمر ہی تھے حضرت شیخ کبیر نے آپ کو وعظ کہنے کا کہا۔ آپ نے کہا حضرت میں ایک عجمی آدمی ہوں فصحائے بغداد کے سامنے میرا گفتگو کرنا کیا معنی رکھتا ہے آپ نے فرمایا کہ آپ فقہ اصول نحو، تفسیر اور حدیث اچھی طرح پڑھ چکے ہیں۔ آپ ایسے ضرور کریں گے۔ منبر پر بیٹھیے اور وعظ فرمایئے۔ کیونکہ مجھے آپ کے جسم سے ایک ایسی خوشبو آرہی ہے جو عنقریب ایک تناور درخت بننے والا ہے۔ شیخ یوسف رحمۃ اللہ علیہ اہل حقیقت کے انداز میں بڑی حکمت آمیز گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا

''سماع حق تعالیٰ کا رسول ہے۔ اور اس کی طرف سفر ہے۔ اور غیب کے زواہر و فوائد میں سے ہے فتح کے مبادی اور فوائد اسی سے حاصل ہوتے ہیں روح کیلئے غذا ہے اور جسم کیلئے دوا۔ ایک گروہ نے اسے نعمت رحمت سے سنایا اور ایک نے اسے وصف قدرت سے آویزہ گوش بنایا سماع سننے سنانے والوں کیلئے حق ہے یہ حجابات کو دور کرتا ہے اسرار و رموز کو افشا کرتا ہے یہ ایک ایسی بجلی ہے جس میں چمک ہے ایک ایسا آفتاب ہے جس میں طلوع کا سارا حسن موجود ہے روح و قلب سماع سے محفوظ ہوتے ہیں اور جب نفس اور بدن حاضر نہ ہو۔ فکر و تدبر کی شکل اختیار کرتا ہے۔ اہل دل تو ہوا کی سرسراہٹ۔ قطرے کی حرکت۔ درخت کے سناٹے اور ہر ناطق کے نطق سے بھی لذت سماع حاصل کرلیتے ہیں۔''

شیخ یوسف ہمدانی ایک دن وعظ فرما رہے تھے تو آپ کی مجلس میں ایک فقیہہ بھی تھے وہ آپ کے وعظ کے دوران کہنے لگے چپ رہو تم بد عقل ہو! آپ نے فرمایا خاموش! خدا کرے تم زندہ نہ رہو۔ یہ کہنا ہی تھا کہ وہ اسی مجلس میں ہی تڑپ کر مرگیا۔

سید کبیر احمد رفاعی[1] رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے۔ شیخ سید عبدالقادر رضی اللہ عنہ کا دست راست شریعت مطاہرہ ہے اور بایاں ہاتھ حقیقت الٰہیہ ہے۔ جس سے چاہیے چلو بھر لے۔ سیدنا عبدالقادر رضی اللہ عنہ کا ہمارے زمانے میں کوئی ثانی نہیں''۔

قطب کون ہوتا ہے؟

ابو رضا محمد بن احمد بغدادی المعروف بالمفید کہتے ہیں کہ ایک مدت سے میری خواہش تھی کہ مجھے ایسا کامل شخص ملے جس سے قطب کے صفحات وعلامات دریافت کرسکوں۔ ایک دن شیخ ابوالجلیل احمد بن سعید

---

[1] حضرت سید کبیر شیخ سیدی احمد بن ابوالحسن الرفاعی رحمۃ اللہ علیہ امام موسیٰ کاظم کی اولاد میں سے تھے آپ کا سلسلۂ طریقت پانچ واسطوں سے شیخ شبلی تک پہنچتا ہے آپ نے غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی آپ کے مداح تھے اور عقیدت مند بھی حضرت عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں بطاع میں قیام پذیر ہوئے مذہباً شافعی تھے آپ کی مجلس میں رجال الغیب حاضری دیا کرتے تھے بڑے بلند مرتبہ اور صاحب کمال بزرگ تھے پنجشنبہ ۵۷۸ھ ماہ جمادی الاول واصل بحق ہوئے وصال کے وقت آپ حالت سماع میں تھے قریہ ام عبدہ بمقام بطائح آپ کا مزار ہے۔ (سفینۃ الاولیاء داراشکوہ)

بن وہب المقری بغدادی جامع اصافہ میں آئے اس وقت وہاں شیخ ابو سعید قیلوی[1] رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے میں نے شیخ ابوسعید سے قطب کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا۔

''قطب وہ شخص ہے جس پر زمانہ کی ولایت ختم ہو۔ ولایت کے تمام بوجھ اسکی لپیٹ پر ہوتے ہیں اور تمام کائنات کے انتظام و انصرام روحانی آپ کے ذمہ ہوتا ہے۔

میں نے پوچھا کہ زمانہ حاضرہ کا قطب کون ہے؟ آپ نے فرمایا شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ یہ بات سنتے ہی میں اٹھا اور شیخ سید عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سب سے پہلے پہنچا۔ میں چاہتا تھا کہ اب آپکی زبان سے اس مسئلہ پر کچھ سنوں۔ جب ہم وہاں پہنچے تو آپ وعظ فرما رہے تھے۔ ہم بیٹھ گئے تو آپ نے سلسلۂ گفتگو ختم کرتے ہوئے فرمایا۔ قطب کی تعریف انداز بیان سے باہر ہے قطب وہ شخص ہے۔ جس کیلئے حقیقت کے ہر مسلک میں مآخذ مکین ہو۔ اور ولایت کے ہر درجہ پر متوطن ہو۔ اور عنایت کے ہر مقام پر قدم راسخ رکھے اور مشاہدہ کی ہر منزل پر مشرب خوشگوار ہو۔ اور حضوری کے ہر

---

[1] حضرت شیخ ابوسعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ حسن النسب سید اور عراق کے بلند پایہ شیوخ میں سے تھے۔ صاحب کرامت اور بلند رتبہ بزرگ تھے۔ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے دست اقدس سے خرقۂ خلافت و ارادت حاصل کیا۔ آپ کا وصال ۵۵۷ھ میں ہوا۔ مزار مبارکہ قیلویہ میں ہے۔ (سفینۃ الاولیاء داراشکوہ)

مقام پر سیر کرے اور کائنات ملک وملکوت کے ہر امر پر نگاہ کشف رکھے اور عالم غیب وشہادت کے ہر راز پر اس کی نگاہ ہو اور وجود کے مظہر پر مشارکت ہو۔ اور اللہ کے ہر کام میں باطنی تعلق سے قائم ہو۔ ہر نور میں قبس ہو اور ہر معرفت میں واقف ہو۔ شائقین کی ہر خواہش کی غایت تک پہنچے۔ اور واصلین کی انتہائی منازل کے انجام کا مالک ہو۔ ہر بزرگی کو اس نے تہہ کیا ہو اور ہر مرتبہ اس کے زیر پا ہو وہ لوائے عزت کا حامل ہو اور سیف قدرت کا مشاق ہو لشکر وصال کا بادشاہ ہو اور کائنات کے والی بنانے اور معزول کرنے کا اختیار رکھتا ہو۔ اس کا ہم نشین بدبخت نہیں ہوسکتا۔ اس کا محبّ اس کی نگاہ سے اوجھل نہیں رہ سکتا۔ اس کے مرتبہ سے بڑھ کر کسی کا رتبہ نہیں ہوسکتا۔ اس کے مقصد سے کوئی بلند تر مقصد نہیں ہوسکتا۔ کسی کا وجود اس کے وجود سے اتم نہیں ہوتا۔ اور کسی کا شہود اس کے شہود سے روشن نہیں ہوتا۔ نہ اس سے بڑھ کر کوئی شریعت کی پیروی کرسکتا ہے وہ کائن بھی ہوتا ہے اور بائن بھی متصل بھی منفصل ارضی وسماوی بھی قدس بھی غیبی بھی واسطہ بھی خالصہ بھی وہ نافع ہے۔ جہاں تمام انسانوں کی حد ہوتی ہے اس کی وہاں نگاہ ہوتی ہے۔ اسکا ایک وصف ہوتا ہے۔ وہ اس میں منحصر ہوتا ہے وہ مکلّف بھی ہوتا ہے آپ نے آخر میں یہ اشعار بڑے سوز وگداز سے پڑھے۔

مَا فِیْ الصَّبَاتَہِ مُنْھِلْ " مُسْتَذِبْ" اِلَّا وَلِیْ فِیْہِ اِلا لَذُّا لَا طَیِبْ

اَوْفِیْ الْوَصَالِ مَکَانَۃ" نَحْصُوصَۃ" اِلَّا وَمَنْزِلَتِیْ اَعَزُّ وَاَقْرَبْ'

وَھَبَتْ لِیْ الاَیَّامُ رَوْنَقِ صَفُوِھَا فَحَلَتْ مَنَاھِلُھَا وَطَابَ الْمَشْرَبْ'

وَغَدَوْتُ فَخطُوبًا لِکُلِّ کَرِیمَۃٍ لَایَھْتَدِیْ فِیھَا اللَّبِیْثُ وَیَخْطِب،

اَنَامِنْ رَجَالٍ لَایَخَافُ جَلِیْسُھُمْ رَیْبَ الزَّمَانِ وَلَا یَرٰی مَا یَرْتَب،

قَوْم" لَّھُمْ فِیْ کُلِّ مَجْدٍ رُّتْبَۃ" عَلْوِیَّۃ" وَبِکُلِّ جَیْشٍ مَرْکَب،

اَنَا بُلْبُلُ الْاَ فْرَاحِ اَمْلٰی دَرْحُھَا طَرُبًا وَّنِیْ الْعُلْیَاءِ بَازٌ اشْھَب،

اَصْبَحْتُ جُیُوْشُ الْحُبِّ تَحْتَ مَشْیْتِی طَوْعًا وَمَھْمَار اُمْتَلَا یَعْزُب،

اَصْبَحْتَ لَا اَمْلاً وَّلَاَ اَمْنِیَّۃً اَرْجُوْدَہ مَوْعُوْرَۃً اَتَرَقَّب،

مَاذِلْتُ اَرْتَعُ فِیْ مَیَادِیْنِ الرَّضَاءِ حَتّٰی رُھِبْتُ مَکَانَۃً لَا تَرْھَب،

اَضْحٰی الزَّمَانُ کَحُلَّۃٍ مَرْقُوْمَۃٍ تَزْھُوْرٍ نَحْنُ لَھَا الطِّوَازُالْمَذَب،

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَشَمْسُنَا اَبَدًا عَلٰی فَلَکِ الْعُلٰی لَا تَغْرُب،

ان اشعار کے بعد آپ نے فرمایا۔ تمام جانور زبانوں سے دعویٰ کرتے ہیں مگر اس پر عمل نہیں کر سکتے۔ مگر باز زبان سے کچھ نہیں کہتا۔ مگر عمل کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ ایک طرف اس کا مقام بادشاہوں کے ہاتھ ہیں اور دوسری طرف فضا کی پہنائیاں اس مقام پر حضرت شیخ ابوالمظفر منصور بن مبارک المعروف بجرادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کھڑے ہوکر یہ اشعار پڑھے۔

بِکَ الشُّھُوْرُ لَتَھْنٰی وَالْمَرَاقِیْتُ بِامَنْ بِالْفَاظِہٖ تَغْلُوا الْیَوَاقِیْتُ

اَلْبَازُ اَنْتَ فَاِنْ تَفْخُرْ فَلَا عَجَب" وَسَائِرُ النَّاسِ فِیْ عَیْنِیْ فَرَاخِیْتُ

اَشُمُّ مِنْ قَدْ مَیْکَ الصِّدْقِ مُجْتَھِدًا لِاَنَّہٗ قَدْ قُمْ مِنْ اَلْغُلِّھَا الصَّبْتُ

شیخ ابومظفر نے سیدنا عبدالقادر رضی اللہ عنہ کے مشہور قول قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ کی طرف اشارہ کیا۔ آپ اپنے اس دعویٰ میں سچے تھے۔ حکم خداوندی سے ان کا یہ دعویٰ بلند ہوا اسی لئے

تمام اکابر نے اس وقت آپ کے مقام کمال کے اعتراف کے طور پر اپنی گردنیں جھکالیں بعض بزرگان دین نے تو آپ[1] کی پیدائش سے ایک سو سال پہلے ہی اس واقعہ کی پیشگوئی کر دی تھی[2]۔

---

[1] آپ سے ماہ و زماں خوشگوار رہتے ہیں آپ کے الفاظ یاقوت گرانمایہ ہیں آپ وہ شہباز ہیں۔ اگر آپ فخر کریں تو بجا ہے میری نظر میں کائنات کے دوسرے لوگ چڑیاں ہیں مجھے آپ کے قدموں سے صدق کی بو آتی ہے۔ کیونکہ یہ قدم وہ ہیں جن کے جوتے میں آوازہ شہرت ہے۔

[2] شہزادہ داراشکوہ نے اپنی مشہور کتاب سفینۃ الاولیاء میں ان اولیاء اللہ میں سے بعض کے اسمائے لکھے ہیں جو جناب شیخ سیدنا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے اس اعلان کے وقت مسجد بغداد میں موجود تھے اور انہوں نے اسی وقت عملی طور پر اپنی گردنیں آپ کے قدموں کے نیچے جھکانے کی سعادت حاصل کی۔ ہم ان کے اسمائے گرامی یہاں بھی نقل کرتے ہیں۔
شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ شیخ بقا بن بطو رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابومسعود رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوسعید قیلوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوالنجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (جو شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے چچا تھے) شیخ جاگیر رحمۃ اللہ علیہ باقی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ''قضب البیان'' موصلی رحمۃ اللہ علیہ شیخ اعزاز بطائحی رحمۃ اللہ علیہ شیخ منصور بطائحی رحمۃ اللہ علیہ شیخ حماد بن مسلم دباس رحمۃ اللہ علیہ خواجہ یوسف بن ایوب ہمدانی (جو خواجگان نقشبند کے سردار ہیں) شیخ عقیل بن سخی رضی اللہ عنہ شیخ ابوالنجاء مغربی رحمۃ اللہ علیہ شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ شیخ علی بن وہب بخاری رحمۃ اللہ علیہ شیخ موسیٰ بن یامین زوبلی رحمۃ اللہ علیہ شیخ احمد بن ابوالحسن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی رحمۃ اللہ علیہ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

شیخ ابوسلیمان داؤد بن یوسف قنجی نے روایت کی ہے کہ ایک دن میں شیخ عقیل کے پاس بیٹھا تھا تو کسی نے بتایا کہ بغداد میں ایک نوجوان عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نامی دنیائے ولایت میں مشہور ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا وہ نوجوان زمین و آسمان میں شہرت حاصل کرے گا۔ اس رفیع القدر نوجوان کو عالم ملکوت میں ''بازا شب'' کہا جاتا ہے۔ وہ اپنے وقت میں یگانہ ہوگا۔ اور اس زمانہ میں اس کا ورودِ صدور اسی کے

(حاشیہ بقیہ از صفحہ گذشتہ) شیخ علی مہربا رحمۃ اللہ علیہ شیخ ماجد کردی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابومحمد قاسم بن عبد منصور بصری رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوعمر و عثمان بن مرزوق شیخ سویدہ غازی رحمۃ اللہ علیہ شیخ حیات بن قیس حرانی شیخ مرسلان دمشقی رحمۃ اللہ علیہ شیخ عبدالکریم الاکبر رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوالعباس الجوسقی الصرصری شیخ ابوالحکیم ابراہیم بن دینار رحمۃ اللہ علیہ شیخ مکارم اکبری رحمۃ اللہ علیہ شیخ صدقہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ شیخ یحیٰی دوری مرتعش رحمۃ اللہ علیہ شیخ ضیاء الدین رحمۃ اللہ علیہ ابراہیم بن ابی عبداللہ بن علی جوینی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوعبداللہ رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوبکر الحامی رحمۃ اللہ علیہ المزین رحمۃ اللہ علیہ شیخ جمیل رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابومحمد عبدالحق حریمی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوعمر الکہامی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ عمر بن ابی نصر الغزل شیخ مظفر الحمال محمد بن درمانی رحمۃ اللہ علیہ الغرونی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوالعباس احمد یمانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوالعباس احمد بن العربی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوعبداللہ محمد المعروف الخاص ابوعمر و عثمان بن احمد شوکی (یہ حضرات رجال الغیب میں شمار کئے جاتے ہیں) شیخ سلطان بن احمد المزین رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوبکر بن عبدالحمید شیبانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوالعباس احمد بن الاستاد شیخ ابومحمد بن عیسیٰ المعروف بہ کونج شیخ مبارک بن علی الحملی شیخ ابوالبرکات بن معدون العراقی رحمۃ اللہ علیہ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

اشارۂ ابرو سے ہوگا۔

کلام الغوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ

جب صبح وصال کی نسیم جان فزاء ان لوگوں کی منزلوں تک پہنچتی ہے۔ جو ریگستانوں میں پڑے ہوتے ہیں شب وصل کا خیال جب ان لوگوں کو خواب گاہوں میں آتا ہے جو ہجر و فراق کے خوگر ہوگئے ہیں جب روح خبر وصال دریافت کرنے کیلئے پابرکاب ہوتی ہے اور آنکھیں جمال محبوب کی زیارت کی بجائے آنسو سے سرشار ہو جاتی ہیں۔ احوال کا آدم گناہوں کے اعتراف پر آمادہ ہو جاتا ہے اور ہمتوں کا ابراہیم اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَلِیْ خَطِیْٓئَتِیْ کے دروازہ پر قدم رکھتا ہے اور ارادوں کا موسیٰ تُبْتُ اِلَیْکَ کے پہاڑ پر ہوش سے عاری ہو جاتا ہے اور عقل و خرد کا ایوب مَسَّنِیَ الضُّرُّ کے ہاتھ سے اشارہ کرتا ہے۔ حیرت کا

(حاشیہ بقیہ از صفحہ گذشتہ) شیخ عبدالقادر بن حسن بغدادی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوالمسعود احمد بن ابوبکر عطار رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوعبداللہ محمد الادنی رحمۃ اللہ علیہ شیخ عبدالقادر بن حسن البغدادی شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوالقاسم عمر بن محمود رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوالمنار محمود بن عثمان البقال رحمۃ اللہ علیہ شیخ عبدالبقوال شیخ عباد البواب رحمۃ اللہ علیہ شیخ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ قناوی مغربی شیخ ابوعمر عثمان بن روزہ شیخ مکارم خالص رحمۃ اللہ علیہ شیخ خلیفہ بن موسیٰ بن ہنر ملی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوالحسن جوسقی رحمۃ اللہ علیہ شیخ عبداللہ قریشی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوالبرکات بن صحرا سوئی شیخ ابوالبرکات بن صحرا سوئی شیخ ابوالحق ابراہیم بن علی اغلب رحمۃ اللہ علیہ شیخ غوث رحمۃ اللہ علیہ رحم اللہ علیہم اجمعین

سلیمان اپنی دولت کے پر مسرت بساط سے اِنَّ لِرَبِّکُمْ فِیْ اَیَّامِ دَھْرِ کُمْ نغْمات" کی ہوا پر سوار ہوکر گذر جاتا ہے۔ اور دل کی چیونٹی سلطان جلال کے لشکر کو دیکھ کر یَاَیُّھا النَّملُ اُدْخُلُوا مَساکِنَ کُمْ پکار اٹھتی ہے تو بہت سے مسالک آتے ہیں۔ جنکی کیفیت جاننے سے ذہن وفکر حیران ہوجاتے ہیں۔ ایسے حالات میں بہت سے معانی خود بخود ظاہر ہوتے ہین جن کی ماہیت عام حالات میں نہیں سمجھی جاسکتی۔ کبھی وہ برق پر کوندتے ہیں کبھی آفتاب کی تابانی لیکر طلوع ہوتے ہیں۔ دل وجد اشتیاق سے پارہ ہو جاتا ہے اور روح تشنگی اور گرمی سے تڑپ اٹھتی ہے۔ پس اے روحانی قافلو! ان منازل کی طلب میں چل نکلو اور اے دلوں کے شہوارو ان مقامات کو پانے کیلئے تیز رو ہو جاؤ اور اعلان کرتے جاؤ۔

قُلِ اعْمَلُوْا فَیَسَرى اللّٰهِ عَمَلَکُمْ وَرَسُوْلُه' وَالمؤمِنُوْنَ وَستَرَدُّوْنَ اِلٰی عَالِمِ الغَیْبِ وَالشَّھَادَةِ فَیُنبِئُکُمْ بِمَا کُنتُمْ تَعْمَلُوْنَ.

پہلے سمجھو پھر جدا ہو! جو شخص علم کے بغیر اللہ کی عبادت کرتا ہے اس کی اصلاح کے امکانات بہت کم ہوتے ہیں اور اسے خراب کرنے والی چیزیں زیادہ ہوں گی۔ اپنے ساتھ اللہ کے نور کا چراغ لے کے چلو!

جو شخص علم کی روشنی میں عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ایسا علم دے گا۔ جسے وہ پہلے نہیں جانتا تھا۔ خدا کے علاوہ ہر چیز سے قطع تعلقی اختیار کرلو۔ اغیار اور اسباب دنیوی چھوڑ دو اپنے اللہ کے ساتھ اگر چالیس دن خلوص سے رہو تو تمہارے دل سے زبان پر حکمتوں کے چشمے پھوٹنے

لگیں گے اللہ کی روشن آگ کو حضرت موسیٰ کی وادی ایمن کی آگ کی طرح دیکھنے لگو گے۔ اسے انسان کا دل نفس و خواہشات کو للکار کر کہے گا۔ کہ میں نے آتش خداوندی کا نظارہ کیا ہے۔ مجھے طمع و اسباب دنیا اپنی طرف راغب نہیں کر سکتے۔ دل کی گہرائیوں سے آواز آئے گی کہ میں تیرا رب ہوں میں تیرا معبود ہوں۔ میری عبادت کر اور غیروں سے قطع تعلقی اختیار کر کے مجھے اچھی طرح سے پہچان لو۔ میرے علم و قرب ملک کی طرف متوجہ رہ۔ جب یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو بقاء پورا ہو جائے گا۔ اور قلب جاری ہو جائے گا۔ اور خداوند تعالیٰ کے الہامات اور انوار آنے شروع ہو جائیں گے۔ یہ الہام اور فرمانا ایسا ہی ہوگا۔ جس طرح یہ ارشاد ہوا تھا کہ جاؤ! فرعون کی طرف جاؤ۔ اس نے سرکشی اختیار کر لی ہے۔ اے دل نفس و ہوا کے فرعون کو جا کر کہہ دے۔ میری طرف سے ان کی راہنمائی کرو۔ ان کو کہو کہ اگر وہ میری اطاعت پر آمادہ ہو جائیں تو میں انہیں سیدھا راستہ دکھا دوں گا۔

''روحوں کی شہد کی مکھی جسموں کے ''وجود سے ''پہلے کن کے چھتوں سے اڑ کر ''توحید'' کے باغوں میں آئی۔ تا کہ محبت کے درختوں کے شگوفوں سے رس چوس لے۔ اور ''معرفت'' کی شاخوں سے پھل کھائے اور ''مواطن قدس'' میں اپنا گھر بنائے اور درگاہ ''علو'' میں ''مقام مقرب'' کے میوے چنے اور ''مقامات عالیہ'' پر چڑھے اسے قضا و قدر کے شکاری نے تکلیف کے حال سے شکار کر کے ''امر'' کی مکھی کے ہاتھوں سے بدن کے پنجرے میں بند کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے روح

کی مکھی کی طرف وحی کی کہ بدن میں نہایت انکساری سے اپنے اللہ تعالیٰ کی راہ پر چلے۔ شریعت کے پھل کھا کر حقیقت کے انوار شگوفوں سے بہرور ہو جائے۔

''بلا'' عارفین کیلئے ایمان جان ہے۔ رنج واصلین کیلئے نسیم اسرار ہے سب سے بڑی بلا محبوب سے جدائی ہے اور سب سے بڑا رنج مطلوب کا نہ ملنا ہے اپنی قوت سے بری ہو کر اسے اللہ کے سپرد کر دینا۔ حقیقت توحید ہے ہر چیز کو عقل کی آنکھ سے نظر انداز کر دینے کا نام تفرید ہے۔

قَالَ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرۡهُمۡ فِیۡ خَوۡضِهِمۡ یَلۡعَبُوۡنَ

اسم ''اعظم'' اللہ ہی ہے دعا اس وقت قبول ہوتی ہے۔ جب تم اللہ کہو تو تمہارے دل میں کسی غیر کا خیال تک نہ جائے۔ عارفین کامل سے بسم اللہ کا لفظ وہی اثر رکھتا ہے جو اللہ کی طرف سے ''کن'' کا لفظ اثر انداز ہے۔ یہ کلمہ غم کو دور کرتا ہے مصیبت کو مٹاتا ہے زہر کو بے اثر بنا دیتا ہے نور کو عام کرتا ہے۔ اللہ ہر غالب پر غالب ہے وہ مظہر العجائب ہے اس کی سلطنت بلند ہے اس کی شان ارفع ہے وہ اپنے بندوں کو اچھی طرح جانتا ہے دلوں کا نگہبان ہے جابروں پر غالب ہے بادشاہوں کے غرور کو ختم کرنیوالا ہے ظاہر و باطن کو جاننے والا ہے کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں۔ جو اس کا ہو جائے وہ اس کی پناہ میں آ جاتا ہے جو اللہ کو دوست رکھتا ہے اس کے سوا پھر کسی کو نہیں دیکھتا۔ جو اس کے راستہ پر چلتا ہے اس تک پہنچ جاتا ہے جو واصل باللہ ہو جاتا ہے اس کے ساتھ زندگی بسر کرتا ہے جو اس کا مشتاق ہوتا ہے وہ اس سے مانوس ہو جاتا ہے جو اغیار

سے کنارہ کش ہو جاتا ہے اس کا وقت صاف ہو جاتا ہے اس لئے اللہ کے دروازے پر دستک دو اس کی پناہ حاصل کرو۔

اے اللہ سے روگردانی کرنیوالو! اس کی طرف آ جاؤ! جب میرے نام کا سننا ہی دارالشفاء ہے تو حق کا کیا مقام ہوگا۔ جب دارالمحنت کی یہ حالت ہے تو دارالنعمت کیسے ہوگا۔ تیرے دروازے پر پہنچنے پر جو میرا یہ رتبہ ہے تو جب یہ پردے اٹھ جائیں گے تو پھر کیا حالت ہوگی۔ یہ حالت اس وقت ہے جب میں نے تجھے پکارا ہے اور جب میں اپنے راز تجھ سے بیان کروں گا۔ وہ حالت کیا ہوگی۔

قوم مشاہدہ میں ہے اور بزرگی کے سمندر ٹھاٹھیں مار رہے ہیں میں عاشق صادق پرندے کی طرح ہوں جو درخت پر بیٹھا نہیں ہوتا بلکہ صبح کے پرسکون وقت میں اپنے دوست کو پکارتا ہے جب عشاق کے دل میں قربت کی خوشبو پہنچتی ہے تو وہ اپنے اللہ کے ذکر میں محو ہو جاتے ہیں۔

تم پر افسوس ہے تمہیں موت کس طرح آئے گی حالانکہ تم نے اپنے اللہ کو نہیں پہچانا۔

شجاعت ایک ساعت کا صبر ہے اللہ تعالیٰ نے بعض عارفین کو اس شربت سے ایک قطرہ پلایا۔ اور ساقی قدر سے دیکھنے کیلئے اسے جلدی سے خالی کر دیا۔ تو اس کی روح اپنے ہم نشینوں کے درمیان خوشی سے جھومنے لگی برق تجلی کے چمکنے سے جبل موسیٰ انتہائے شوق میں حرکت میں آ گیا۔ اس نے محبوب کے راز کو پالیا اور منصور غلبۂ عشق سے ''انا الحق'' پکار اٹھا۔ اس کا دوسرا ہم نشین بھی مست ہوا اور اس نے ''سبحانی

اعظم شانی'' کہہ دیا۔

روحوں کے پرندوں کی ایک جماعت نے اپنے بدنوں کے پنجروں کو چھوڑ دیا ہے۔ اور شوق کے بازوں نے فضائے عشق میں پرواز شروع کر دی اور وجد کی وادی سے نکل کر منادی ازل کی طرف پرواز کرنے لگے اور کوشش کرنے لگے کہ طور قدم (قدیم) سے مشاہدہ کا دانہ حاصل کرلیں۔ لیکن ان کی طلب کے کبوتروں پر عظمت الٰہی کے باز جھپٹ پڑے۔ زمین و آسمان کے تمام متنفس بیہوش ہوگئے۔ مگر جسے اللہ نے بچایا وہ باہوش رہا۔ عاملین کیلئے ہمیشگی کے جلال کی روشنیاں چمک اٹھیں اور عارفین کی نگاہوں کے سامنے کمال حدث کی نور کی ضیاء پاشیاں ابھریں۔ اقدام صدق کی وادی میں خاکستر ہوگئے۔ اور عاصی تہیہ نواہ اللہ میں منقطع ہوگئے۔ اے میرے مرید و انسانی شکل میں غیب سے ایک راز ودیعت رکھ گیا ہے اس کی خاکی شکل میں بلندی کا خزانہ مضمر ہے۔ جب طبیب نے اس کی معرفت کا ارادہ کیا۔ اور اس کے خزانہ کی اطلاع پانے کی کوشش کی تو نفوس کے پردوں نے اسے روک کر دیا اور اس نے اس چشمے پر جانے کا کوئی راستہ نہ پایا۔

منصور حلاج جناب غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

عارفین سے ایک عارف دعویٰ کے آفاق تک ''انا الحق'' کے پروں سے اڑا تو ابدیت کے گلستان کو دوست اور آشنا سے خالی پایا۔ وہ اپنی بولی چھوڑ کر دوسرے کی زبان میں نغمہ سنجی کرنے لگا۔ یہ نغمہ سنجی اس کی

موت و ہلاکت کا پیش خیمہ تھی۔ چنانچہ اس پر خدا کا عتاب ''اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِی ''عَنِ العالمین کے پردے سے جھپٹا اور'' کل نفس ذائقۃ الموت'' کے پنجے اس پر گاڑ دیئے سلیمان شرع نے جب اس سے دریافت کیا کہ تم اپنی بولی چھوڑ کر دوسرے کی زبان میں کیوں گفتگو کرنے لگے اور ایک ایسا نغمہ کیوں الاپنے لگے۔ جو تمہارے لئے موزوں نہ تھا۔ اب تم اپنے وجود کے پنجرے میں داخل ہوکر عزت و شان کی رائیں چھوڑ دو۔ اور حدوث ذلت کی تنگ وادیوں میں مقید ہو جاؤ اور اعتراف کرو۔ تاکہ ارباب دعویٰ سن لیں واجد کو چاہیے کہ وہ واحد کو اکیلا جانے اور حفظ طریق کا دار و مدار احترام قانون شرع پر قائم ہو سکے۔

طلب علم فرض ہے اور مریض نفسوں کو اس سے شفا ملتی ہے کیونکہ تقویٰ کے تمام راستے صرف علم سے ہی روشن ہوتے ہیں۔ اور دلیل و حجت کی رو سے نہایت بلیغ ہے اور یقین کے تمام معارج سے بلند تر ہے متقین کے تمام مدارج سے اعلیٰ ہے اور دین کے تمام مناصب سے بڑا ہے۔ مہدیین کے تمام مراتب سے افضل ہے اور مجتہدین کے تمام مناصب سے بلند و بالا ہے۔ علم سے ہی قرب و معرفت کے مقامات کی سیر میں آسانیاں پیدا ہوتی ہیں اور حضرت مشرفہ میں کھڑے ہونے کا ذریعہ ہے۔

الہام، وساوس اور ہوا

جو خیالات ہمارے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ اگر وہ خدا کی طرف سے ہوں تو الہام ہے۔ شیطان کی طرف سے ہوں تو وساوس اور نفس کی

طرف سے ہوں تو ہوا و ہوس کہلاتے ہیں اللہ کی طرف سے خیال سچا ہوتا ہے اور الہام کی علامت یہ ہے کہ وہ علم کے عین موافق ہوتا ہے جو علمی میزان پر پورا نہ اترے وہ الہام باطل ہے جو ہوا و ہوس کے جھگڑوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ جو نفس کی خواہشات کیلئے کئے جائیں۔ بعض اوقات نفس کے بار بار تقاضا سے انسان کو دھوکا ہو جاتا ہے اور اس کی خواہش کو اچھا سمجھنے لگتا ہے۔

وسوسے کی علامت یہ ہے کہ جب وہ کسی ذلت کی طرف آمادہ کرے اور اس کی مخالفت کی جائے تو وہ دوسری ذلت کی آرزو پیدا کر دیتے ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک تمام مخالف قوتیں برابر ہیں اس موضوع کو قرآن پاک نے یوں بیان فرمایا ہے۔

''اِنَّمَا یَدۡعُوۡا حِزۡبَہٗ لِیَکُوۡنُوۡا مِنۡ اَصۡحٰبِ السَّعِیۡرِ''

الہامی تصور کی یہ کیفیت ہوتی ہے کہ اس سے حیرت و برائی پیدا نہیں ہوتی بلکہ اس کام سے علم میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے بیان کی چاشنی اس وقت کما حقہ سمجھی جا سکتی ہے جب انسان کے دل پر عملی طور پر وارد ہو دل پر اللہ تعالیٰ کی سچائیاں پے در پے وارد ہوتی چلی جاتی ہیں۔

حضرت جنید[1] قدس سرہ العزیز نے فرمایا ہے کہ اول الذکر (الہام)

---

[1] ابوالقاسم سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بڑے صاحب القابات بزرگ تھے۔ سید الطائفہ، طاؤس العلماء، حواریری، زجاج اور خزار آپ کے القاب و خطابات ہیں آپ کے والد محمد بن جنید آ بگینہ فروش تھے نہاوند وطن تھا مگر حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش بغداد میں ہوئی (بقیہ اگلے صفحہ پر)

تمام قوتوں سے قوی ہے۔ کیونکہ اگر وہ باقی رہے تو صاحب خاطر تامل کی طرف رجوع کرتا ہے اور یہ مکان علم ہے۔

ابن عطاء کہتے ہیں کہ انہام علم بذات خود ایک بڑی قوت ہے وہ الہام کی قوت سے جلا پا کر بڑھ جاتا ہے۔

ابن[1] حنیف فرماتے ہیں کہ الہام و علم دونوں ایک جیسے ہیں اور خداوند تعالیٰ کی طرف سے وارد ہوتے ہیں اگر مختلف خطرات دل پر وارد

(حاشیہ بقیہ از صفحہ گذشتہ) آپ سفیان ثوری کے متبع طریقت تھے۔ حضرت سری سقطی کے بھانجے تھے اور مرید بھی اکابر مشائخ نے آپ کے کمالات کا اعتراف کیا ہے۔ آپ امام اہل صفا تھے اپنے دور کے مقتدر راہنما تھے حارث محاسبی محمد قصاب آپ کی محبت میں شب و روز گذارتے۔ رویم' ابوالحسن نوری شبلی خزانہ وغیرہ ہم کے سلسلہائے طریقت آپ کی ذات سے جاری ہوئے۔ طریقت میں آپکا ہر قول سند سمجھا جاتا ہے اور متقدمین اور متاخرین نے آپ کو خراج عقیدت پیش کیا ہے۔

صاحب ''کشف المحجوب'' خواجہ علی الہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے مشرب کی اساس صمو پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ آپ بروز ہفتہ ۲۹۷ھ کو واصل بحق ہوئے مزار اقدس بغداد میں ہے۔

[1] حضرت شیخ ابوعبداللہ بن حفیف شیراز کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتے اپنے زمانہ کے قطب تھے۔ ارباب طریقت کے مخدوم تھے۔ حضرت رویم رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔ حسین بن منصور حلاج کے جلیس تھے مذہباً شافعی تھے بہت سی کتابوں کے مصنف تھے۔ سلسلۂ حفیفیہ آپسے منسوب ہے آپ نے ۳۷۱ھ میں رحلت فرمائی آپ کا مزار آذربائیجان شہر میں ہے۔ (از سفینۃ الاولیاء داراشکوہ)

ہوں تو سالک کو یہ پڑھنا چاہیے۔

سُبحَانَ المَلِکِ الخَلَّاقِ اِنْ یَّشَایُذْھِبکُمْ وَیَاتِیْ بجلقٍ جَدِیْدٍ وَمَا ذَالِکَ عَلٰی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ

اہل تصوف کا اس بات پر متفقہ فیصلہ ہے کہ جو شخص حرام کھاتا ہے وہ منازل میں بھی فرق نہیں کرسکتا۔ جب تک تم نفس سے اتفاق کرو گے حرام سے دستبردار نہیں ہوسکتے۔ جب تک تم اس کی ہوس سے موافقت کرتے رہو گے جو ادھر ادھر پھرتا ہے تو تمہاری غذا مشکوک رہے گی۔ تمہارا اندر صاف ہو جائے گا۔ غذائے حلال میسر آئے گی۔

حیات سرمدیہ باقیہ کے قوانیہ میں رکھنے کی بجائے حیات مکدر فسانیہ کے قوانین پیش نظر رکھنے زیادہ بہتر ہیں۔ اے لڑکے تمہیں صدق و صفا لازم پکڑنے چاہیے۔ کیونکہ اگر یہ دونوں نہ ہونگے تو اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل نہیں کرسکے گا۔

☆ عقبیٰ میں شراب لقاط سے افطار اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک دنیا میں روزہ نہ رکھا جائے۔

☆ اولیاء اللہ بادشاہ ہوتے ہیں عارفین ان کے وزراء ہوتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ کے یوم حساب سے پہلے ہی اپنے نفس کا محاسبہ کرو۔ اور آخرت کی طرف سبقت کرنے کیلئے تیار رہو۔ کیونکہ دنیا ایک ایسا میدان یقین ہے جہاں سے قیامت کے پل سے گذرنا ہوگا اور یہ گھڑی بڑی سخت اور دشوار ہوگی۔

☆ زہد ایک ساعت کا عمل ہے ورع دو ساعتوں کا اور معرفت ہمیشہ

کا عمل ہے پس ان بندوں کی خوبیاں محض اللہ کیلئے ہیں۔ جنہیں اس نے اپنے کرم و شفقت سے بلایا۔

☆ جب فضل کی ندا نے مجلس وصل کی دعوت دی تو کوئی حدی خواں انہیں قرب الٰہی میں لے گیا۔ انہوں نے وہاں مطالعہ ازل سے فعل جمال کا مشاہدہ کیا اور حلل کے تاروں میں جلال خداوندی کا نظارہ کیا۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیائے بنی اسرائیل میں سے ایک نبی کو وحی کی کہ میرے بعض بندے ایسے ہیں جو مجھے دوست رکھتے ہیں اور میں انہیں دوست رکھتا ہوں وہ میرے مشتاق ہیں میں انکا مشتاق ہوں وہ مجھے یاد کرتے ہیں میں انہیں یاد کرتا ہوں۔ وہ میری طرف دیکھتے ہیں میں ان کی طرف دیکھتا ہوں۔ اس نبی نے دریافت کیا اے اللہ ان لوگوں کی نشانیوں کیا ہیں ارشاد ہوا کہ وہ غروب آفتاب کے ایسے مشتاق ہوتے ہیں۔ جیسے دن کے تھکے ماندے پرندے اپنے گھونسلوں کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ جب رات آجاتی ہے اور اندھیرا چھا جاتا ہے۔ فرش فروش بچھ جاتے ہیں دوست اپنے دوست سے وصل کی چاشنی حاصل کرنے میں مصروف ہوتے ہیں تو یہ لوگ ان ساری آسائیشوں اور خواہشات سے کنارہ کش ہو کر میرے لئے سروقد کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اپنے سر جھکا دیتے ہیں اور اپنے چہرے پھیلا دیتے ہیں اور مجھے ایسے دردمندانہ الفاظ میں پکارتے ہیں کہ میں ان کی آہ وزاری سن لیتا ہوں ان میں سے بعض دردناک حالت میں آہ و فغان کرتے ہیں بعض روتے ہیں بعض مشاہدہ کرتے ہیں۔ بعض شکایت کرتے ہیں

بعض کھڑے رہتے ہیں۔ بعض بیٹھے رہتے ہیں بعض رکوع کرتے ہیں اور بعض سجود میں مجھے یاد کرتے ہیں جس قدر تکلیف وہ میری خاطر اٹھاتے ہیں میں وہ سب کچھ دیکھتا ہوں میری محبت سے جس چیز کی شکایت کرتے ہیں میں سنتا ہوں۔ پہلے میں ان کے دل نور تجلی سے بھر دیتا ہوں۔ پھر وہ میری خبر دیتے ہیں جس طرح میں نے ان کی خبر دی پھر میں اپنی رحمت سے اگر ان کے دامن میں سات آسمانوں کا بوجھ بھی ہوتو اسے کم کر دیتا ہوں۔ پھر میں انہیں ایسا علم عطا کرتا ہوں جس کیلئے ان کا وہم وگمان بھی نہ تھا۔ اے بھائی! تمہارے لئے ضروری ہے کہ ایسے لوگوں کی دلجوئی کر لے شاید تو بھی ان کے متوسلین سے بن جائے اور اپنی بینائی وشنوائی کو ان کے تابع کر دے تاکہ تو سعادت کی بلند منزل تک پہنچ جائے۔

''میں اللہ سے التجا کرتا ہوں وہ ہماری آنکھوں کو نور ہدایت سے روشن کر دے ہمارے عقاید کی بنیادوں کو مضبوط کر دے۔

دعائے وعظ

آپ وعظ سے پہلے یہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ اِیْمَانًا یَّصْلُحُ لِلْعَرْضِ عَلَیْکَ اِیْقَانًا نَقِفُ بِہٖ فِیْ الْقِیَامَۃِ بَیْنَ یَدَیْکَ وَعِصْمَۃً تُنْقِذُنَا بِھَا مِنْ وَّرَطَاتِ الذُّنُوْبِ وَرَحْمَۃً تُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ وَنَسِ الْعُیُوْبِ عِلْمًا نَفْھَمُ بِہٖ اَوَامِکَ وَنَوَاھِیْکَ وَفَھْمًا نَعْلَمُ بِہٖ کَیْفَ تُنَاجِیْکَ وَاجْعَلْنَا فِیْ

الدُنیا وَالاٰخِرَۃِ مِنْ اَوْلِیَاءِ کَ وَالْملأ قُلُوْبَنا بِنُوْرِ مَعْرِفَتِک
وَالْحُلْ عُیُوْنَ عقُوْلِنَا بِاثْمِدِ ھِدَاتِیک وَاحْرُسْ اَقْدَامَ اَفْکَارُنَا
مِنْ مَزَالِقِ مَوَاطِھِی الْمُزلّاتِ الشُّھبَاتِ وَامْنَعْ طُیُوْرَ نفُوْسِنا مِنَ
الْوُقُوْعِ فِیْ شَبَاکِ مُوْبِقَاتِ الشُبْھَاتِ وَاَمنَّا فِیْ اَقِیَامِ الصَّلٰوتِ
عَلٰی تَرْکِ الشَھْوَاتِ وَاَصْحُ سُطُوْرَ سَیّئَاتِنَا عَنْ جَرَائِدِ اَعْمَالِنَا
بِاَیْدِی الحَسنَاتِ کُنْ لَّنَا حَیْثُ یَنْقَطِعُ عَنْ جَرَائِدِ اَعْمَالِنَا بِاَیْدِی
الحَسنَاتِ کُنْ لَّنَا حَیْثُ تَنْقَطِعُ الرِّجَاءُ مِنَّا اِذَا اَعْرَضَ اَھْلُ
الْوُجُوْہُ بِوُجُوْھِھِمْ عَنَّا حَتّٰی تَحْصُلَ فِیْ ظُلَمِ اللحودِھَا
اَفْعَالَنَا اِلَی یَوْمِ الْمَشْھُوْدِ اَجِرْ عَبْدَکَ الضَّعِیْفَ عَلٰی مَا
اَلَّفَ مِنَ الْعُصْمَۃِ عَنِ الزَّلَلِ وَنَقّہُ وَالْحَاضِرِیْنَ نَصَالِحَ الْقَوْلِ
وَالْعَمَلِ وَاجْرِ عَلٰی لِسَانِہٖ مَا یَنْتَفِعُ بِہٖ اَسَّامِعُ وَقَذْرِفْ لَہٗ
الْمَوَامِعَ وَلِیّنْ لَہُ الْقَلْبَ الْخَاشِعَ وَاغْفِرْلَہٗ وَلِلْحَاضِرِیْنَ
وَالْجَمِیْعِ الْمُسْلِمِیْنَ آمین

کبھی کبھی آپ یہ دعا بھی بآغاز وعظ کہا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اَصْلِحِ الْاِمَامَ وَالْاُمَّۃَ وَالرَّاعِیْ وَالرِّعیَّۃَ وَالِّفْ بَیْنَ
قُلُوْبِھِمْ فِی الْخَیْرَاتِ وَادْفَعْ شَرَّ بَعْضُھِمْ عَنْ بَعْضٍ فِیْ جَمِیْعِ
الْاَوْقَاتِ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْعَالِمُ بِسَرَآئِرِنَا فَاَصْلِحْنَا وَاَنْتَ الْعَالِمُ
بِذُنُوْبِھَا فَاغْفِرْھَا لَاتَرانَا حَیْثُ نَھْتَنَا وَلَا تَفْتِدْنَا حَیْثُ اَمَرْتَنَا
وَاَعِزّنَا بِالطَّاعَۃِ وَلَا تُذِلّنَا بِالْمَعْصِیَّۃِ وَاَشْغِلْنَا بِکَ مِمَّنْ سِوَاکَ
وَاقْطَعْ مِنَّا کُلَّ قَاطِعٍ لقُطَعَنَا عُنْکَ وَعَنْ ھَوَاکَ اَلْھِمْنَا

ذِکرِکَ وَشُکرِکَ وَحُسنَ عِبادَتِکَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَمَا شاء اللّٰہُ کَان لا قُوَّۃَ اِلَّا باللّٰہِ الْعَلِیّ الْعَظِیم

لَا تُحْبِنا فِیْ غَفْلَةٍ وَّلا تُمِتْنا فِیْ عِزَّۃٍ رَبَّنا لَاتُؤَاخِذْنا اِنْ نَسِیْنا اَوْاَخْطَاءْ نا رَبَّنا وَلاَ تَحْمِلْ عَلَیْنا اِسْراً کما حَمَلْتَه‘ علی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنا رَبَّنا وَلَا تَحْمِلْنا مَالاَ طاقَتَه لَنا بِہٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنا وَارْحَمْنا اَنْتَ مَوْلَانا فَالنْصُرْنا عَلٰی الْقَوْمِ الکافِرِیْنَ سُبْحَانَ رَبّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ط
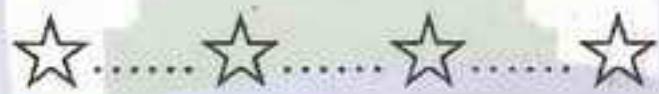
قصیدہ المبارک غوثیہ خمریہ

یہ قصیدہ شریف خاص حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز کا فرمودہ ہے۔ جس کو غیر مذاہب بھی تسلیم کرتے ہیں۔ فقیر نے اس کے بہت سے نسخے دیکھے مگر کوئی بھی اغلاط سے محفوظ نظر نہ آیا۔ متعدد جگہوں میں فتح کسرہ، ضمہ یعنی حرکات کی اغلاط نظر آئیں اور بعض جگہوں میں الفاظ کی اغلاط بھی موجود پائیں۔ جس کی وجہ سے عوام الناس کو صحیح پڑھنا بہت دشوار تھا۔ فقیر اس بات کا احتیاط رکھتے ہوئے اس کا ترجمہ بھی ساتھ نثر میں نقل کر رہا ہے۔ یہ ترجمہ ناصر الاسلام الحاج مولانا سید محمد عبدالسلام القادری کی کتاب رضوان قادری سے مع التصرف نقل کیا ہے۔ اور کچھ اس کے فضائل تذکرہ قادریہ سے نقل کرتا ہوں۔ یہ پیر سید طاہر علاء الدین الگیلانی کی تصنیف فرمودہ ہے اور آپ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔ قال ...... اور یہ قصیدہ مبارک تمام دینی اور دنیاوی حاجتوں کو پورا کرنے، مشکلات کو آسان کرنے، بزرگوں کی زیارت، بلکہ اللہ تعالیٰ کے حصول دیدار اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مستفید ہونے کیلئے بلکہ تمام امور دینی و دنیوی بر لانے میں یکتا ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ صاحب عمل کو کسی کامل بزرگ سے اجازت ہو۔ جلالی و جمالی اشیاء سے باپرہیز ہو۔ شریعت کا پابند اور

راست گو اور اکل حلال پر عمل پیرا ہو۔ اسکے ہر حصے کی کئی ترکیبیں ہیں۔

پہلی ترکیب

پہلی ترکیب سالم کے قصیدہ' تیس کے تیس ابیات مسلسل ورد کرنے کی ہے۔ یعنی سالم قصیدہ مبارک ہر ماہ قمری کی پہلی تاریخ بعد از نماز عشاء یا بعد نماز تہجد اول و آخر درود شریف گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھے اور پڑھنے کے بعد ختم شریف بر ارواح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و حضور غوث پاک و بر ارواح بزرگان سلسلہ قادری پہنچائے۔ اگر ہو سکے تو پہلے بھی شروع کرنے سے ختم شریف ان ارواح مذکور الصدر پر پہنچا دے۔ تصور مرشد کو ہمراہ رکھے اور کم از کم اکتالیس بار روزانہ ورد کرے یا جو مرشد فرماوے۔ اس پر عمل کرے۔

دوسری ترکیب

دوسری ترکیب شعر شعر کی الگ الگ ہے۔ جو ہر مطلب کیلئے ورد کیا جاتا ہے وہ بھی چاند کی تاریخ کو شروع کرے اور لکھی ہوئی ترکیب کے مطابق روزانہ ورد کرے۔ سَقَانِی الحُبُّ ...... الخ برائے معرفت الٰہی ہزار بار گیارہ روز برائے رجوع محبوب ہر روز پانچ صد بار اول و آخر درود شریف گیارہ گیارہ بار بعد از نماز عشاء یا تہجد گیارہ روز پڑھیں پرہیز جلالی و جمالی اشیاء سے لازمی ہے۔ منہ قبلہ کی طرف کریں۔

اَطْلَعَنِی ...... الخ برائے عطاء و انکشاف رموزات و ارادت الٰہی پندرہ سو بار ہر روز باپرہیز گوشہ تنہائی میں بیٹھ کر پڑھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

القصیدۃ الغوثیہ

سَقَانِی الْحُبُّ کَاسَاتِ الْوِصَالِ
فَقُلْتُ لِخَمْرَتِیْ نَحْوِیْ تَعَالِیْ

عشق و محبت نے مجھے وصل کے پیالے پلائے، پس میں نے اپنی شراب کو کہا کہ میری طرف لوٹ آ۔

سَعَتْ وَمَشَتْ لِنَحْوِیْ فِیْ کُؤُوْسٍ
فَهِمْتُ بِسُکْرَتِیْ بَیْنَ الْمَوَالِیْ

پیالوں میں (بھری ہوئی) وہ شراب میری طرف دوڑی پس میں اپنے احباب کے درمیان نشہ شراب سے مست ہو گیا۔

فَقُلْتُ لِسَائِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوْا
بِحَالِیْ وَادْخُلُوْا اَنْتُمْ رِجَالِیْ

میں نے تمام اقطاب کو کہا کہ آپ بھی عزم کرو اور میرے حال میں داخل ہو جاؤ (یعنی میرے رنگ میں رنگے جاؤ) کیونکہ آپ بھی میرے رفقا ہیں۔

وَهُمُّوْا وَاشْرَبُوْا اَنْتُمْ جُنُوْدِیْ
فَسَاقِی الْقَوْمِ بِالْوَافِیْ مَلَالِیْ

ہمت اور مستحکم ارادہ کرو اور جام معرفت پیو کہ تم میرے لشکری ہو، کیونکہ ساقی قوم نے میرے لئے لبالب جام بھر رکھا ہے۔

شَرِبْتُمْ فَضْلَتِيْ مِنْ بَعْدِ سُكْرِيْ

وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّيْ وَاتِّصَالِيْ

میرے مست ہونے کے بعد تم نے میری بچی کھچی شراب پی لی. لیکن میرے بلند مرتبے اور قرب کو نہ پا سکے۔

مَقَامُكُمُ الْعُلٰى جَمْعًا وَّلٰكِنْ

مَقَامِيْ فَوْقَكُمْ مَا زَالَ عَالِيْ

اگرچہ آپ سب کا مقام بلند ہے پھر بھی میرا مقام آپ کے مقام سے بلند تر ہے اور ہمیشہ بلند رہے گا۔

اَنَا فِيْ حَضْرَةِ التَّقْرِيْبِ وَحْدِيْ

يُصَرِّفُنِيْ وَحَسْبِيْ ذُو الْجَلَالِ

میں بارگاہ قرب الٰہی میں یکتا اور یگانہ ہوں - اللہ تعالیٰ مجھے پھیرتا ہے (یعنی ایک درجہ سے دوسرے درجہ پر ترقی دیتا ہے) اور خداوند تعالیٰ میرے لئے کافی ہے

كَسَانِيْ خِلْعَةً بِطِرَازِ عَزْمٍ

وَتَوَّجَنِيْ بِتِيْجَانِ الْكَمَالِ

اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ خلعت پہنایا، جس پر عزم (ارادہ مستحکم) کے بیل بوٹے تھے اور تمام کمالات کے تاج میرے سر پر رکھے۔

وَاَطْلَعَنِيْ عَلٰى سِرٍّ قَدِيْمٍ

وَقَلَّدَنِيْ وَاَعْطَانِيْ سُؤَالِيْ

اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے رازِ قدیم پر مطلع کیا اور مجھے عزت کا ہار پہنایا اور جو کچھ میں نے مانگا مجھے عطا کیا۔

وَوَلَّانِیْ عَلَی الْاَقْطَابِ جَمْعًا

فَحُکْمِیْ نَافِذٌ فِیْ کُلِّ حَالِ

اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام قطبوں پر حاکم بنایا ہے۔ پس میرا حکم ہر حالت میں جاری ہے۔

فَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ بِحَارٍ

لَصَارَ الْکُلُّ غَوْرًا فِی الزَّوَالِ

اگر میں اپنا راز یا توجہ دریاؤں پر ڈالوں تو تمام دریاؤں کا پانی زمین میں جذب ہو کر خشک ہو جائے اور ان کا نام و نشان نہ رہے۔

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ جِبَالٍ

لَدُکَّتْ وَاخْتَفَتْ بَیْنَ الرِّمَالِ

اگر میں اپنا راز پہاڑوں پر ڈالوں تو وہ ریزہ ریزہ ہو کر ریت میں ایسے مل جائیں کہ اُن میں اور ریت میں فرق نہ رہے۔

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ نَارٍ

لَخَمِدَتْ وَانْطَفَتْ مِنْ سِرِّ حَالِیْ

اگر میں اپنا راز آگ پر ڈالوں تو وہ میرے راز سے بالکل سرد ہو جائے اور اس کا نام و نشاں باقی نہ رہے۔

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیْتٍ

لَقَامَ بِقُدْرَةِ الْمَوْلٰی تَعَالٰی

اگر میں اپنے راز کو مردہ پر ڈالوں۔ تو وہ فوراً اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اُٹھ کھڑا ہو۔

وَمَا مِنْهَا شُهُوْرٌ اَوْ دُهُوْرٌ

تَمُرُّ وَتَنْقَضِیْ اِلَّا اَتَا لِیْ

مہینے اور زمانے جو گذر چکے ہیں یا گذر رہے ہیں۔ بلا شک وہ میرے پاس حاضر

وَتُخْبِرُنِیْ بِمَا یَاْتِیْ وَیَجْرِیْ

وَتُعْلِمُنِیْ فَاَقْصِرْ عَنْ جِدَالِیْ

اور وہ مجھ کو گزرے ہوئے اور آنے والے واقعات کی خبر اور اطلاع دیتے ہیں (اے منکرِ کرامات) جھگڑے سے باز آ۔

مُرِیْدِیْ هِمْ وَطِبْ وَاشْطَحْ وَغَنِّ

وَافْعَلْ مَا تَشَآءُ فَالْاِسْمُ عَالٍ

اے میرے مرید! سرشارِ عشقِ الٰہی ہو اور خوش رہ اور بے باک ہو اور خوشی کے گیت گا اور جو چاہے کر کیونکہ میرا نام بلند ہے۔

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ اَللّٰهُ رَبِّیْ

عَطَانِیْ رِفْعَةً نِلْتُ الْمَنَالِیْ

اے میرے مرید کسی سے مت ڈر۔ اللہ تعالیٰ میرا پروردگار ہے۔ اُس نے مجھے وہ بلندی عطا فرمائی ہے کہ جس سے میں نے اپنی مطلوبہ آرزوؤں کو پالیا ہے۔

طُبُوْلِیْ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ دُقَّتْ

وَشَاءُوْسُ السَّعَادَةِ قَدْ بَدَالِیْ

میرے نام کے ڈنکے زمین و آسمان میں بجائے جاتے ہیں اور نیک بختی کے نگہبان و نقیب میرے لئے ظاہر ہو رہے ہیں۔

بِلَادُ اللّٰهِ مُلْکِیْ تَحْتَ حُکْمِیْ

وَوَقْتِیْ قَبْلَ قَلْبِیْ قَدْ صَفَالِیْ

اللہ تعالیٰ کے تمام شہر میرا ملک ہیں اور ان پر میری حکومت ہے اور میرا وقت میرے دل کی پیدائش سے پہلے ہی صاف تھا یعنی میری روحانی حالت میرے جسم کے پیدا ہونے سے پہلے ہی مصفّا تھی

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰهِ جَمْعًا

کَخَرْدَلَةٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالٖ

میں نے خدا تعالیٰ کے تمام شہروں کی طرف دیکھا، تو وہ سب مل کر رائی کے دانہ کے برابر تھے۔

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْبًا

وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَّوْلَی الْمَوَالِیْ

میں علم پڑھتے پڑھتے قطب ہو گیا اور میں نے خداوند تعالیٰ کی مدد سے سعادت کو پا لیا۔

رِجَالِیْ فِیْ هَوَاجِرِهِمْ صِیَامٌ

وَفِیْ ظُلَمِ اللَّیَالِیْ کَاللَّآلِیْ

میرے مرید موسم گرما میں روزہ رکھتے ہیں اور راتوں کی تاریکی میں (عبادت کی روشنی سے) موتیوں کی طرح چمکتے ہیں۔

وَکُلُّ وَلِیٍّ لَّهٗ قَدَمٌ وَّاِنِّیْ

عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِ

ہر ایک ولی کے لئے ایک قدم یعنی مرتبہ ہے اور میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک پر ہوں جو آسمانِ کمال کے بدرِ کامل ہیں۔

نَبِیٌّ هَاشِمِیٌّ مَکِّیٌّ حِجَازِیٌّ

هُوَ جَدِّیْ بِهٖ نِلْتُ الْمَوَالِیْ

وہ نبی اکرم ہاشمی، مکی اور حجازی میرے جدِ پاک ہیں۔ انہیں کی وساطت سے میں نے بزرگی کو پایا۔

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ وَاشٍ فَاِنِّیْ

عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ

اے میرے مرید! تو کسی چغل خور شریر سے نہ ڈر کیونکہ میں لڑائی میں اولوالعزم اور دشمن کو قتل کرنے والا ہوں۔

أَنَا الْجِيْلِيُّ مُحْيِ الدِّيْنِ اِسْمِيْ
وَاَعْلَامِيْ عَلٰی رَأْسِ الْجِبَالِ

میں گیلان کا رہنے والا ہوں اور محی الدین میرا نام ہے اور میرے (فیض و صداقت کے)
نشان پہاڑوں کی چوٹیوں پر لہرا رہے ہیں۔

اَنَا الْحَسَنِیُّ وَالْمُخْدَعُ مَقَامِیْ
وَاَقْدَامِیْ عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالِ

میں حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولاد سے ہوں اور میرا مرتبہ مخدع (خاص مقام)
اور میرے قدم اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہیں۔

وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْمَشْهُوْرُ اِسْمِیْ
وَجَدِّیْ صَاحِبُ الْعَیْنِ الْکَمَالِ

اور عبدالقادر میرا مشہور و معروف نام ہے اور میرے نانا پاک یعنی سرکار عالمیاں
صلی اللہ علیہ وسلم چشمۂ کمال کے مالک ہیں۔

تَقَبَّلْنِیْ وَلَا تَرْدُدْ سُؤَالِیْ
اَغِثْنِیْ سَیِّدِیْ اُنْظُرْ حَالِیْ

مجھے منظور فرمائیے اور میرا سوال رد نہ کیجئے، میری فریاد رسی کیجئے، میرے آقا! میرا حال ملاحظہ فرمایئے۔

اَنَا الْبَازِیْ اَشْهَبُ کُلِّ شَیْخٍ
وَمَنْ ذَا فِی الرِّجَالِ اُعْطِیْ مِثَالِیْ

جس طرح باز اشہب (سیاہ و سفید پروں والا باز) تمام پرندوں پر غالب ہے، اسی طرح میں
تمام مشائخ پر غالب ہوں۔ بتاؤ مردانِ خدا میں سے کون ہے جس کو میرے جیسا مرتبہ دیا گیا ہے!